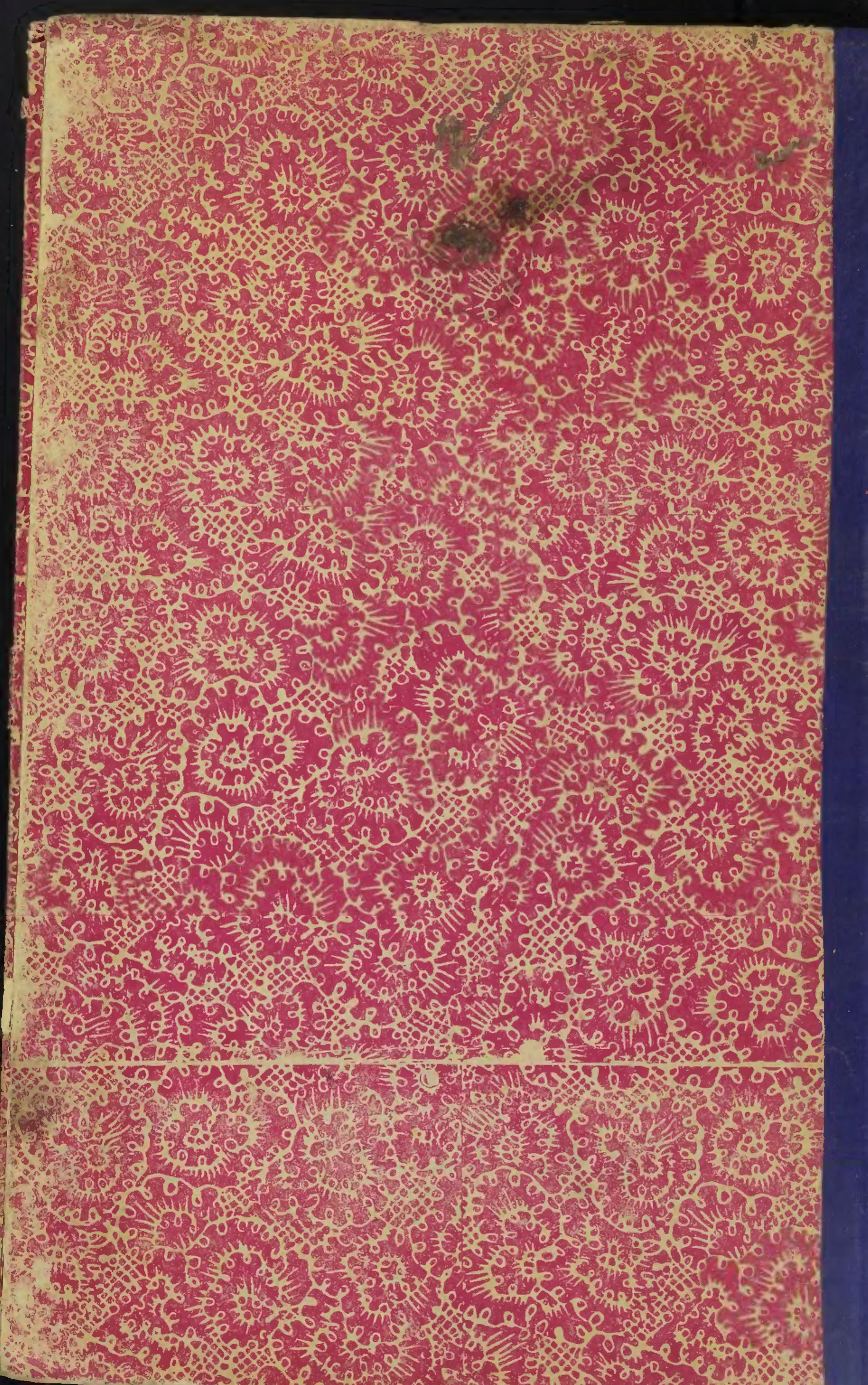
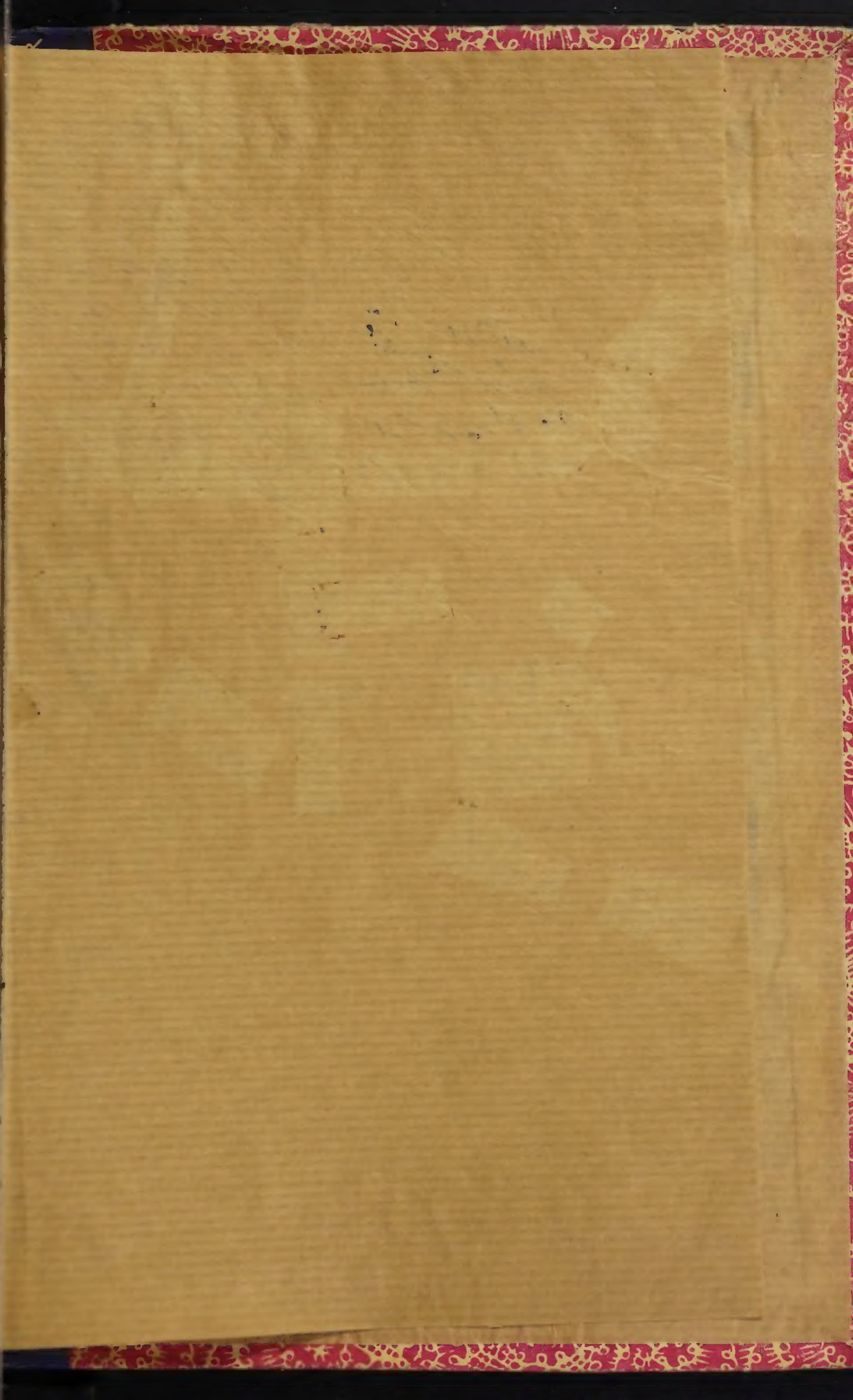




سُوْرَةُ هُوْدٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ
ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ (١)
اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ اِنَّنِيْ لَكُمْ
مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ (٢) وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا
رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ
مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ
كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ
اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ (٣) اِلَى
اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (٤)
اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ
لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ اَلَا حِيْنَ (٥)
يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ
مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ (٦) اِنَّهٗ
عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (٧)
وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى
اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا
وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (٨)
وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ
لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ
اَحْسَنُ عَمَلًا (٩) وَلَئِنْ قُلْتَ
اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ
لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ
اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (١٠) وَلَئِنْ اَخَّرْنَا

خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا ہے بڑا مہربان
الر ۔ یہ کتاب ہے کہ مستحکم کی گئی ہیں اُسکی آیتیں پھر
مفصل کی گئی ہیں حکمت والے خبر رکھنے والے کے پاس سے (١)
کہ عبادت مت کرو (کسی کی) سوائے خدا کے بیشک میں ہوں
تمہارے لئے اُس سے ڈرانیوالا اور خوشخبری دینے والا (٢)
اور بخشش چاہو اپنے پروردگار سے پھر رجوع کرو اُس کی طرف
فائدہ مند کریگا تم کو اچھے فائدہ سے وقت مقرر تک اور دیگا ہر
بزرگی رکھنے والے کو بدلہ اُس کی بزرگی کا اور اگر تم نہیں
تو بیشک میں ڈرتا ہوں تم پر بڑے دن کے عذاب سے (٣) اللہ کی
طرف ہی تم کو پھر جانا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (٤) خبردار ہو
بیشک وہ پھیر لیتے ہیں اپنے سینوں کو (یعنی جب کہ پیغمبر صاحب
کو آتا دیکھتے ہیں) تاکہ چھپ جاویں اُس سے (یعنی پیغمبر سے)
خبردار ہو جس وقت (٥) کہ وہ اوڑھ لیتے ہیں اپنے کپڑوں کو
(خدا) جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ کہ وہ
ظاہر کرتے ہیں (٦) بیشک وہ جاننے والا ہے دل کی چھپی
باتوں کا (٧) اور نہیں کوئی چلنے والا زمین میں مگر کہ اللہ
پر ہے اُس کی روزی وہ جانتا ہے اُس کے ٹھیرنے کی جگہ
اور اُس کی ودیعت ہونے کی جگہ سب کچھ ہے بیان
کرنے والی کتاب میں (٨) (یعنی موجود ہے اللہ کے علم میں
اور یہ قول ہے زجاج کا) اور وہ وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں
کو اور زمین کو چھ دن میں اور تھا اُس کا عرش پانی پر تاکہ
آزمائے تم کو کہ کون تم میں سے ہے اچھی عمل کرتا (٩) اور
اگر تو کہے کہ بیشک تم اُٹھائے جاؤ گے مرنے کے بعد تو
کہینگے وہ لوگ جو کافر ہوئے کہ یہ کچھ نہیں ہے مگر کھلا ہوا
جادو (١٠) اور اگر ہم تاخیر کریں

عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ
لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ
لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ
مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (۱۱) وَلَئِنْ اَذَقْنَا
الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ
اِنَّهٗ لَيَـُٔوْسٌ كَفُوْرٌ (۱۲) وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ
نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ
ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ
فَخُوْرٌ (۱۳) اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ
مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ (۱۴) فَلَعَلَّكَ
تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ
صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ
كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ
وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ (۱۵) اَمْ
يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ
سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ
اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ (۱۶) فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ
فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (۱۷) مَنْ كَانَ يُرِيْدُ
الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ
فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ (۱۸) اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ
وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۱۹)
اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ
شَاهِدٌ مِّنْهُ

اُن سے عذاب کی ایک گنی ہوئی مدت تک تو کہینگے کہ کس
چیز نے اُس کو روک رکھا ہے خبردار ہو جس دن آویگا اُن پر
نہ پھیرا جاویگا اُن سے اور گھیر لیویگی اُن کو وہ چیز کہ جس کے
ساتھ وہ ٹھٹھا کرتے تھے (۱۱) اور اگر ہم چکھاویں انسان کو
اپنی طرف سے رحمت پھر ہم اُس کو اُس سے لے لیں بیشک وہ
ناامید اور ناشکر ہے (۱۲) اور اگر ہم چکھاویں اُس کو
خوشحالی بعد سختی کے جو اُس کو پہنچی ہے تو کہیگا کہ گئیں ہم
سے بُرائیاں بیشک وہ خوشی کرنے والا اور فخر کرنے
والا (۱۳) مگر جنہوں نے صبر کیا اور اچھے کام کئے وہی
لوگ ہیں اُن کے لئے بخشش اور اجر بڑا (۱۴) پھر شاید تو
چھوڑ دینے والا ہے بعض کو جو وحی بھیجی جاتی ہے تیری طرف
اور تنگ ہو جاتا ہے تیرا سینہ اس سے کہ کہتے ہیں کیوں
نہیں اُتارا گیا اُس کے اوپر خزانہ یا آیا اُس کے ساتھ فرشتہ
اس کے سوا کچھ نہیں کہ تو ڈرانیوالا ہے اور اللہ ہر چیز پر
نگہبان ہے (۱۵) کیا وہ کہتے ہیں (یعنی قرآن کو) کہ
اس نے افترا کر لیا ہے تو کہدے کہ لاؤ اس کی مانند دس سورتیں افترا
کی ہوئی اور بلاؤ جس کو تم بلا سکو اللہ کے سوا اگر تم سچے
ہو (۱۶) پھر اگر نہ قبول کریں تمہاری بات کو تو جان لو کہ بات
یوں ہی ہے کہ وہ اُتارا گیا ہے اللہ کے علم سے اور یہ کہ
نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ پھر کیا تم مانتے ہو (۱۷) جو چاہتے
ہیں دنیا کی زندگی اور اس کی زیبائش پورا کر دینگے ہم اُن کے
پاس اُن کے عملوں کو اس میں اور وہ اس میں نقصان نہ دئے
جاوینگے (۱۸) یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے کچھ نہیں ہے آخرت
میں مگر آگ اور گر گیا اس میں (یعنی آخرت میں) جو کچھ کہ
انہوں نے کیا تھا اور غلط ہو گیا جو کچھ وہ کرتے تھے (۱۹)
پھر وہ شخص جو اپنے پروردگار کے پاس سے دلیل رکھتا ہے اور
اُس کے ساتھ ہی ساتھ اُس کے پاس ایک گواہ بھی ہے۔

وَمِنْ قَبْلِهِ كِتٰبُ مُوسٰى إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ أُولٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۚ وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ ۚ فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِنْهُ ۚ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۲۰﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ أُولٰئِكَ يُعْرَضُونَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِينَ ﴿۲۱﴾ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كٰفِرُونَ أُولٰئِكَ لَمْ يَكُونُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۚ مَا كَانُوا يَسْتَطِيعُونَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوا يُبْصِرُونَ ﴿۲۲﴾ أُولٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۲۳﴾ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ﴿۲۴﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَأَخْبَتُوا إِلٰى رَبِّهِمْ أُولٰئِكَ أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ﴿۲۵﴾ مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمٰى وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ ۚ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۲۶﴾

اور اُس سے پہلے موسیٰ کی کتاب بطور ایک پیشوا کے اور رحمت کے ہے تو یہی لوگ ایمان لاتے ہیں اُس پر (یعنی قرآن پر) - اور جو کوئی کافروں کے گروہ میں سے اُس کا منکر ہو تو آگ اُس کا ٹھکانا ہے - پھر (اے مخاطب) تو مت ہو کسی شبہ میں اُس سے بیشک وہ برحق ہے تیرے پروردگار کی طرف سے لیکن بہت لوگ یقین نہیں کرتے (۲۰) اور کون بڑا ظالم ہے اُس شخص سے جو افترا کرے اللہ پر جھوٹ یہ لوگ سامنے لائے جاوینگے اپنے پروردگار کے اور گواہ کہینگے کہ یہی لوگ ہیں جنہوں نے جھوٹ بولا اپنے پروردگار پر ہاں لعنت خدا کی ہے ظالموں پر (۲۱) جو لوگ کہ روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور چاہتے ہیں اُس کو ٹیڑھا اور وہ آخرت کے منکر ہیں وہ لوگ نہیں ہونے کے عاجز کرنے والے (یعنی روکنے والے اللہ کو عذاب دینے سے یعنی بچ کر بھاگ جانے والے اللہ کے عذاب سے) زمین میں اور نہ ہوگا اُن کے لئے اللہ کے سوا کوئی دوست دوگنا کیا جاویگا اُن کے لئے عذاب اور وہ نہ سُن سکتے تھے اور نہ دیکھتے تھے (۲۲) یہی لوگ وہ ہیں جنہوں نے نقصان پہنچایا اپنے آپکو اور کھویا گیا اُن سے جو کچھ کہ وہ افترا کرتے تھے (۲۳) اس لئے بیشک وہ آخرت میں وہی ہیں نقصان اُٹھانے والے (۲۴) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے اور نیازمندی بجالائے اپنے پروردگار کی وہ لوگ ہیں بہشت میں جانے والے وہ اُس میں رہینگے ہمیشہ (۲۵) دو فرقوں کی مثال اندھے اور بہرے اور دیکھنے والے اور سُننے والے کی سی ہے کیا وہ دونوں مثال میں برابر ہیں پھر کیوں نہیں تم نصیحت پکڑتے (۲۶)

لہ فلا تک ... من ربک کو خطاب کے فریا منکر قرآن کی نسبت ہے جیسے کہ سورہ یونس کی آیت ۹۴ میں مفتری کذاب کی نسبت ہے اور اس باب میں کامل بحث سورہ یونس میں ہو چکی ہے *

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اِنِّيْ
لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۷﴾ اَنْ
لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ اِنِّيْٓ اَخَافُ
عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾
فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ
مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ
اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا
بَادِيَ الرَّاْيِ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ
بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ يٰقَوْمِ
اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ
مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ
فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا
وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿۳۰﴾
وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا
اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَآ اَنَا
بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا
رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا
تَجْهَلُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَيٰقَوْمِ مَنْ
يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ
اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَآ
اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآىِٕنُ
اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ
اِنِّيْ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ
تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ
اللّٰهُ خَيْرًا اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا
فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ اِنِّيْٓ اِذًا لَّمِنَ
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۳﴾

بیشک ہم نے بھیجا نوح کو اُس کی قوم کے پاس (نوح نے)
کہا کہ بیشک میں تم کو علانیہ ڈرانے والا ہوں ﴿۲۷﴾ کہ مت
عبادت کرو (کسی کی) اللہ کے سوا بیشک مجھ کو تم پر ڈر
ہے ایک دکھ دینے والے دن کے عذاب کا ﴿۲۸﴾ پھر کہا اُن
لوگوں نے جو اُس کی قوم میں سے کافر تھے کہ ہم نہیں دیکھتے تجھ کو
مگر ایک انسان ہم سا اور نہیں دیکھتے ہم تجھ کو کہ تیری پیروی
کی ہو (کسی نے) بجز اُن لوگوں کے کہ وہ ہم میں کمینے اور
سپاٹ سمجھ کے ہیں اور ہم نہیں دیکھتے تم کو اپنے پر کچھ فضیلت
بلکہ گمان کرتے ہیں ہم تم کو جھوٹے ﴿۲۹﴾ (نوح نے) کہا
کہ اے میری قوم کیا تم نے سمجھ لیا ہے کہ اگر میرے پاس
کوئی دلیل ہے میرے پروردگار سے اور اُس نے مجھ کو دی ہو رحمت
اپنے پاس سے اور پھر وہ پوشیدہ کر دی گئی ہو تم پر تو کیا ہم اُسکو
تمہارے دل میں بٹھا سکتے ہیں اور تم اُس سے کراہیت
کرنے والے ہو ﴿۳۰﴾ اے میری قوم میں نہیں مانگتا تم سے
اُس پر کچھ مال نہیں ہے میرا اجر دینا کسی پر مگر اللہ پر اور
میں اُن کو جو ایمان لائے ہیں کھدیڑ دینے والا نہیں
ہوں بیشک وہ ملنے والے ہیں اپنے پروردگار سے لیکن
میں دیکھتا ہوں تم کو ایک قوم کہ جہالت کرتی ہے ﴿۳۱﴾
اور اے میری قوم کون مجھ کو مدد دیگا اللہ کے (عذاب)
سے اگر میں اُن کو کھدیڑ دوں پھر کیا تم نصیحت نہیں
پکڑتے ﴿۳۲﴾ اور میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ
کے خزانے ہیں اور نہ کہ میں غیب کی بات جانتا ہوں اور نہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ
ہوں اور نہ کہتا ہوں اُن لوگوں کے لئے جن کو تمہاری آنکھیں
حقارت سے دیکھتی ہیں کہ اللہ اُن کو کوئی بھلائی نہیں
دیگا خدا جانتا ہے جو کچھ کہ اُن کے دلوں میں ہے
بیشک میں اُس وقت (یعنی جب کہ میں اُن کو اپنے پاس سے
کھدیڑ دوں) البتہ میں ظالموں میں سے ہوں گا ﴿۳۳﴾

قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۴﴾ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۳۵﴾ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ هُوَ رَبُّكُمْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۹﴾

اُن لوگوں نے کہا کہ اے نوح تو نے ہمارے ساتھ جھگڑا کیا پھر بہت جھگڑا تو ہم سے پھر ہمارے پاس لا اُس کو جس کا تو وعدہ کرتا ہے اگر تو سچوں میں سے ہے ﴿۳۴﴾ (نوح نے) کہا بات یہ ہے کہ اللہ اُس کو تمہارے پاس لاویگا اگر چاہے اور تم اُس کو مجبور کرنے والے نہیں ہو ﴿۳۵﴾ اور نہیں فائدہ دیگی تم کو میری نصیحت کتنا ہی میں ارادہ کروں کہ میں تم کو نصیحت کروں اگر اللہ کا ارادہ ہو کہ گمراہ کرے تم کو وہ پروردگار تمہارا ہے اور اُسی کے پاس پلٹ کر جاؤگے ﴿۳۶﴾ (اے پیغمبر) کیا وہ کہتے ہیں کہ افترا کرلیا ہے اُس کو (یعنی قرآن کو) کہدے کہ اگر میں نے اُس کو افترا کرلیا ہے تو مجھ پر میرا گناہ ہے اور میں بری ہوں اُن گناہوں سے جو تم گناہ کرتے ہو ﴿۳۷﴾ اور وحی بھیجی گئی نوح کے پاس کہ بیشک نہیں ایمان لاوینگے تیری قوم میں سے مگر جو ایمان لے آئے پھر غم مت کھا اُس سے جو وہ کرتے ہیں ﴿۳۸﴾ اور بنا کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے اور نہ کہ مجھ سے اُن لوگوں کے حق میں جنہوں نے ظلم کیا بیشک وہ ڈبوئے جاوینگے ﴿۳۹﴾

(۳۹ تا آیت ۵۱) (واصنع الفلک) اس مقام سے طوفان آنے کا ذکر شروع ہوتا ہے۔ مگر قبل اس کے کہ طوفان کی نسبت ذکر کیا جاوے یہ امر بتانا ضرور ہے کہ حضرت نوح اور اُن کی قوم کہاں رہتی تھی ✤

اس بات کے دریافت کرنے کے لئے بجز توریت کے اور قدیم جغرافیہ کی تحقیقات کے اور کوئی ذریعہ ہمارے پاس نہیں ہے اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم یا یوں کہو کہ حضرت نوح کے اجداد اُس قطع زمین میں رہتے تھے جہاں چار دریا پیشون - جیحون - حدقل - فرات بہتے تھے - ان دریاؤں کے ناموں اور مخرجوں پر اس مقام پر بحث کی چنداں ضرورت نہیں ہے صرف یہ بیان کرنا کافی ہے کہ جو ٹکڑا زمین کا بلیک سی یعنی بحر اسود اور بحر کاسپین اور پرشین گلف[1] اور مڈی ٹرینین سی یعنی بحیرہ روم میں واقع ہے اور آرمینیا کہلاتا ہے وہی قطعہ زمین کا حضرت نوح کے اجداد کا مسکن تھا ✤

[1] خلیج فارس - (احمد ابا) ✤

وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّنْ قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ قَالَ إِن تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ (۴۰) فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ (۴۱) حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِن كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ

اور نوح کشتی بناتا تھا اور جب اُس کی قوم کے لوگ اُس کے پاس ہو کر جاتے تو اُس سے ٹھٹھا کرتے تھے نوح نے کہا کہ اگر تم ہم سے ٹھٹھا کرتے ہو تو بیشک ہم بھی تم سے ٹھٹھا کرینگے جس طرح کہ تم ٹھٹھا کرتے ہو پھر تم جان جاؤگے (۴۰) کہ وہ کون ہے جس کے پاس ایسا عذاب آویگا جو اُس کو برباد کرے اور لازم کرے اُس پر ہمیشہ کا عذاب (۴۱) یہاں تک کہ جب آیا ہمارا حکم اور زمین کے چشمے پھوٹ نکلے ہم نے کہا کہ چڑھا لے کشتی میں ہر ایک جوڑے کے دو

کوئی ثبوت اس بات کا نہیں ہے کہ نوح نے یا اجداد نوح نے اس ملک کو چھوڑ کر دوسری جگہ سکونت اختیار کی ہو اور اس لئے اس بات کے باور کرنے کو کوئی امر مانع نہیں ہے کہ حضرت نوح کا بھی یہ ملک مسکن تھا +

اسی قطع زمین میں وہ ملک بھی واقع ہے جو ارارات کے نام سے مشہور تھا اور اسی ملک کے پہاڑ ارارات کے پہاڑ مشہور ہیں جن کو کالدی زبان میں قردو اور عربی میں جُودی کہتے ہیں +

یہ ملک دریاؤں سے اور دریاؤں کی بہت سی شاخوں سے اور چھوٹی ندیوں سے ایسا پُر تھا کہ انسان کو اس بات کا خیال آنا قرین قیاس ہے کہ اُن کے عبور کرنے اور اُن کی طغیانی کی حالت میں بچاؤ کی کوئی تدبیر ہونی چاہیئے خدا تعالےٰ نے حضرت نوح کے دل میں وحی ڈالی کہ وہ اِن مصیبتوں سے محفوظ رہنے کے لئے کشتی بنائیں۔ کچھ شبہ نہیں ہے کہ یہ کشتی سب سے پہلی کشتی ہوگی جو دنیا میں بنی اس وقت ایسی چیز جس سے پانی پر چلیں کچھ عجیب نہیں معلوم ہوتی۔ لیکن اول اول جب اس کے بنانے کا خیال حضرت نوح کو ہوا ہوگا اور اُس کے ذریعہ سے پانی پر چلنے اور دریاؤں کے وار پار جانے اور چلے آنے کا ارادہ معلوم ہُوا ہوگا تو لوگوں نے اس کو اس قدر عجیب اور ناممکن سمجھا ہوگا کہ اُن سے تمسخرپن کرتے ہونگے اُن کو دیوانہ سمجھتے ہونگے جیسے کہ قرآن مجید میں بیان ہُوا ہے +

حضرت نوح لوگوں کو بت پرستی چھوڑنے اور خدائے واحد کی پرستش کرنے کی ہدایت کرتے تھے اور لوگ نہیں مانتے تھے حضرت نوح اُن پر خدا کا عذاب نازل ہونے کی پیشین گوئی کرتے تھے۔ تمام قوموں پر جو عذاب نازل ہوئے ہیں وہ عذاب اُنہی اسباب سے واقع ہوئے ہیں جن کا واقع ہونا امور طبعی سے متعلق ہے۔ پس ملکی حالات کے خیال سے ضرور حضرت نوح کے دل میں خدا نے ڈالا ہوگا کہ ان لوگوں کی نافرمانی بدکاری و گنہگاری سے ایک دن خدا اُن کو ڈبو دیگا +

وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۴۰﴾ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۱﴾ وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادٰى نُوْحُ اِۨبْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾	اور اپنے لوگوں کو بجز اُس کے جس پر پہلے سے حکم لگ گیا ہے اور اُن کو جو ایمان لے آئے ہیں اور نہیں ایمان لائے تھے نوح پر مگر تھوڑے لوگ ﴿۴۰﴾ نوح نے کہا کہ کشتی میں سوار ہو، خدا کے نام سے ہے اُس کا چلنا اور تھمنا بیشک میرا پروردگار بخشنے والا ہے مہربان ﴿۴۱﴾ اور وہ اُن کو لئے جاتی تھی پہاڑ کی مانند موجوں میں اور پکارا نوح نے اپنے بیٹے کو اور وہ دورے کو (یعنی کشتی کے پاس) تھا کہ اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ چڑھ آ اور کافروں کے ساتھ مت ہو ﴿۴۲﴾

لوگوں نے حضرت نوح سے کہا کہ اے نوح تم ہم سے بہت کچھ جھگڑ چکے پھر اگر تم سچے ہو تو اب اُس کو لاؤ جس کا تم ہم سے وعدہ کرتے ہو یعنی عذاب کا۔ حضرت نوح نے کہا کہ اگر خدا چاہیگا تو عذاب لاویگا تم اُس کو مجبور کرنے والے نہیں ہو ❊

کشتی کا بنانا اور خصوصاً پہلے پہل اور بالتخصیص اتنی بڑی کا جتنی کہ نوح کی کشتی تھی اور ایسی مضبوط کا جو طوفان کی موجوں کو سہار سکے کچھ آسان کام نہ تھا اور خدا ہی کی القائے وحی سے وہ بن سکتی تھی مگر لوگوں کی امداد اور سعی کی بھی ضرورت تھی جو لوگ حضرت نوح پر ایمان نہیں لائے تھے بلکہ اُن کے اس کام پر تمسخر کرتے تھے یقیناً وہ لوگ اُس میں شریک نہ تھے اُنہی کی نسبت خدا نے فرمایا کہ تو ہماری ہدایت سے کشتی بنائے جا ظالموں کا ہم سے ذکر مت کر وہ سب ڈوبنے والے ہیں ❊ غرضکہ حضرت نوح نے اُن لوگوں کی امداد سے جو اُن کو مانتے تھے اور اُن پر ایمان لائے تھے وہ کشتی طیار کرلی طوفان کا آنا بذریعہ اُن اسباب کے جو طوفان آنے سے متعلق ہیں خدا نے مقدر کیا تھا۔ چنانچہ بے انتہا مینہ کے برسنے اور زمین سے پانی کے چشمے کھل جانے اور دریاؤں وندیوں کے اُبل پڑنے سے اُس ملک میں طوفان آیا حضرت نوح اور اُن کے ساتھی کشتی پر بیٹھکر بچ گئے اور تمام ملک کے لوگ جس میں طوفان آیا تھا ڈوب کر مر گئے اس قسم کے طبعی واقعوں کو خدا تعالٰے ہمیشہ بندوں کے گناہوں اور اُن کی نافرمانی سے منسوب کرتا ہے جس کی نسبت ہم پہلے بحث کرچکے ہیں۔ حضرت نوح کے زمانہ کا بہت بڑا طوفان ہوگا مگر اس زمانہ میں بھی جن ملکوں میں طوفان آتا ہے وہاں بھی اسی طرح لوگ ڈوب کر مرجاتے ہیں۔ البتہ حضرت نوح کے طوفان میں چند اُمور ایسے ہیں جن پر بالتخصیص بحث کرنی ضرور ہے ❊

اول یہ کہ طوفان خاص اُس ملک میں آیا تھا جہاں حضرت نوح کی قوم رہتی تھی یا تمام دنیا

قَالَ سَاٰوِیْٓ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ قَالَ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ وَحَالَ بَیْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ ﴿۴۵﴾	نوح کے بیٹے نے کہا کہ میں پہاڑ کی طرف چلا جاؤنگا بچا لیگا مجھ کو پانی سے ۔ نوح نے کہا کہ آج کے دن کوئی بچانے والا خدا کے حکم سے نہیں ہے مگر وہ جس پر اللہ رحم کرے اور اُن دونوں کے بیچ میں موج آگئی پھر ہُوا ڈوبنے والوں میں ﴿۴۵﴾

میں طوفان آیا تھا اور کل کرہ زمین کا پانی کے اندر ڈوب گیا تھا اور تمام دنیا میں کوئی انسان چرند پرند بجز اُن کے جو کشتی میں تھے زندہ باقی نہیں رہے تھے ؁

یہودی اور عیسائی اس بات کے قائل ہیں کہ طوفان تمام دنیا میں عام تھا۔ ہمارے علمائے مفسرین کی عادت ہے کہ بغیر اس بات کے کہ قرآن مجید کے الفاظ پر غور کریں ایسے امور میں یہودیوں کی روایتوں کی تقلید کرتے ہیں اور اس لئے وہ بھی اس بات کے قائل ہوئے ہیں کہ طوفان تمام دنیا میں عام تھا۔ مگر طوفان کا عام ہونا محض غلط ہے اور قرآن مجید سے اُس کا تمام دنیا میں عام ہونا ہرگز ثابت نہیں ہے ؁

ایک زمانہ تھا کہ پہاڑوں پر دریائی جانوروں کی ہڈیاں ملنے سے اور سرد ملکوں میں گرم ملکوں کے جانوروں کی ہڈیاں زمین میں دبی ہوئی نکلنے سے طوفان کے عام ہونے کا اور تمام دنیا کے پہاڑوں کا طوفان نوح میں ڈوب جانے کا یقین ہوتا تھا مگر علم جیالوجی کی ترقی سے ثابت ہوگیا کہ وہ خیال غلط تھا اس کو مفصل طور پر میں نے اپنی کتاب تبئین الکلام فی تفسیر التوراۃ علے ملۃ الاسلام میں بیان کیا ہے اس مقام پر اُس کی بحث کچھ ضرور نہیں ہے کیونکہ اس وقت ہم قرآن مجید کی تفسیر لکھتے ہیں اور ہم کو صرف یہ بتلانا چاہئے کہ قرآن مجید سے طوفان کا تمام دنیا میں عام ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے ؁

گو ہم بالتخصیص یہ نہ بتا سکیں کہ آدم یا انسان کے پیدا ہونے کی کس قدر مدت کے بعد طوفان آیا تھا مگر توریت کے مطابق جو قلیل زمانہ تسلیم کیا گیا ہے ہم اُسی کو تسلیم کرکے کہتے ہیں کہ بموجب حساب توریت عبری کے طوفان آیا (۱۶۵۶) برس بعد پیدا ہونے حضرت آدم کے اور بموجب سپٹوا ایجنٹ توریت کے جس پر ایشیا کے تمام مورخ اور یورپ کے اکثر قدیم مورخ اعتماد رکھتے ہیں طوفان آیا (۲۲۶۲) برس بعد پیدا ہونے حضرت آدمؑ اور بلاشبہ اس عرصہ میں انسان کی نسل پھیل گئی ہوگی اور کل پرانی دنیا یا اس کا بہت بڑا حصہ آباد ہوگیا ہوگا۔ یہ بات ناممکن ہے اور قرآن مجید کے بھی برخلاف ہے کہ حضرت نوح تمام دنیا کے لوگوں کو وعظ سنانے اور ہدایت کرنے کو بھیجے گئے ہوں۔ اور امکان سے باہر ہے کہ تمام دنیا میں جو اُس وقت تک آباد ہو چکی تھی حضرت

؁ علم طبقات الارض (احمد پاہا) ؁

وَقِيلَ يَآأَرْضُ ابْلَعِي مَآءَكِ وَيَسَمَآءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظَّٰلِمِينَ ﴿۴۶﴾ وَنَادَىٰ نُوحٌ رَّبَّهُۥ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنتَ أَحْكَمُ الْحَٰكِمِينَ ﴿۴۷﴾ قَالَ يَٰنُوحُ إِنَّهُۥ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُۥ عَمَلٌ غَيْرُ صَٰلِحٍ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌ إِنِّي أَعِظُكَ أَن تَكُونَ مِنَ الْجَٰهِلِينَ ﴿۴۸﴾	اور حکم دیا گیا کہ اے زمین نگل جا اپنا پانی اور اے آسمان کھل جا اور گھٹا یا گیا پانی اور پورا ہو گیا حکم اور ٹھیر گئی جودی پر اور حکم دیا گیا کہ دوری ہو (خدا کی رحمت سے) ظالموں کی قوم کو ﴿۴۶﴾ اور پکارا نوح نے اپنے پروردگار کو پھر کہا اے میرے پروردگار بیشک میرا بیٹا میرے لوگوں میں سے ہے اور بیشک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو حاکموں میں سے بڑا حاکم ہے ﴿۴۷﴾ خدا نے کہا اے نوح بیشک وہ نہیں ہے تیرے لوگوں میں سے ہاں اُس کے عمل اچھے نہیں ہیں پھر مت پوچھ ہم سے اُس چیز کی کہ نہیں ہے تجھ کو اُس کا علم اور بیشک میں تجھ کو نصیحت کرتا ہوں کہ نہ ہو تو جاہلوں میں ہونے سے ﴿۴۸﴾

نوح نے وعظ کیا ہو اور تمام دنیا کے لوگوں نے اُن کا وعظ سن کر اُن کے ماننے سے انکار کیا ہو بلکہ بہت سے وسیع مُلک ایسے ہونگے جہاں کے باشندوں نے حضرت نوح کے نبی ہونے کی اور اُن کے وعظ کرنے کی اور خدا کی راہ کی ہدایت کرنے کی خبر بھی نہ سُنی ہوگی ✣

قرآن مجید سے بھی اس امر کی تائید ہوتی ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہم نے نوح کو تمام دنیا کے لوگوں کے پاس بھیجا ہے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ اُس کی قوم کے پاس بھیجا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس وقت دنیا میں اور قومیں بھی موجود تھیں پس جس قوم کے پاس نوح بھیجے گئے تھے اُسی قوم پر طوفان کا عذاب بھی آیا تھا۔ اور یہی امر قرآن مجید کی اِن آیتوں سے ثابت ہوتا ہے جن کو ہم ابھی بیان کرتے ہیں ✣

قرآن مجید میں خدا نے فرمایا ہے کہ ہم نے نوح کو بھیجا اُس کی قوم کی طرف نوح نے کہا اے

ولقد ارسلنا نوحًا الی قومہ فقال یاقوم اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ افلا تتقون۔ (سورۂ مومنین آیت ۲۳)	میری قوم بندگی کرو اللہ کی، نہیں ہے تمہارے لئے کوئی معبود سوائے خدا کے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح ایک خاص قوم کے پاس بھیجے گئے تھے پس وہ عذاب بھی

اُسی قوم کے لئے آیا تھا جس کے لئے حضرت نوح بھیجے گئے تھے ✣

ونوحًا اذ نادیٰ من قبل فاستجبنا لہ فنجیناہ واھلہ من الکرب العظیم ونصرناہ من القوم الذین کذبوا بآیاتنا انھم کانوا قوم سوءٍ فاغرقناھم اجمعین (سورۂ انبیا آیت ۷۶ و ۷۷)	پھر خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ ہم نے مدد کی نوح کی اُس قوم پر جس نے جھٹلایا ہماری نشانیوں کو بیشک وہ قوم تھی بری پس ڈبو دیا ہم نے اُن سب کو اکٹھا۔ اس سے صاف پایا جاتا

قَالَ رَبِّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْــَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓي اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ۭ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۵۰﴾

نوح نے کہا کہ اے میرے پروردگار بیشک میں پناہ مانگتا ہوں تیری اُس سے کہ پوچھوں میں تجھ سے اُس کو کہ نہیں ہے مجھ کو اُس کا علم اور اگر تو نہ بخشیگا مجھ کو اور تو نہ رحم کریگا مجھ پر تو میں ہوں گا نقصان اُٹھانے والوں میں سے ﴿۴۹﴾ حکم دیا گیا کہ اے نوح اُتر ہماری طرف سے سلامتی کے ساتھ اور ساتھ ہماری برکتوں کے اوپر تیرے اور اُن لوگوں پر جو تیرے ساتھ ہیں۔ اور لوگ ہونگے کہ فائدہ مند کرینگے ہم اُن کو پھر اُن کو چھوئیگا ہمارا عذاب دُکھ دینے والا ﴿۵۰﴾

ہے کہ وہ قوم ڈبوئی گئی تھی جس نے حضرت نوح کا انکار کیا تھا ✦

اور پھر اللہ تعالےٰ نے حضرت نوح سے فرمایا کہ تو مت کہ مجھ سے اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے نافرمانی کی کیونکہ وہ ڈوبنے والے ہیں پس اس آیت سے بھی صرف اُنہیں لوگوں کا ڈوبنا معلوم ہوتا ہے جنہوں نے حضرت نوح کی ہدایت کو نہیں مانا ✦

ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون۔
(سورۂ ہود آیت ۳۹) ✦
(سورۂ مؤمنین آیت ۲۷) ✦

پھر خدا نے فرمایا کہ ہم نے بھیجا نوح کو اُس کی قوم کی طرف کہ ڈرا اپنی قوم کو پہلے اس سے کہ آوے اُن پر عذاب دُکھ دیتا۔ اور جب حضرت نوح کی نصیحت اُنہوں نے نہ مانی تو حضرت نوح نے دعا مانگی کہ اُن پر طوفان کا عذاب آوے اس سے بھی اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ صرف قوم نوح پر عذاب آیا تھا نہ تمام دنیا پر ✦

انا ارسلنا نوحا الی قومہ ان انذر قومك من قبل ان یاتیھم عذاب الیم۔
(سورۂ نوح آیت ۱) ✦

جو لوگ کہ قرآن مجید سے طوفان کا تمام دنیا میں آنا بیان کرتے ہیں وہ صرف دو آیتوں پر استدلال کرتے ہیں اول وہ آیت ہے کہ جب حضرت نوح نے خدا تعالےٰ سے دعا مانگی کہ اے پروردگار مت چھوڑ زمین پر کافروں کا ایک گھر بھی بسا ہوا۔ حالانکہ اس آیت سے کسی طرح عام ہونا طوفان کا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس آیت میں جو ارض کا لفظ ہے اُس پر بھی الف لام ہے اور کافروں کا جو لفظ ہے اس پر بھی الف لام ہے پس اس سے صاف ثابت ہے کہ زمین سے وہی زمین مراد ہے جہاں نوح کی قوم رہتی تھی اور کافروں سے وہی کافر مراد ہیں جنہوں نے حضرت نوح کا انکار کیا چنانچہ اُسی امر کی تائید اُن تمام آیتوں سے پائی جاتی ہے جو اُوپر مذکور ہوئیں ✦

وقال نوح رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا (سورۂ نوح آیت ۲۷) ✦

تِلْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۚ فَاصْبِرْ ۚ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٥١﴾ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۚ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿٥٢﴾	یہ ہے غیب کی خبروں میں سے وحی بھیجتے ہیں ہم اُن کی تجھ پر اور تو نہیں جانتا تھا اُن کو تو اور نہ تیری قوم اس سے پہلے پھر صبر کر بات یہ ہے کہ آخرت پرہیزگاروں کے لئے ہے ﴿۵۱﴾ اور (ہم نے بھیجا) عاد کی طرف اُن کے بھائی ہود[1] کو ہود نے کہا اے میری قوم عبادت کرو اللہ کی نہیں ہے تمہارے لئے کوئی معبود بجز اُس کے نہیں ہو تم مگر افترا کرنے والے ﴿۵۲﴾

دوسری آیت وہ ہے جہاں خدا نے فرمایا اور کیا ہم نے نوح ہی کی ذریت کو بچی ہوئی

وجعلنا ذریته هم الباقین۔ (سورہ صافات آیت ۷۵) + وجعلنا هم خلائف۔ (سورہ یونس آیت ۷۴) +

اور ایک جگہ فرمایا ہے کہ کیا ہم نے اُن کو جانشین۔ مگر میں نہیں سمجھتا کہ ان آیتوں سے کس طرح تمام دنیا میں طوفان آنے کا استدلال کیا جاتا ہے کیونکہ اس آیت کا مطلب صرف اسی قدر ہے کہ جن لوگوں پر طوفان آیا تھا اُن میں سے بجز نوح کی ذریت کے اور کوئی نہیں بچا پھر اُس سے تمام دنیا پر طوفان کا آنا کیونکر ثابت ہو سکتا ہے حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ہاں کے علما نے صرف یہودیوں کی پیروی کر کے طوفان کا عام ہونا قرآن مجید سے نکالنا چاہا تھا ورنہ ہمارے قرآن مجید سے عام ہونا طوفان کا نہیں پایا جاتا۔ فتدبر +

قرآن مجید میں یہ بیان نہیں ہے کہ طوفان کا پانی اس قدر اونچا ہو گیا تھا کہ اونچے پہاڑ بھی چھپ گئے تھے بلکہ سورہ قمر میں صرف یہ آیا ہے کہ ہم نے مُوسلا دھار مینہ پڑنے

ففتحنا ابواب السماء بماء منهمر وفجرنا الارض عیونا فالتقی الماء علی امر قد قدر۔ (سورہ قمر آیت ۱۱ و ۱۲) + فاذا جاء امرنا وفار التنور۔ (سورہ مؤمنین آیت ۲۷) +

سے آسمان کے دروازے کھولدئے اور ہم نے زمین کے چشموں کو پھاڑ دیا پھر ایک پانی دوسرے پانی سے مل گیا مقرر کئے ہوئے کام پر۔ سورہ مومنین میں۔ فجرنا الارض۔ کی جگہ۔ فار التنور۔ کا لفظ آیا ہے اُس کے معنی روٹی پکانے کے تنور کے لینے صریح غلطی ہے کیونکہ خود قرآن مجید کی دوسری آیت سے اُس کی تفسیر ہوتی ہے یعنی جو معنی فجرنا الارض کے ہیں وہی معنی فار التنور کے ہیں۔ قاموس میں لکھا ہے التنور کل مفجر ماء۔ یعنی جہاں سے زمین میں پانی پھوٹ نکلے اور چشمہ جاری ہو جاوے اُس کو تنور کہتے ہیں۔ اور یہ معنی بالکل قرآن مجید کی پہلی آیت کے مطابق ہیں جس سے دوسری آیت کی تفسیر ہوتی ہے پس قرآن مجید سے صرف اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ مینہ نہایت زور سے برسا زمین میں سے چشمے جاری ہو گئے اور ایک پانی دوسرے پانی سے مل گیا اور

[1] حضرت ہود کا قصہ سورہ اعراف میں مفصل مذکور ہو چکا ہے +

يٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ﴿۵۴﴾ وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۶﴾	اے میری قوم میں نہیں چاہتا تم سے اُس پر کچھ اجر نہیں ہے میرا اجر مگر اُس پر جس نے مجھ کو پیدا کیا پھر کیا تم نہیں سمجھتے ﴿۵۳﴾ اور اے میری قوم تم بخشش چاہو اپنے پروردگار سے توبہ کرو اُس کی طرف بھیجیگا بادلوں کو تم پر زور سے برستے ہوئے ﴿۵۴﴾ اور زیادہ کریگا تم کو قوت میں تمہاری قوت پر اور مت پھر جاؤ گنہگار ہو کر ﴿۵۵﴾ اُن لوگوں نے کہا کہ اے ہُود تو نہیں لایا ہمارے پاس کوئی دلیل اور ہم نہیں چھوڑنے والے ہیں اپنے معبودوں کو تیرے کہنے سے اور ہم نہیں ہیں تجھ پر ایمان لانیوالے ﴿۵۶﴾

تمام ملک سطح آب ہو گیا اور اس قدر پانی چڑھا کہ کشتی تیرنے لگی اور جو لوگ کشتی میں نہ تھے وہ ڈوب گئے ✦

اس پر یہ شبہ وارد ہو سکتا ہے کہ اگر پانی اس قدر نہیں چڑھا تھا کہ پہاڑ بھی ڈوب گئے تھے تو لوگوں اور جانوروں نے پہاڑوں پر کیوں نہ پناہ لی جیسے کہ حضرت نوح کے بیٹے نے کہا تھا کہ میں پہاڑ پر پناہ لے لونگا۔ مگر غور کرنا چاہئے کہ ایسے شدید طوفان میں جس میں اس قدر زور سے مینہ برستا ہو یا اُبل گئے ہوں زمین سے پانی پھوٹ نکلا ہو کسی جاندار کو کسی مامن تک پہنچنے کی فرصت نہیں مل سکتی اور یہ بات ہم ادنے سے ادنے طغیانی پانی میں دیکھتے ہیں کہ ہزاروں آدمی ڈوب کر مرجاتے ہیں اور کسی طرح جان بچا نہیں سکتے۔ پھر ایسے بڑے طوفان میں جیسا کہ حضرت نوح کا تھا اور بہت دنوں تک برابر پانی برستا رہا لوگوں کا اور جانوروں کا اُس سے بچنا اور جان بچانا ناممکن تھا ✦

علاوہ اس کے میری رائے میں توریت مقدس سے بھی طوفان کا عام ہونا اور پانی کا اس قدر چڑھ جانا جس نے اونچے اونچے دنیا کے پہاڑوں کو بھی چھپا لیا ہو ہرگز ثابت نہیں ہوتا چنانچہ میں نے اپنی کتاب تبیین الکلام میں اس پر پوری بحث کی ہے مگر چونکہ اس تفسیر میں توریت کی آیتوں پر بحث کرنا مقصود نہیں ہے اس لئے اُن پر بحث نہیں کی جاتی ہے البتہ اُن واقعات کی نسبت جو قرآن مجید میں مذکور ہیں اور توریت میں اُن کا ذکر نہیں ہے کچھ لکھنا مناسب ہے ✦

سورہ ہود میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ ”اور پکارا نوح نے اپنے بیٹے کو اور وہ رہا

إِنْ نَّقُولُ إِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ۭ قَالَ إِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۷﴾ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۸﴾ إِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ۭ مَا مِنْ دَآبَّةٍ إِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ۭ إِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۹﴾	ہم اس کے سوا کچھ نہیں کہتے کہ تجھ کو پہنچائی ہے ہمارے بعض معبودوں نے برائی، ہود نے کہا کہ بیشک میں گواہ لاتا ہوں اللہ کو اور تم گواہ رہو کہ بیشک میں بری ہوں اُس سے جو تم شرک کرتے ہو ﴿۵۷﴾ اُس کے سوا پھر تم میرے ساتھ مکر کرو اکٹھے ہو کر پھر مجھے مہلت نہ دو ﴿۵۸﴾ بیشک میں نے توکّل کیا اللہ پر جو میرا پروردگار اور تمہارا پروردگار ہے اور نہیں ہے کوئی چلنے والا مگر وہ (یعنی خدا) پکڑے ہوئے ہے اُس کی پیشانی کے بالوں کو (یعنی سب اُس کے قبضۂ قدرت میں ہے) بیشک میرا پروردگار سیدھے راستہ پر (بلانے والا ہے) ﴿۵۹﴾

ونادیٰ نوح ابنه وکان فی معزل یبنی ارکب معنا ولا تکن مع الکافرین قال سآوی الی جبل یعصمنی من الماء قال لا عاصم الیوم من امر اللہ الا من رحم وحال بینهما الموج فکان من المغرقین - (سورہ ہود آیت ۴۴ و ۴۵)

اور پکارا نوح نے اپنے بیٹے کو اور وہ کنارے تھا کنارے لے بیٹے سوار ہو ساتھ ہمارے اور مت ہو ساتھ کافروں کے کہا اُس نے میں چڑھ جاؤں گا پہاڑ پر بچا دیگا مجھ کو پانی سے۔ نوح نے کہا کہ کوئی بچانے والا نہیں ہے آج کے دن اللہ کے حکم سے مگر جس پر وہ رحم کرے اور آگئی اُن دونوں میں موج پھر ہو گیا ڈوبنے والوں میں ✦

اور اسی سورہ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اور پکارا نوح نے اپنے رب کو پھر کہا اے رب

ونادیٰ نوح ربه فقال رب ان ابنی من اھلی وان وعدك الحق وانت احکم الحاکمین قال یٰنوح انه لیس من اھلك انه عمل غیر صالح فلا تسئلن ما لیس لك به علم انی اعظك ان تکون من الجاھلین قال رب انی اعوذ بك ان اسئلك ما لیس لی به علم والا تغفرلی وترحمنی اکن من الخسرین - (سورہ ہود آیت ۴۶ - ۴۹) ✦

میرا بیٹا ہے میرے گھر والوں میں سے اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو حاکموں کا حاکم ہے فرمایا اے نوح وہ نہیں تیرے گھر والوں میں سے اُس کے کام ہیں ناکارہ تو مت پوچھ مجھ سے جو تجھ کو معلوم نہیں، میں بچاتا ہوں تجھ کو جاہلوں میں ہونے سے کہا اے رب میرے میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے یہ کہ چاہوں میں تجھ سے جو معلوم نہیں مجھ کو اور اگر تو نہ بخشیگا مجھ کو اور نہ رحم کریگا تو ہونگا میں ٹوٹے والوں میں سے ✦

ان آیتوں سے بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ سوائے اُن تین بیٹوں کے جن کا ذکر توریت مقدس میں ہے حضرت نوح کے ایک اَور بیٹا تھا جو کافروں کے ساتھ ڈوب گیا ✦

مگر یہ خیال غلط ہے۔ حضرت نوح کے کوئی اور بیٹا سوائے ان تین بیٹوں کے نہ تھا اور یہ بیٹا

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ۭ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَـيْـــًٔا ۭ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۶۰﴾ وَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۶۱﴾ وَتِلْكَ عَادٌ ڐ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۶۲﴾

پھر اگر تم پھر جاؤ تو بیشک میں نے پہنچا دیا تم کو وہ جس کے ساتھ میں تمہارے پاس بھیجا گیا تھا اور تمہاری جگہ لے آویگا میرا پروردگار اور لوگوں کو تمہارے سوا اور تم اُس کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکو گے بیشک میرا پروردگار ہر ایک چیز پر نگہبان ہے ﴿۶۰﴾ اور جب آیا ہمارا حکم بچا لیا ہم نے ہود کو اور اُن لوگوں کو جو اُس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے اور ہم نے اُن کو نجات دی سخت عذاب سے ﴿۶۱﴾ اور یہ تھی قوم عاد کی نہ مانا انہوں نے اپنے پروردگار کی نشانیوں کو اور نافرمانی کی اُس کے رسول کی اور پیروی کی ہر سرکش عناد کرنے والے کے حکم کی ﴿۶۲﴾

جس کا یہاں ذکر ہے حضرت نوح کا بیٹا نہ تھا بلکہ حضرت نوح کی بیوی کا بیٹا پہلے خاوند سے تھا اور قاین کی نسل سے تھا اور غالباً یہ بیٹا نعمہ کا تھا جس کا نام کتاب پیدائش باب ۴ ورس ۲۲ میں آیا ہے + یہ جو میں نے بیان کیا یہ میری رائے نہیں ہے بلکہ ہمارے ہاں کے مفسر بھی یہی لکھتے ہیں

انہ کان ابن امرئتہ وھو قول محمد الباقر علیہ السلام وقول الحسن البصری ویروی ان علیا رضی اللہ عنہ قرأ ونادی نوح ابنہ ابنھا والضمیر لامرئتہ وقرأ محمد بن علی الباقر وعروۃ ابن زبیر ابنہ بفتح الھاء یرید ان ابنھا الا انھما اکتفیا بالفتح عن الالف و قال قتادہ سألت الحسن من ابنہ فقال واللہ ماکان ابنا لہ فقال قلت ان اللہ حکی عنہ انہ قال ان ابنی من اھلی وانت تقول ماکان ابنا لہ فقال انہ لم یقل انہ ابنی ولکنہ قال من اھلی وھذا یدل علی قولی۔ (تفسیر کبیر) +

تفسیر کبیر میں ہے کہ وہ جس کو حضرت نوح نے بیٹا کہا حضرت نوح کا بیٹا نہ تھا بلکہ حضرت نوح کی بیوی کا بیٹا تھا اور یہ قول ہے جناب محمد باقر علیہ السلام کا اور حسن بصری کا اور یہ روایت ہے حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت محمد بن علی الباقر اور عروہ ابن زبیر اس آیت میں جو مذکر کی ضمیر ہے اور حضرت نوح کی طرف پھرتی ہے مؤنث کی ضمیر پڑھتے تھے تاکہ حضرت نوح کی بیوی کی طرف پھرے اور قتادہ نے کہا کہ میں نے حسن بصری سے حضرت نوح کے بیٹے کا حال پوچھا انہوں نے کہا قسم بخدا کہ حضرت نوح کے کوئی بیٹا جو طوفان میں ڈوبا نہ تھا قتادہ نے کہا خدا نے تو قول نوح کا یوں بیان کیا ہے کہ نوح نے اُس بیٹے کو جو ڈوب گیا کہا کہ میرا بیٹا میرے خاندان میں سے ہے اور تم کہتے ہو کہ اُس کے کوئی بیٹا جو طوفان میں ڈوبا نہ تھا حسن بصری نے کہا کہ حضرت نوح نے یہ نہیں کہا کہ میرا سگا بیٹا بلکہ یہ کہا کہ میرے خاندان کا بیٹا اور یہ اُن کا کہنا اس بات

وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿۶۳﴾ وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِیْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَیْهِ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ﴿۶۴﴾ قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَا اَتَنْهٰىنَا اَنْ نَّعْبُدَ مَا یَعْبُدُ اٰبَاؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَا اِلَیْهِ مُرِیْبٍ ﴿۶۵﴾	اور اُن کے پیچھے بھیجی گئی اس دنیا میں لعنت اور قیامت کے دن میں ہاں بیشک عاد نے کفر کیا اپنے پروردگار کے ساتھ ہاں دور ہی ہو (خدا کی رحمت سے) عاد کو جو قوم ہود تھی ﴿۶۳﴾ اور (بھیجا ہم نے) ثمود کی طرف اُن کے بھائی صالح کو صالح نے کہا اے میری قوم عبادت کرو اللہ کی نہیں ہے تمہارے لئے کوئی معبود بجز اُس کے اُسی نے پیدا کیا تم کو مٹی سے اور آباد کیا تم کو اُس میں پھر بخشش چاہو اُس سے پھر توبہ کرو اُس کی طرف بیشک میرا پروردگار (ہر شخص کے) پاس ہے قبول کرنے والا ﴿۶۴﴾ اُن لوگوں نے کہا کہ اے صالح بیشک ہم میں تو تھا کہ اس سے پہلے تجھ سے امید کیجاتی تھی کیا تو ہم کو منع کرتا ہے ہمیں عبادت کرنے سے اُس کی جس کی عبادت کرتے تھے ہمارے باپ دادا اور بیشک ہم شک میں ہیں اس سے کہ تو بلاتا ہے ہم کو اُس کی طرف زیادہ شبہ کرنے والے ﴿۶۵﴾

پر دلالت کرتا ہے جو میں کہتا ہوں، پس ان روایتوں سے ثابت ہوا کہ یہ شخص حضرت نوح کا بیٹا نہ تھا اور اسی سبب سے توریت مقدس میں حضرت نوح کے بیٹوں کے ساتھ اس کا ذکر نہیں ہے +

جس آیت سے حضرت نوح کی بیوی کا طوفان میں ڈوبنا خیال کیا جاتا ہے وہ یہ ہے

ضرب اللہ مثلا للذین کفروا امرأۃ نوح وامرأۃ لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین فخانتاھما فلم یغنیا عنھما من اللہ شیئا وقیل ادخلا النار مع الداخلین -
(سورہ تحریم آیت ۱۰) +

اللہ نے بتائی ایک کہاوت منکروں کے واسطے عورت نوح کی اور عورت لوط کی گھر میں تھیں دونوں دو نیک بندوں کے ہمارے بندوں میں سے پھر نافرمانی کی اُنہوں نے اُن کی پھر نہ دفع کیا اُنہوں نے اُن سے تھوڑا سا بھی عذاب اللہ کا اور حکم ہوا کہ جاؤ دوزخ میں ساتھ جانے والوں کے +

اس آیت سے لوگ خیال کرتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی بھی کافروں میں تھی اور وہ بھی غرق ہوئی اور توریت مقدس سے پایا جاتا ہے کہ حضرت نوح کی بیوی کشتی میں حضرت نوح کے ساتھ تھی اور اُنہوں نے ڈوبنے سے نجات پائی +

مگر سمجھنا چاہیئے کہ باوجودیکہ اس آیت میں حضرت نوح کی بیوی کا ڈوبنا صاف صاف بیان نہیں ہوا لیکن اگر اس پر بھی اُن کا ڈوبنا ہی سمجھیں تو اُس کے ساتھ ہی ہم کو یہ بات بھی کہنی چاہیئے کہ ہمارے ہاں

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّىْ وَاٰتٰىنِىْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِىْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِىْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿۶۶﴾ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِىْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿۶۷﴾ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِىْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۸﴾

صالح نے کہا اے میری قوم تم نے کیا سمجھ لیا ہے اگر میرے پاس کوئی دلیل ہے میرے پروردگار سے اور اس نے مجھ کو دی ہو اپنے پاس سے رحمت پھر کون میری مدد کریگا خدا (کے عذاب) سے اگر میں اُس کی نافرمانی کروں پھر کچھ تم زیادہ نہیں کرتے میرے لئے بجز نقصان دینے کی ﴿۶۶﴾ اور اے قوم یہ ہے اونٹنی اللہ کی ایک نشانی تمہارے لئے پھر اُس کو چھوڑ دو کھاتی پھرے اللہ کی زمین میں اور اُس کو مت چھوؤ بُرائی سے تاکہ تم کو پکڑ لیوے کوئی عذاب تھوڑے دنوں میں ﴿۶۷﴾ پھر انھوں نے اُس کی کونچیں کاٹ ڈالیں پھر صالح نے کہا کہ چین کر لو اپنے گھروں میں تین دن یہ وعدہ ہے کہ جھوٹا نہیں ﴿۶۸﴾

کتابوں سے پایا جاتا ہے کہ حضرت نوح کی دو بیویاں تھیں اُن میں سے ایک بیوی ڈوبی اور ایک حضرت نوح کے ساتھ کشتی میں گئی چنانچہ تفسیر کبیر میں ابن عباس سے روایت لکھی ہے کہ کشتی میں نوح اور اُن کی بیوی بھی تھی سوائے اُس بیوی کے جو ڈوب گئی بعض علما یہود کہتے ہیں کہ حضرت نوح کی ایک بیوی نعمہ نسل قابین سے تھی اور ایک بیوی اولاد حضرت ادریس سے پس کچھ عجب نہیں کہ نعمہ کافر ہو اور وہ ڈوب گئی ہو اور اسی سبب سے توریت مقدس میں اُس کا ذکر نہ کیا ہو مگر جب یہ بات ثابت ہے کہ حضرت نوح کی ایک بیوی بلاشبہ کشتی میں تھی تو اگر اس آیت سے ایک بیوی کا غرق ہونا ہی مراد لیا جاوے تو بھی کچھ اختلاف نہیں رہتا ۔

سورہ مومنین میں خدا نے یہ فرمایا ہے کہ جب ہمارا حکم آوے اور زمین کے چشمے پھوٹ نکلیں تو بٹھالے اُس میں یعنی کشتی میں ہر جوڑے سے دو۔ توریت میں اس مضمون کو بہت زیادہ وسیع کر دیا ہے جس سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ تمام دنیا کے جانوروں کے جوڑے کشتی میں بٹھائے گئے تھے۔

فاذا جاء امرنا وفار التنور فاسلك فيها من كل زوجين اثنين (سورہ مومنین آیت ۲۷ و ۲۸)۔

اور پھر اُس کے غیر ممکن ہونے پر بہت سی دلیلیں لائی گئی ہیں۔ مگر قرآن مجید ان تمام مشکلات سے مبرا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید سے صرف یہ بات کہ جو جانور حضرت نوح کی دسترس میں موجود تھے اُن کے جوڑے کشتی میں بٹھائے گئے تھے کچھ تو اس خیال سے کہ کھانے کے کام آوینگے اور کچھ اس خیال سے کہ طوفان کے بعد اُن سے نسل چلے گی کیونکہ ملک کی بربادی کے بعد سرِدست اُن جانوروں کا بہم پہنچنا اور دوسرے ملکوں سے لانا علی الخصوص اُس زمانہ میں کہ اس

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۹﴾ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۷۰﴾	پھر جب آیا ہمارا حکم بچالیا ہم نے صالح کو اور اُن لوگوں کو جو اُس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت کے ساتھ اور اُس دن کی رسوائی سے بیشک تیرا پروردگار وہی ہے قوت والا اور غالب ﴿۶۹﴾ اور پکڑ لیا اُن لوگوں کو جو ظالم تھے مہیب آواز نے پھر انہوں نے صبح کی اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے ﴿۷۰﴾

کام کے لئے وسائل ناپید تھے نہایت دقت طلب امر تھا +

تفسیر کبیر میں بھی لکھا ہے کہ خدا کے اس قول کے کہ فاسلک فیہا یہ معنی ہیں کہ داخل کر یعنی بٹھا لے اُس میں یعنی کشتی میں عرب کے محاورہ میں کہا جاتا ہے سلک فیہ یعنی داخل ہوا اُس میں اور اسلکہ من کل زوجین اثنین کا یہ مطلب ہے کہ جو جانور اُس وقت پر موجود ہوں اُن کے جوڑے نر و مادہ کشتی میں بٹھا لے تاکہ اُن جانوروں کی نسل منقطع نہ ہو جاوے +

اما قولہ فاسلک فیہا ای ادخل فیہا یقال سلک فیہ ای دخل فیہ و سلک غیرہ و اسلکہ من کل زوجین اثنین ای کل زوجین من الحیوان الذی یحضرہ فی الوقت اثنین الذکر و الانثی لکی لا ینقطع نسل ذلک الحیوان (تفسیر کبیر)

باقی قصہ جو قرآن مجید میں مذکور ہے بہت صاف ہے اخیر قصہ پر خدا نے فرمایا ہے کہ ”یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے کہ ہم نے اُس کی تجھ پر وحی کی ہے نہ تو اُس کو جانتا تھا اور نہ تیری قوم اس سے پہلے پس صبر کر (اے محمد کافروں کے ایذا دینے اور جھٹلانے پر) بیشک آخر کو (کامیابی) پرہیزگاروں کے لئے ہے۔ (ہود آیت ۵۱) +

اس آیت پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ کیا اس سے پہلے طوفان نوح کا قصہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اور عرب کے لوگوں کو جن میں کثرت سے یہودی آباد ہو گئے تھے اور کچھ عیسائی بھی آباد تھے معلوم نہ تھا۔ مگر یہ بات نہیں ہے زیادہ تر قرین قیاس یہ ہے کہ یہ قصہ عام طور پر مشہور تھا مگر اُس کے ساتھ ہی بہت سی غلط باتیں بھی مشہور تھیں صحیح صحیح قصہ لوگوں کو معلوم نہ تھا جس کو خدا نے بذریعہ وحی کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے بتایا پس عدم علم کا جو ذکر اس آیت میں ہے وہ صحیح قصہ کے جاننے سے تعلق ہے نہ کہ عام طور پر اس قصہ سے ۔ قرآن مجید میں جس قدر اگلے قصے بیان ہوئے ہیں اگرچہ در اصل اُن سے عبرت دلانی مقصود ہوتی ہے مگر اُسی کے ساتھ یہ بھی ہوتا ہے کہ قصہ کو صحیح صحیح بیان کیا جاتا ہے تاکہ جو غلطیاں مشہور ہو رہی ہیں اُن کی صحت ہو جاوے +

قریباً تمام دنیا کی قوموں میں طوفان کا قصہ بطور ایک مذہبی قصہ کے مشہور تھا اور اُس کے

كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا اَلَاۤ اِنَّ ثَمُوْدَاۡ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۷۱﴾ وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿۷۲﴾	گویا کہ اُس میں بسے ہی نہ تھے ہاں بیشک ثمود نے کفر کیا اپنے پروردگار کے ساتھ ہاں دوری ہو (خدا کی رحمت سے) ثمود کو ﴿۷۱﴾ اور بیشک آئے ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس بشارت لیکر اُنہوں نے کہا سلام ابراہیم نے کہا سلام پھر ابراہیم نے دیر نہ کی کہ لایا بُھنا ہوا بچھڑا ﴿۷۲﴾

بیانات اور واقعات اس قدر مختلف اور عجیب طور پر مشہور ہو رہے تھے کہ ایک میں بھی پُوری پُوری سچائی نہ تھی۔ چند یورپ کے لوگوں مثل مسٹر ٹرینٹ ریورنڈ ایل ڈی ہارکورٹ وغیرہ نے کتابیں لکھی ہیں جن میں اُن قصّوں کو جمع کیا ہے جو طوفان کی بابت بطور مذہبی قصّہ کے تمام دنیا میں مشہور ہیں پس وحی نے جو کچھ بتایا اور جو لوگوں کو معلوم نہ تھا وہ یہی ہے کہ صحیح قصہ طوفان کا کیا ہے ✤

یہودی اور عیسائیوں نے جو مذہبی طور پر سب سے بڑی غلطی اس قصّہ میں ڈال رکھی تھی وہ یہ تھی کہ تمام دنیا میں طوفان آیا تھا اور کل کرہ زمین پانی میں ڈوب گیا تھا اور طوفان کا پانی دنیا کے بڑے سے بڑے پہاڑوں کی چوٹیوں سے بھی اونچا ہو گیا تھا اور حضرت نوح نے تمام دنیا کے ہر قسم کے جانداروں کا جوڑہ جوڑہ کشتی میں بٹھا لیا تھا۔ اور تمام دنیا کے تمام جانور انسان اور چرند و پرند و حشرات الارض سب کے سب مر گئے تھے اور بجز اُن کے جو کشتی میں تھے کوئی جاندار تمام دنیا میں زندہ نہیں رہا تھا۔ یہ ایک بڑی غلطی تھی جس کو قرآن مجید نے صحیح کیا ہے مگر افسوس اور نہایت افسوس کہ ہمارے مفسروں نے قرآن مجید کی اس برکت کو حاصل نہیں کیا اور وہ خود یہودیوں اور عیسائیوں کی تقلید سے اُسی غلطی میں پڑ گئے جس غلطی سے قرآن مجید نے اُن کو نکالنا چاہا تھا ✤

ایک اور امر غور طلب ہے متعلق حضرت نوح کے یعنی تعداد اُن کی عمر کی خدا تعالے نے سورہ عنکبوت میں فرمایا ہے کہ ہم نے بھیجا نوح کو اُس کی قوم کی طرف پھر وہ رہا اُن میں پچاس برس کم ایک ہزار برس ✤

ولقد ارسلنا نوحا الی قومہ فلبث فیہم الف سنۃ الا خمسین عاما۔ (سورہ عنکبوت آیت ۲۹)

توریت میں لکھا ہے کہ نوح چھ سو برس کے تھے جب طوفان آیا (کتاب پیدائش باب ۷ ورس ۶) اور پھر لکھا ہے کہ بعد طوفان کے نوح تین سو پچاس برس زندہ رہا اور اُس کی عمر نو سو پچاس برس کی تھی (کتاب پیدائش باب ۹ ورس ۲۸ و ۲۹) لیکن جب کہ انسان کی نسل بڑھنی شروع ہوئی تھی اور ابھی طوفان بھی نہیں آیا تھا اُس وقت خدا نے کہا تھا کہ "بسبب بودن ایشاں بشر ضالہ نہایت مدت ایام ایشاں یکصد و بست سال خواہد شد (توریت کتاب پیدائش باب ۶ ورس ۳) ✤

فَلَمَّا رَآ اَيۡدِيَهُمۡ لَا تَصِلُ اِلَيۡهِ نَكِرَهُمۡ وَاَوۡجَسَ مِنۡهُمۡ خِيۡفَةً قَالُوۡا لَا تَخَفۡ اِنَّاۤ اُرۡسِلۡنَاۤ اِلٰى قَوۡمِ لُوۡطٍ ﴿۷۳﴾ وَامۡرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتۡ فَبَشَّرۡنٰهَا بِاِسۡحٰقَ وَمِنۡ وَّرَآءِ اِسۡحٰقَ يَعۡقُوۡبَ ﴿۷۴﴾	پھر جب اُس نے دیکھا کہ اُن کے ہاتھ نہیں پہنچتے اُس کی طرف اُن کو اجنبی سمجھا اور ابراہیم اپنے دل میں اُن سے خوف لائے اُنہوں نے کہا مت ڈر بیشک ہم بھیجے گئے ہیں قوم لوط کی طرف ﴿۷۳﴾ اور ابراہیم کی بیوی کھڑی ہوئی تھی پھر وہ ہنسی پھر ہم نے اُس کو بشارت دی اسحق کی اور اسحق کے بعد یعقوب کی ﴿۷۴﴾

مگر یہ ایک بہت طولانی بحث ہے دن اور برس جو توریت میں مندرج ہیں وہ نہایت بحث طلب ہیں دنیا کے ظہور اور انسان کے وجود کی جو مدت توریت میں لکھی ہے وہ بھی بحث بڑی بحث کے قابل ہے +

اس میں بھی کچھ شبہ نہیں ہو سکتا کہ برس کی مدت ہر ایک زمانہ میں مختلف رہی ہے اور جس واقعہ یا انسان کی عمر کی تعداد اُس زمانہ کے حساب سے کی گئی ہے وہی تعداد بیان ہوتی رہی ہے جیسے کہ قرآن مجید اور توریت میں حضرت نوح کی عمر ساڑھے نو سو برس کی بیان ہوئی ہے +

علاوہ اس کے قدیم زمانہ کا یہ رواج بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس خاندان کا کوئی پیٹریارک ہوا ہے جب تک کہ اُس خاندان میں دوسرا پیٹریارک نامور نہ ہوا ہو پہلے پیٹریارک ہی کا نام چلا جاتا ہے۔ پس جب تک کہ ان سب باتوں پر بحث نہ ہو اس وقت تک "فلبث فیھم الف سنۃ الا خمسین عاما" کی حقیقت بیان نہیں کی جاسکتی۔ اس تفسیر میں ان تمام امور پر بحث کرنے کی گنجائش نہیں ہے اگر خدا کی مرضی ہے تو ایک مستقل کتاب میں اس پر بالاستیعاب بحث کیجاویگی[1] اور تمام سلسلہ مدت پیدائش دنیا کا اور لوگوں کی عمروں کا جو توریت میں مذکور ہے اُلٹ پلٹ ہو جاویگا +

﴿۷۲﴾ ولقد جاءت رسلنا ابراھیم - یعنی البتہ آئے ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس +

سورہ عنکبوت میں یہ لفظ ہیں - لما جاءت رسلنا ابراھیم - یعنی جب کہ آئے ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس +

سورہ حجر میں بجائے رسلنا کے ضیف کا لفظ ہے خدا نے فرمایا - ونبئھم عن ضیف ابراھیم - یعنی اُن کو خبر دے ابراہیم کے مہمانوں کی +

اور سورہ ذاریات میں ہے - ھل اتاک حدیث ضیف ابراھیم المکرمین - کیا تیرے پاس ابراہیم کے مکرم مہمانوں کی خبر پہنچی ہے +

[1] اس پر بحث نہیں کرنے پائے کہ فوت ہوگئے - افسوس! افسوس!! (احمد با با خدومی) +

قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۵﴾ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿۷۶﴾ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَاۗءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ۭ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ﴿۷۷﴾	ابراہیم کی بیوی نے کہا کہ افسوس مجھ پر کیا میں جنونگی اور میں تو بڑھیا ہوں اور یہ میرا خاوند بھی بوڑھا ہے بیشک یہ ایک چیز ہے عجیب ﴿۷۵﴾ اُن بھیجے ہوؤں نے کہا کیا تو تعجب کرتی ہے اللہ کے حکم سے رحمت اللہ کی اور اُس کی برکتیں تم پر اے گھر والوں بیشک وہ تعریف کیا گیا ہے بزرگ ﴿۷۶﴾ پھر جب ابراہیم سے خوف دور ہوا اور اُس کے پاس خوشخبری آئی ہم سے جھگڑنے لگا لوط کی قوم (کے حکم) میں بیشک ابراہیم بردبار نرم دل اور (خدا کی طرف) رجوع کرنے والا ہے ﴿۷۷﴾

پس امر بحث طلب یہ ہے کہ یہ بھیجے ہوئے یا ضیف ابراہیم کون تھے؟ توریت باب ۱۸ ورس ۲ میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم نے دیکھا کہ تین آدمی اُس کے برابر کھڑے ہیں عبری میں لفظ شلاشہ انشیئم ہے یعنی ثلاثہ انسانین[1] اور پھر ورس ۱۶ و ۲۲ میں اور باب ۱۹ ورس ۵ و ۱۰ و ۱۶ میں بھی اُن کو انسان کہا ہے مگر باب ۱۹ کے پہلے ورس میں اُن کو ملاخیم یعنی ملائکین[2] کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اس لئے یہودی اُن تینوں کو فرشتے اعتقاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ جبرئیل و میکائیل و اسرافیل تھے ❊

عیسائی بھی اُن کو فرشتے مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ پہلی ہی دفعہ تھی کہ فرشتے انسان کی صورت بنکر دنیا میں آئے تھے۔ تفسیر ڈائلی اینڈمانٹ میں لکھا ہے کہ اُن میں کا تیسرا بہ نسبت باقی دو کے اعلےٰ درجہ کا تھا اور اس لئے ابراہیم نے اُس کو بطور ایک سردار کے مخاطب کیا یعنی "ادنای" کہکر جس کو موسٰے "جہوہ" کہتا ہے اور یہودی اور عیسائی اُس کو خدا کا نام سمجھتے ہیں اور اس لئے بہت سے عیسائی تصور کرتے ہیں کہ وہ خدا کا بیٹا تھا جو اُس صورت میں آیا تھا۔ متوسط زمانہ کے لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ خدا کی شان میں ایک فرشتہ تھا جس نے گفتگو کی تھی اور بلحاظ اس کی مقتدرانہ گفتگو کے یہ غالب رائے ہے کہ وہ خود حضرت مسیح تھے جو انصاف کرنے کو آئے تھے ❊

قرآن مجید میں صرف لفظ "رسلنا" یعنی ہمارے بھیجے ہوئے کا ہے۔ مسلمان مفسروں نے صرف یہودیوں کی روایتوں سے جن کی وہ ہمیشہ ایسے مقاموں میں پیروی کرتے ہیں اُن کو

[1] انسانین کا لفظ دانستہ خلاف قاعدہ عربی لکھا گیا ہے ❊

[2] ملائکین کا لفظ دانستہ خلاف قاعدہ زبان عربی لکھا گیا ہے ❊

يَاِبْرَاهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿۷۸﴾ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿۷۹﴾	(خدا نے کہا) اے ابراہیم درگذر کر اس سے، بات یہ ہے کہ بیشک آگیا تیرے پروردگار کا حکم اور بیشک وہ لوگ ہیں کہ اُن پر عذاب آنے والا ہے جو پھیرا نہ جاویگا ﴿۷۸﴾ اور جب آئے ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس تو اُن کے سبب سے آزردہ خاطر اور اُن کے سبب سے تنگ دل ہوا اور کہنے لگا کہ یہ دن سخت ہے ﴿۷۹﴾

فرشتے تسلیم کیا ہے مگر قرآن مجید سے اُن کا فرشتہ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ یہ تو ظاہر ہے قرآن مجید میں اُن کے فرشتے ہونے پر تو کوئی نص صریح نہیں ہے باقی رہا طرز کلام یا الفاظ واردہ پر استدلال قطع نظر اس کے کہ وہ مفید یقین نہیں ہو سکتا اُن سے بھی وہ استدلال پورا نہیں ہوتا علماے مفسرین نے قبل اس کے کہ الفاظ قرآن مجید پر غور کریں یہودیوں کی روایتوں کے موافق اُن کا فرشتہ ہونا تسلیم کر لیا ہے حالانکہ وہ خلصے بھلے چنگے انسان تھے ✤

تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ ابراہیم کے مہمانوں نے جو کھانا نہ کھایا اُس کا سبب یہ تھا کہ وہ فرشتے تھے اور فرشتے نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں۔ وہ مہمانوں کی صورت بنکر اس لئے آئے تھے کہ حضرت ابراہیم مہمانوں کے آنے کو دوست رکھتے تھے اور وہ مہمانوں کی ضیافت میں مشغول رہتے تھے۔ مگر کھانے سے انکار کرنا اُن کے فرشتے ہونے کی جو علانیہ انسان تھے اور انسانوں کی طرح آئے تھے دلیل نہیں ہو سکتا ✤

واعلم ان الاضياف انما امتنعوا من الطعام لانهم ملائكة والملائكة لا ياكلون ولا يشربون وانما اتوه في صورة الاضياف ليكونوا على صفة يحبها وهو كان مشغولا بالضيافة (تفسیر کبیر) ✤

تفسیر کبیر میں سدی کا یہ قول لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم نے اُن سے پوچھا کہ کھانا کھاؤ گے اُنہوں نے کہا کہ ہم بغیر قیمت دئیے کھانا نہیں کھاتے ابراہیم نے کہا کہ اُس کی قیمت یہ ہے کہ کھانے سے پہلے خدا کا نام لو اور کھانے کے بعد خدا کا شکر کرو۔ اس پر جبرئیل نے میکائیل سے کہا کہ ایسے آدمی کا حق ہے کہ اُس کا پروردگار اُس کو اپنا خلیل یعنی دوست قبول کرے۔ مگر کلام سے بھی یہ بات غیر معلوم رہی کہ بعد اس کے انہوں نے کھانا کھایا یا نہیں ✤

قال السدی قال ابراهيم عليه السلام لهم اتاكلون قالوا لا ناكل طعاما الا بالثمن فقال ثمنه ان تذكروا اسم الله تعالى على اوله وتحمدوه على اخره فقال جبرئيل لميكائيل عليه السلام حق لمثل هذا الرجل ان يتخذه ربه خليلا (تفسیر کبیر) ✤

قرآن مجید میں آیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے دیکھا کہ اُن کے ہاتھ کھانے پر نہیں بڑھتے تو نہ جانا کہ یہ کون ہیں (یعنی دوست مہمان ہیں یا دشمن) اور ابراہیم کے جی میں اُن سے خوف ہوا۔ یہ اُس زمانہ

فلما راى ايديهم لا تصل اليه نكرهم واوجس منهم خيفة۔ (سورۂ ہود)

اردو ترجمہ	متن
اور اُس کے پاس اُس کی قوم دوڑتی ہوئی آئی اور پہلے سے وہ بُرے کام کرتی تھی - لوط نے کہا اے میری قوم یہ لڑکیاں تمہاری ہیں (اور) وہ اچھی ہیں پھر خدا سے ڈرو اور مجھ کو میرے مہمانوں کے (معاملہ) میں رسوا مت کرو کیا تم میں کوئی شخص سمجھ دار نہیں ہے (۸۰) اُن لوگوں نے کہا کہ بیشک تو جانتا ہے کہ تیری بیٹیوں میں ہم کو کچھ حق نہیں ہے اور بیشک تو جانتا ہی جو ہم چاہتے ہیں (۸۱)	وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ (۸۰) قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ (۸۱)

کا طریقہ تھا کہ دشمن اُس کے ہاں جس سے دشمنی ہو کھانا نہیں کھاتے تھے - مگر اس آیت سے بھی یہ نہیں پایا جاتا کہ اس کے بعد بھی اُنہوں نے کھانا نہیں کھایا +

توریت میں لکھا ہے کہ اُنہوں نے حضرت ابراہیم کے پاس بھی کھانا کھایا اور جب وہ حضرت لوط کے پاس گئے تو وہاں بھی کھانا کھایا - توریت فارسی کے ترجمہ کی یہ عبارت ہے +

و خداوند ویرا (یعنی ابراہیم را) در بلوطستان ممری ظاہر شد در حالیکہ بر در چادر بگرمی روز می نشست و چشمان خود را کشادہ نگریست کہ اینک سہ شخص در مقابلش ایستادہ اند و ہنگامے کہ ایشاں را دید از برائے استقبال ایشاں از در چادر دوید و بسوے زمین خم شد و گفت اے آقایم حال اگر در نظرت التفات یافتم تمنا اینکہ از نزد بندہ خود نگذری و حال اندک آبے آوردہ شود تا آنکہ پائہائے خود را شست و شو دادہ در زیر ایں درخت استراحت فرمائید و لقمہ نانے خواہم آورد تا کہ دل خود را تقویت نمائید و بعد ازاں بگذرید زیرا کہ ازیں سبب بنزد بندہ خود عبور نمودید پس گفتند بنحوے کہ گفتی عمل نما پس ابراہیم بہ چادر نزد سارا شتافت و گفت تعجیل نمودہ سہ پیمانہ آرد رقیق خمیر کردہ گردہ ہا بر اجاق بپز پس ابراہیم بگلہ گاؤ شتافت و گوسالہ تر و تازہ خوبے گرفتہ بجوانے داد کہ آں را بسرعت حاضر ساخت و کرہ و شیر با گوسالہ کہ حاضر کردہ بود گرفت و در حضور ایشاں گذاشت و نزد ایشاں بزیر آں درخت ایستاد تا خوردند کتاب پیدائش باب ۱۸ ورس ۱ لغایت ۸ +

پس آں دو ملک بوقت شام بسدوم در آمدند و لوط بدروازہ سدوم مے نشست و ہنگامے کہ لوط ملاحظہ کرد از برائے استقبال ایشاں برخاست و بر زمین خم شد و گفت اینک حال اے آقایانم تمنا اینکہ بخانہ بندہ خود تاں بیائید و بیتوتہ نمودہ پائہائے خود را شست و شو نمائید و سحر خیزی نمودہ براہ خود روانہ شوید پس ایشاں گفتند کہ نے بلکہ در چہار سو بیتوتہ مینمائیم پس چونکہ ایشاں را بسیار ابرام نمود با او آمدہ بخانہ اش داخل شدند و او ضیافتے بجہت ایشاں برپا نمودہ

قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِیْۤ اِلٰى رُكْنٍ شَدِیْدٍ ﴿۸۰﴾ قَالُوْا یٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ یَّصِلُوْۤا اِلَیْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ وَ لَا یَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ اِنَّهٗ مُصِیْبُهَا مَاۤ اَصَابَهُمْ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ اَلَیْسَ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ ﴿۸۱﴾	لوط نے کہا کہ اگر تمہارے مقابلہ کی مجھ میں قوت ہوتی تو میں جا ٹھیرتا نہایت سخت یعنی زور آور قوم کے پاس ﴿۸۰﴾ اُن بھیجے ہوؤں نے کہا کہ اے لوط ہم تیرے پرور دگار کے بھیجے ہوئے ہیں وہ لوگ تجھ تک نہیں پہنچنے کے پھر لے چل اپنے لوگوں کو تھوڑی رات رہے سے اور پلٹ کر نہ دیکھے تم میں سے کوئی۔ مگر تیری بیوی کہ بیشک وہ اُس کو پہنچنے والی ہے جو پہنچا ہے اُس قوم کو بیشک اُن کے وعدے کا وقت صبح ہے کیا صبح نزدیک نہیں ہے ﴿۸۱﴾

گروہا ے فطیری بخت کر خوروند۔ کتاب پیدائش باب ۱۹ ورس ۱ لغایت ۲ +

تفسیر کبیر میں ایک یہ بحث پیش کی ہے کہ حضرت ابراہیم نے اُن تینوں کو انسان جانا یا فرشتہ۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نے اُن کو انسان جانا تھا اُن کی یہ دلیلیں ہیں کہ اگر وہ اُن کو فرشتہ جانتے تو کھانے کی طیاری نہ کرتے۔ اور جب اُنہوں نے کھانے پر ہاتھ نہ ڈالا تھا تو اُس سے خوف نہ کرتے۔ علاوہ اس کے جب کہ حضرت ابراہیم نے اُن کو انسان کی صورت میں دیکھا تھا تو اُن کو فرشتہ کیونکر سمجھ سکتے تھے +

اور جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نے اُن کو فرشتہ جانا تھا اُن کا یہ دعوے ہے کہ اُن کے کہنے سے حضرت ابراہیم نے اُن کو فرشتہ جانا تھا مگر ایک لفظ قرآن میں ایسا نہیں ہے کہ اُن تین شخصوں میں سے کسی نے کہا ہو کہ ہم انسان نہیں ہیں بلکہ فرشتے ہیں اور انسان کی صورت بنکر آئے ہیں +

تفسیر کبیر میں ایک اور عجیب غریب روایت لکھی ہے کہ جب اُن فرشتوں نے حضرت ابراہیم کو بتلا دیا کہ وہ فرشتوں میں سے ہیں اور انسان نہیں ہیں اور وہ صرف قوم لوط کے ہلاک کرنے کو آئے ہیں تو حضرت ابراہیم نے اُن سے معجزہ طلب کیا کہ اُن کے فرشتے ہونے پر دلالت کرے۔ پھر اُنہوں نے اپنے پرور دگار سے اُس بھنے ہوئے بچھڑے کے زندہ ہو جانے کی دعا مانگی بچھڑا جہاں رکھا ہوا تھا وہاں سے کود اور اپنے چراگاہ میں چلا گیا۔ ہم کو افسوس ہے کہ ہمارے علما نے ایسی بے سرو پا اور بے سند مہمل

ان الملائکۃ لما اخبروا ابراھیم علیہ السلام انہم من الملائکۃ لا من البشر وانہم انما جاؤا لاھلاک قوم لوط طلب ابراھیم علیہ السلام منہم معجزۃ دالۃ علی انہم من الملائکۃ فدعوا ربہم باحیاء العجل المشوی فطفر ذلک العجل المشوی من الموضع الذی وضع فیہ الی مرعاہ۔ (تفسیر کبیر) +

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ (۸۴)	پھر جب ہمارا حکم آیا ہم نے کر دیا اُس کی اُچان کو اس کی نیچان اور ہم نے اُن پر پتھر برسائے جو اُن کے لئے لکھے ہوئے تھے اُوپر تلے - نشان کئے ہوئے تیرے پروردگار کے پاس سے اور ظالموں سے کچھ دُور نہیں (۸۴)

روایتیں اپنی تفسیروں میں لکھی ہیں خدا اُن پر رحم کرے +

اس میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ وہ جو حضرت ابراہیم کے پاس آئے انسان تھے اور قوم لوط کے پاس بھیجے گئے تھے جیسا کہ خود اُنہوں نے حضرت ابراہیم سے کہا - لاتخف انا ارسلنا الی قوم لوط - (سورہ ھود) اور دوسری جگہ کہا - انا ارسلنا الی قوم مجرمین (سورۃ حجر) ایک اور جگہ کہا - انا ارسلنا الی قوم مجرمین لنرسل علیہم حجارۃ من طین مسومۃ عند ربك للمسرفین (سورۃ الذاریات) +

بالبشری - یعنی ساتھ خوشخبری کے - اور وہ خوشخبری حضرت ابراہیم کے حضرت سارا سے بیٹا اور پوتا یعنی اسحٰق اور اسحٰق سے یعقوب کے پیدا ہونے کی تھی جس کا بیان آگے آویگا +

یعنی جب حضرت ابراہیم نے دیکھا کہ اُن کا ہاتھ کھانے پر نہیں بڑھا تو نہ جانا کہ یہ کون ہیں اور ابراہیم کے دل میں اُن سے خوف پیدا ہُوا +

فلما رای ایدیہم لاتصل الیہ نکرہم واوجس منہم خیفہ - (سورۃ ھود)

تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ جب اُنہوں نے کھانے سے اپنے تئیں روکا تو حضرت ابراہیم کو خوف ہُوا کہ وہ کچھ مکر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں - جب کوئی انجان آدمی آوے اور اُس کے سامنے کھانا لایا جاوے پھر اگر وہ کھا لیوے تو اس سے اطمینان ہو جاتا ہے اور اگر وہ نہ کھاوے تو اس سے خوف پیدا ہوتا ہے +

فلما امتنعوا من الاکل خاف ان یرید وابہ مکروہا ان لایعرف اذا حضر وقدم الیہ طعام فان اکل حصل الامن وان لم یاکل حصل الخوف - (تفسیر کبیر)

یہی مضمون سورۃ الذاریات میں ان لفظوں سے آیا ہے کہ حضرت ابراہیم بُھنا ہُوا بچھڑا اُن کے پاس لائے کہا کہ کیا تم نہیں کھاتے یعنی جب اُنہوں نے اُس پر ہاتھ نہ بڑھایا جیسا کہ سورہ ھود میں

فقربہ الیہم قال الا تاکلون فاوجس منہم خیفہ (سورۃ ذاریات) +

لہ سجیل کے معنی کھنگر کے بھی ہو سکتے ہیں یعنی مٹی کے جو آگ میں پک کر پتھر کی مانند ہو جاوے اور اُنھیں پہاڑوں سے اُس کا اچھل کر اوپر سے گرنا ٹھیک مطابق ہوتا ہے مگر لفظ مسومۃ کے سبب سے وہی معنی مناسب ہیں جو ہم نے اختیار کئے ہیں +

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ اِنِّیْ اَرٰىکُمْ بِخَیْرٍ وَّاِنِّیْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ مُّحِیْطٍ ﴿۸۵﴾	اور (بھیجا ہم نے) مدین کے لوگوں کے پاس اُن کے بھائی شعیب کو شعیب نے کہا کہ اے میری قوم عبادت کرو اللہ کی تمہارے لئے کوئی معبود اُس کے سوا نہیں ہے اور مت کم بھرو پیمانوں کو اور مت کم تولو ترازو سے بیشک میں تم کو دیکھتا ہوں آسودہ اور بیشک میں ڈرتا ہوں تم پر عذاب سے ایک دن گھیر لینے والے سے ﴿۸۵﴾

مذکور ہے تو حضرت ابراہیم نے کہا کہ کیا تم نہیں کھاتے۔ پھر حضرت ابراہیم کے دل میں اُن سے خوف پیدا ہوا۔ ممکن ہے کہ حضرت ابراہیم کے اس کہنے کے بعد لا ناکلون اُن لوگوں نے کھایا ہو اس لئے کہ کھانے کی نفی اس سے نہیں پائی جاتی +

سورۃ الحجر میں اس واقعہ کو زیادہ اختصار سے بیان کیا ہے اور فرمایا ہے کہ جب وہ تینوں شخص ابراہیم پاس آئے تو اُنہوں نے کہا سلام حضرت ابراہیم نے کہا کہ ہم تم سے خوف کرتے ہیں +

اذ دخلوا علیه فقالوا سلاما۔ قال انا منکم وجلون۔ (سورۃ الحجر)

پورا واقعہ یوں ہے کہ جب وہ تینوں شخص حضرت ابراہیم کے پاس آئے تو اُنہوں نے کہا سلام حضرت ابراہیم نے بھی کہا سلام پھر حضرت ابراہیم بُھنا ہوا بچھڑا اُن کے لئے کھانے کو لائے جب اُنہوں نے کھانے کے لئے ہاتھ نہ بڑھایا تو حضرت ابراہیم کے دل میں خوف پیدا ہوا اُس پر حضرت ابراہیم نے کہا کہ کیا تم نہیں کھاتے اور یہ بھی کہا کہ ہم تم سے (نہ کھانے کے سبب) خوف کرتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم سے خوف نہ کرو ہم تو قوم لوط کی طرف بھیجے ہوئے ہیں اور تم کو بھی بشارت دیتے ہیں۔ پس ان تمام حالات سے نہ تو اُن تینوں شخصوں کا فرشتہ ہونا پایا جاتا ہے اور نہ یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اُنہوں نے کھانا نہیں کھایا بلکہ اس طرف قرینہ قیاس زیادہ ہے کہ ان اصراروں کے بعد اِنہوں نے کھانا کھایا ہو اور خدا تعالےٰ نے جو اُن کو دو جگہ ضیف ابراهیم کرکے بیان کیا ہے یہ قرینہ قوی ہے کہ اُنہوں نے کھانا بھی کھایا اور حضرت ابراہیم کی ضیافت قبول کی +

پھر خدا نے فرمایا کہ اُس کی بیوی کھڑی تھی پھر ہنس پڑی پھر ہم نے اُس کو خوشخبری دی اسحق کے پیدا ہونے کی اور اُس کے پیچھے یعنی اسحق سے یعقوب کے پیدا ہونے کی +

وامراته قائمة فضحکت فبشرناها باسحق ومن وراء اسحق یعقوب۔ (سورۃ هود)

حضرت ابراہیم کی بیوی کے ہنسنے کی علت بیٹا ہونے کی بشارت تھی مگر چونکہ اُن کا ہنس پڑنا ایک مقدم امر اور زیادہ تر توجہ کے قابل تھا اس لئے معلول کو علت پر مقدم کر دیا ہے +

وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۸۶﴾	اور اے میری قوم پورا بھر دو پیمانوں کو پورا تولو ترازو میں انصاف سے اور کم مت دو لوگوں کو اُن کی چیزیں اور مت کام کرو زمین یعنی ملک میں فساد کرنیوالوں کے ﴿۸۶﴾

تفسیر کبیر میں بھی لکھا ہے کہ یہاں تقدیم و تاخیر ہے تقدیر کلام الٰہی کی یہ ہے کہ اُس کی

ان ھذا علی التقدیم والتاخیر والتقدیر وامرتہ قائمۃ فبشرناھا باسحٰق فضحکت سرورا بسبب تلک البشارۃ فقدم الضحک ومعناہ التاخیر۔ (تفسیر کبیر)۔

بیوی کھڑی تھی پھر ہم نے اُس کو بشارت دی اسحٰق کے پیدا ہونے کی اُس کی بیوی خوشی سے ہنسی بسبب اس خوشخبری کے پس ہنسنے کو مقدم کر دیا ہے اور معنًا وہ مؤخر ہے۔

ایک امر غور طلب یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے پہلے فرمایا کہ لقد جاءت رسلنا ابراھیم بالبشریٰ یعنی وہ رسل بشارت لیکر آئے تھے اور پھر فرمایا فبشرناھا باسحٰق یعنی ہم نے بشارت دی ابراہیم کی بیوی کو اسحٰق کے پیدا ہونے کی اس جگہ بشارت کو خاص اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ اور سورۃ الحجر میں ضیف ابراھیم کا قول بیان کیا ہے کہ "انا نبشرک بغلام علیم" یعنی ضیف ابراھیم نے حضرت ابراہیم سے کہا کہ ہم تجھ کو بشارت دیتے ہیں دانا لڑکے کے پیدا ہونے کی اور سورۃ الذاریات میں ہے "وبشروہ بغلام علیم" یعنی ضیف ابراہیم نے حضرت ابراہیم کو دانا لڑکے کے پیدا ہونے کی بشارت دی۔

اور اسی طرح سورہ ہود میں ہے "قالت یا ویلتیٰ ءالد وانا عجوز وھذا بعلی شیخا" یعنی ابراہیم کی بیوی نے کہا کہ "افسوس مجھ کو کیا مَیں جنوں گی اور مَیں بڑھیا ہوں اور یہ میرا خصم بڈھا ہے"۔

اور سورۃ الذاریات میں ہے۔ کہ حضرت ابراہیم کی بیوی حیرت میں ہو کر آگے بڑھی اور

فاقبلت امراتہ فی صرۃ فصکت وجھہا وقالت عجوز عقیم (سورۃ الذاریات)۔

مُنہ پیٹ لیا اور کہا کہ بانجھ بڑھیا۔ یعنی کیا بانجھ بڑھیا بیٹا جنیگی۔

اور سورۃ الحجر میں ہے۔ کہ حضرت ابراہیم نے کہا کہ "کیا تم مجھ کو بشارت دیتے ہو باوجودیکہ

قال ابشرتمونی علی ان مسنی الکبر فبم تبشرون۔ (سورۃ الحجر)

مجھ پر بڑھاپا آ گیا ہے پھر کس طرح تم مجھ کو بشارت دیتے ہو۔

مگر وہ تینوں شخص خدا کے بھیجے ہوئے تھے اُنہوں نے بذریعہ الہام یا وحی کے جو اُن پر خدا نے بھیجی تھی یہ بشارت دی تھی۔ قرآن مجید کا طرزِ کلام بہت جگہ اس طرح پر ہے کہ خدا تعالےٰ علۃ العلل ہونے کی وجہ سے بندوں کے کاموں کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔ اس لئے سورہ ہود میں اُس

بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۸۸﴾	اللہ کا بچایا ہوا بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم ایمان والے ہو ﴿۸۷﴾ اور میں نہیں ہوں تم پر نگہبان ﴿۸۸﴾

بشارت کو اپنی طرف نسبت کیا ہے کہ ہم نے بشارت دی اور اور مقاموں پر اپنے رُسل کی طرف منسوب کیا ہے جن کے ذریعہ سے وہ بشارت دی گئی تھی مگر درحقیقت بشارت دینے والا خدا ہے +

یہ بشارت جو حضرت ابراہیم کے حضرت سارا سے بیٹا پیدا ہونے کی تھی دونوں کو معًا بشارت تھی یعنی ایک بشارت دونوں کے لئے تھی اور دونوں نے اُس کو سنا تھا اور اس لئے کبھی اُس بشارت کو حضرت ابراہیم سے اور کبھی اُن کی بیوی سے منسوب کیا ہے جو ضمنًا اس بات کا ثبوت ہے کہ دونوں کے لئے یکساں بشارت ہے اور اسی سبب سے کہیں حضرت سارا کا قول نقل کیا ہے کہ ” انا عجوز وھذا بعلی شیخا “ اور کہیں حضرت ابراہیم کا قول نقل کیا ہے کہ ” ابشرتمونی علی ان مسنی الکبر “ اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بشارت سُن کر دونوں نے یہ بات کہی تھی +

اُن تینوں رسولوں نے جب حضرت سارا کا اس بشارت پر تعجب سُنا تو اُنھوں نے کہا ” اتعجبین من امر اللہ “ یعنی کیا تو تعجب کرتی ہے خدا کے حکم سے اور حضرت ابراہیم کا تعجب سن کر انہوں نے کہا کہ ہم نے تجھ کو خوشخبری دی ہے ٹھیک بس تو ناامید ولوں میں سے مت ہو حضرت ابراہیم نے کہا کہ کون شخص خدا کی رحمت سے نا اُمید ہوتا ہے بجز گمراہوں کے +

بشرناک بالحق فلا تکن من القانطین قال ومن یقنط من رحمۃ ربہ الا الضالون۔ (سورۃ الحجر)

یہ خیال کرنا کہ حضرت ابراہیم و حضرت سارا کی اولاد مافوق الفطرت ہوئی تھی اس پر قرآن مجید سے کوئی دلیل نہیں ہے قرآن مجید میں حضرت ابراہیم کی نسبت لفظ شیخ آیا ہے اور لفظ شیخ ایسا نہیں ہے کہ اُس سے یہ سمجھا جاوے کہ حضرت ابراہیم اُس حد سے جس میں موافق قانون قدرت کے اولاد ہوسکتی ہے گذر چکے تھے +

حضرت سارا کی نسبت لفظ عجوز آیا ہے عجوز کا لفظ اور شیخۃ کا لفظ دونوں مرادف ہیں بلکہ کبھی جوان عورت پر بھی اطلاق ہوتا ہے قاموس میں لکھا ہے والعجوز + + المراۃ شابۃ کانت او شیخۃ اور یہی عجوز کا لفظ سورہ شعرا میں حضرت لوط کی بیوی کی نسبت آیا ہے پس اس لفظ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت سارا ایسی حد پر پہنچ گئی تھیں جو موافق قانون قدرت کے اُن سے اولاد ہونی ناممکن ہو +

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿۸۹﴾	اُن لوگوں نے کہا کہ اے شعیب کیا تیری نماز یعنی عبادت تجھ کو حکم کرتی ہے کہ ہم چھوڑ دیں جن کی عبادت کرتے تھے ہمارے باپ دادا - یا یہ کہ ہم کریں (یعنی کرنا چھوڑ دیں) اپنے مالوں میں جو ہم چاہیں - ہاں تو بیشک بڑا بُردبار ہے اور بہت بڑا دانا ﴿۸۹﴾

دوسرا لفظ حضرت سارا کی نسبت عقیم یعنی بانجھ کا آیا ہے - جن عورتوں کے ہاں ایک زمانہ تک جو بہ نسبت عام عادت کے زیادہ ہو اولاد نہیں ہوتی اُن پر عادۃً عقیم کا لفظ اطلاق کیا جاتا ہے اُس سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ وہ اولاد جننے کے ناقابل ہوتی ہیں کیونکہ بعض عورتیں اب بھی ایسی موجود ہیں جن کے مدت تک اولاد نہیں ہوئی اور وہ عقیم تصور ہونے لگیں لیکن بڑی عمر میں جب کہ وہ شیخۃ ہو گئیں اُن کے اولاد ہوئی ایک شوہردار عورت کو مَیں جانتا ہوں کہ قریب چالیس برس کی عمر تک اس کے اولاد نہیں ہوئی بعد اُس کے وہ حاملہ ہوئی اور بیٹی جنی بلاشبہ لوگوں کو اُس کے حاملہ ہونے اور بیٹی جننے پر تعجب ہُوا تھا ❊

مسلمان مفسر جو بغیر غور کے یہودیوں کی روایتوں کی پیروی کرنے کے عادی ہو گئے اس لئے اُنہوں نے سمجھا ہے کہ حضرت ابراہیم اور حضرت سارا کی عمر اس قدر بڑی ہو گئی تھی کہ اُن سے اولاد کا ہونا ناممکن تھا اور اس لئے اُنہوں نے اس واقعہ کو بطور ایک معجزہ کے مافوق الفطرت قرار دیا ہے ❊

توریت میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم کی ننانوے برس کی عمر تھی جب اُن کا ختنہ ہُوا (کتاب پیدائش باب ۱۷ ورس ۲۴) اور ایک برس بعد وہ تین شخص بشارت دینے کو آئے تھے - پس اُس وقت اُن کی عمر سو برس کی تھی ❊

اور سارا کی نسبت لکھا ہے کہ وہ سال خوردہ ہو گئی تھیں اور عورتوں کی عادت بند ہو گئی تھی (کتاب پیدائش باب ۱۸ ورس ۱۱) ❊

غرض کہ عبری توریت کے حساب سے بشارت کے وقت حضرت ابراہیم کی عمر سو برس کی تھی اور حضرت سارا کی نوّے برس کی تھی - مسلمانوں نے ان روایتوں کی پیروی کی اور حضرت اسحٰق کا پیدا ہونا مافوق الفطرت بطور معجزہ کے قرار دیا باوجودیکہ توریت ہی سے پایا جاتا ہے کہ اُس عمر میں بھی لوگوں کے بغیر کسی معجزہ تسلیم کئے اولاد ہوئی ہے چنانچہ توریت کے حساب کے موافق جب حضرت اسمٰعیل پیدا ہوئے تھے تو حضرت ابراہیم کی عمر چھیاسی برس کی تھی اور جب حضرت یعقوب کے حضرت یوسف پیدا ہوئے ہیں تو مطابق حساب توریت عبری کے حضرت یعقوب کی

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ۭ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۭ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ (۹۰)

شعیب نے کہا اے میری قوم کیا تم نے سمجھ لیا ہو کہ اگر میں اپنے پروردگار سے کوئی دلیل رکھتا ہوں اور اُس نے مجھ کو روزی دی ہو اپنے پاس سے اچھی روزی اور نہ چاہوں میں کہ میں تمہاری مخالفت کروں جہاں تک کہ میں منع کرتا ہوں تم کو اُس سے میں نہیں چاہتا بجز اصلاح کرنے کے جتنی کہ میں کرسکوں اور مجھ کو توفیق نہیں ہے مگر اللہ سے اُسی پر میرا بھروسہ ہے اور اُسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں (۹۰)

عمر نوّے برس کی تھی اور جب بنیامین یوسف کے بھائی پیدا ہوئے ہیں تو حضرت یعقوب کی عمر ایک سو ایک برس کی تھی +

مسلمان مفسّروں نے جو اس باب میں یہودیوں کی روایتوں کی پیروی کی ہے صریح غلطی کی ہے کیونکہ ان مانوں کی صحت پر جو توریت سے نکلتے ہیں نہایت شبہ ہے +

مثلاً عبری توریت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم سنہ ۲۰۰۸ دنیوی میں یعنی سنہ ۱۹۹۶ قبل مسیح کے پیدا ہوئے تھے اور یونانی توریت سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۳۳۹۴ دنیوی میں پیدا ہوئے تھے اور سامری کی توریت سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۲۳۰۹ دنیوی میں پیدا ہوئے تھے +

سارا موافق توریت عبری کے سنہ ۲۰۱۸ دنیوی میں پیدا ہوئی تھیں یعنی دس برس حضرت ابراہیم سے چھوٹی تھیں اور سنہ ۲۱۰۷ دنیوی میں بشارت ہوئی تھی جب حضرت ابراہیم ننانوے برس کے تھے اور حضرت سارا نواسی برس کی +

مگر جب کہ توریت کے نسخوں میں اس قدر اختلاف ہے تو جو زمانہ اُن سے نکلتا ہے بطور تخمینہ و اندازہ کے تصور ہو سکتا ہے نہ بطور ایسے یقین کے جس پر کوئی امر مافوق الفطرت بطور یقین کے مبنی ہو سکے +

علاوہ اس کے جو زمانے توریت سے تسلیم کئے گئے ہیں اُن میں بھی بدیہی غلطیاں ہیں جسکو مفصل بیان کرنے کی اس تفسیر میں گنجائش نہیں ہے علاوہ اس کے ایک نہایت بڑی بحث یہ ہے کہ برس جو توریت میں بیان ہوئے ہیں اور جن پر اُس زمانہ کے لوگوں کی عمر کا حساب بتلایا ہے اُن کی مقدار کیا تھی کچھ شبہ نہیں ہے کہ مختلف زمانوں میں برس کی مقدار نہایت ہی مختلف رہی ہے اور اُسی مقدار سے جس زمانہ میں جس کی عمر جتنے برسوں کی گنی جاتی تھی وہی تعداد توریت میں اور نیز بعض جگہ قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے اور یہ امر نہایت غور اور تحقیقات اور بیان کا محتاج ہے

وَيٰقَوۡمِ لَا يَجۡرِمَنَّكُمۡ شِقَاقِيۡۤ اَنۡ يُّصِيۡبَكُمۡ مِّثۡلُ مَاۤ اَصَابَ قَوۡمَ نُوۡحٍ اَوۡ قَوۡمَ هُوۡدٍ اَوۡ قَوۡمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوۡمُ لُوۡطٍ مِّنۡكُمۡ بِبَعِيۡدٍ ﴿۹۱﴾	اور اے میری قوم میری مخالفت تم کو اس بات کی باعث نہ ہو کہ تم کو پہنچے مثل اُس کے جو پہنچا ہے نوح کی قوم کو یا ہود کی قوم کو یا صالح کی قوم کو اور قوم لوط کی تم سے کچھ دور نہیں ہے ﴿۹۱﴾

کیا عجب ہے کہ اگر خدا نے مدد کی اور توفیق دی تو اسی تفسیر کے کسی مناسب مقام میں یا ایک جداگانہ رسالہ میں ہم اُس کو بیان کرینگے اس مقام پر صرف اس قدر بیان کرنا کافی ہے کہ ہرگاہ قرآن مجید سے حضرت ابراہیم اور حضرت سارا کی وہ حالت جس میں مطابق قانون قدرت کے اولاد کا ہونا ناممکن ہو ثابت نہیں ہے تو صرف یہودیوں کی روایتوں یا توریت کی استدلال پر اس کو ایک واقعہ مافوق الفطرت یقین کرنا صحیح نہیں ہے +

(یجادلنا) یعنی جب حضرت ابراہیم کا ڈر جاتا رہا اور اُن کو خوشخبری مل گئی اور اُن کو حضرت لوط کی قوم پر عذاب نازل ہونے کا حال معلوم ہوا تو اُنہوں نے اُس میں جھگڑنا شروع کیا +

اول یہ بحث ہے کہ حضرت ابراہیم کو قوم لوط پر عذاب نازل ہونا کس طرح معلوم ہوا۔ توریت باب ۱۸ ورس ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ میں لکھا ہے کہ خداوند گفت چوں فریاد سدوم و عموراہ زیادہ و گناہان ایشاں بسیار سنگین است پس فرود آمدہ خواہم دید کہ آیا بالکلیہ مثل فریادے کہ بمن رسیدہ است عمل نمودہ اند و اگر چنین نہ باشد خواہم دانست و آں اشخاص توجہ نمودہ بسوئے سدوم روانہ شدند۔ جس لفظ کا ترجمہ خداوند کیا گیا ہے وہ لفظ یہوہ یا جہوہ ہے جو خدا کا نام ہے پس توریت سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے حضرت ابراہیم کو اس سے خبر دی تھی۔ مگر قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنہی تین شخصوں نے جو بھیجے گئے تھے خبر دی تھی +

قال فما خطبکم ایہا المرسلون قالوا انا ارسلنا الی قوم مجرمین۔ (سورۃ الحجر) + سورۃ الحجر میں ہے۔ کہ حضرت ابراہیم نے کہا پھر کیا ہے تمہارا کام اے بھیجے ہوؤ اُنہوں نے کہا کہ ہم بھیجے گئے ہیں گنہگار قوم کی طرف +

اور سورۃ الذاریات میں آیا ہے کہ حضرت ابراہیم نے کہا پھر تمہارا کیا کام ہے اے

قال فما خطبکم ایہا المرسلون قالوا انا ارسلنا الی قوم مجرمین لنرسل علیہم حجارۃ من طین مسومۃ عند ربک للمسرفین۔ (سورۃ الذاریات) + بھیجے ہوؤ اُنہوں نے کہا کہ ہم بھیجے گئے ہیں گنہگار قوم کی طرف تاکہ ہم ڈالیں اُن پر پتھر مٹی سے نشان کیئے گئے ہیں تیرے پروردگار کے نزدیک حد سے بڑھ جانے والوں کے لیئے +

وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ﴿۹۲﴾	اور بخشش چاہو اپنے پروردگار سے پھر توبہ کرو اُس کی طرف بیشک میرا پروردگار مہربان ہے اور دوست ﴿۹۲﴾

دوسری اس پر یہ بحث ہے کہ حضرت ابراہیم نے کس سے بحث شروع کی اس آیت میں " نا " کی ضمیر خدا کی طرف ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا سے بحث بمعنے التجا شروع کی۔ توریت باب ۱۸ ورس ۲۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بحث خدا ہی سے ہوئی تھی کیونکہ اُس میں لکھا ہے کہ اُن اشخاص کے سدوم کو چلے جانے کے بعد " درحالیکہ ابراہیم درحضور خداوند مے ایستاد پس ابراہیم تقرب جستہ گفت الخ " ✤

مگر ہمارے علمائے مفسرین لکھتے ہیں کہ یجادلنا سے مراد ہے یجادل رسلنا سے لیکن قرآن مجید میں جو بحث لکھی ہے وہ نہایت مختصر اور ایک امر کی نسبت ہے اور توریت میں جو لکھی ہے وہ نہایت لمبی ہے ممکن ہے کہ جو بات قرآن مجید میں ہے وہ اُن تین شخصوں سے ہوئی ہو، اور جس مجادلہ کا ذکر سورہ ہود میں ہے اور یجادلنا کے لفظ سے بیان ہُوا ہے وہ التجا خدا ہی سے ہو ✤

سورہ ہود میں تو مجادلہ کا کچھ بیان نہیں ہے اور سورۃ الحجر میں صرف اس قدر ہے کہ اُن

قالوا انا ارسلنا الی قوم مجرمین الا آل لوط انا لمنجوهم اجمعین الا امراته قدرنا انها لمن الغابرین (سورۂ ہود)	تین شخصوں نے کہا کہ ہم بھیجے گئے ہیں گنہگار قوم کی طرف۔ بجز آل لوط کے یعنی کہ وہ گنہگار قوم میں نہیں ہیں۔ ہم بیشک اُن سب کو بچانے والے ہیں بجز اُس کی جورو کے۔ ہم نے

ٹھیرا دیا کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں ہے ✤

اور سورہ عنکبوت میں ہے کہ اُن تین شخصوں نے جو حضرت ابراہیم کے پاس آئے تھے

قالوا انا مهلكوا هذه القرية ان اهلها كانوا ظالمين قال ان فيها لوطا قالوا نحن اعلم لمن فيها لننجينه واهله الا امراته كانت من الغابرين۔ (سورۂ عنکبوت)	کہا کہ ہم بیشک اس بستی کے لوگوں کو ہلاک کرنے والے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اُس بستی کے رہنے والے ظالم ہیں۔ حضرت ابراہیم نے کہا کہ اُس میں تو لوط بھی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم جانتے ہیں اُس کو جو اُس میں ہے البتہ بچا دینگے

ہم اُس کو اور اُس کے لوگوں کو بجز اُس کی جورو کے کہ وہ ہے پیچھے رہنے والوں میں سے ✤

اور سورۃ الذاریات میں ہے کہ اُن تین شخصوں نے کہا کہ ہم بھیجے گئے ہیں گنہگار قوم کی

| قالوا انا ارسلنا الی قوم مجرمین لنرسل علیهم حجارة من طین مسومة عند ربك للمسرفين فاخرجنا فيها من المومنين فما وجدنا فيها غير بيت من المسلمين وتركنا فيها اية للذين | کی طرف تاکہ ہم ڈالیں اُن پر پتھر مٹی سے نشان کئے گئے تیرے پروردگار کے نزدیک حد سے بڑھ جانے والوں کے لئے۔ پھر ہم نے اُس کو نکال لیا جو اُس میں ایمان والوں میں سے |

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿۹۳﴾	اُنہوں نے کہا اے شعیب ہم نہیں سمجھتے بہت کچھ اس میں سے جو تو کہتا ہے اور بیشک ہم تجھ کو دیکھتے ہیں اپنے میں ضعیف اور اگر نہ ہوتا تیرا کُنبہ تو بیشک ہم پتھر مار کر تجھ کو مار ڈالتے اور تو ہمارے نزدیک عزیز نہیں ہے ﴿۹۳﴾

یخافون العذاب الالیمد - (سورۃ الذاریات) پھر ہم نے اُس میں نہیں پایا سوائے ایک گھر کے مسلمانوں میں سے - اور ہم نے اُس میں ایک نشانی چھوڑ دی اُن لوگوں کے لئے جو دُکھ دینے والے عذاب سے ڈرتے ہیں +

ان آیتوں میں تو حضرت ابراہیم کا صرف حضرت لوط کی نسبت سوال کرنا معلوم ہوتا ہے مگر ان آیتوں میں جو ایک مشکل ہے وہ یہ ہے کہ ان آیتوں میں جو الفاظ - انا لمنجوھم - یعنی بیشک ہم اُن سب کو بچانے والے ہیں - انا مھلکوا ھذہ القریۃ - یعنی ہم بیشک اس بستی کے لوگوں کو ہلاک کرنے والے ہیں - لنرسل علیھم حجارۃ - یعنی تاکہ ہم ڈالیں اُن پر پتھر - فاخرجنا پھر ہم نے لوط کو نکال لیا - فما وجدنا فیھا - یعنی ہم نے بجز ایک گھر مسلمان کے اور نہ پایا - وترکنا فیھا - اور چھوڑی ہم نے اُس میں نشانی اور مثل اس کے اور چند الفاظ ہیں کہ اُس پر مقتدرانہ کہنا نہ رسولوں کے اختیار میں ہے نہ فرشتوں کے بلکہ یہ مقتدرانہ کام صرف خدا کی قدرت میں ہیں نہ کسی بندے کے خواہ رسول ہوں یا انسان یا فرشتے +

اس کی نسبت تمام مفسرین نے لکھا ہے کہ ان تمام مقتدرانہ کاموں کو جو اُن تین شخصوں نے اپنی طرف نسبت کیا ہے جو خدا کے کام ہیں اس لئے کیا ہے کہ خدا سے اُن کو تقرب و خصوصیت حاصل تھی +

اسنادھم ایاہ الی انفسھم وھو فعل اللہ تعالیٰ لما لھم من القرب والاختصاص بہ - (تفسیر بیضاوی) +

مگر میں اس توجیہ کو تسلیم نہیں کرتا کوئی بندہ ایسے مقتدرانہ کام اپنی نسبت منسوب نہیں کر سکتا اس قصہ کو خدا نے حکایۃً بیان کیا ہے جس میں ان تین شخصوں کے اقوال اور خدا کے مقتدرانہ افعال دونوں شامل بیان ہوئے ہیں پس تمام وہ ضمیریں اور مقتدرانہ الفاظ خدا کی طرف منسوب ہیں نہ اُن تین شخصوں کی طرف +

اُس کا ثبوت خود قرآن مجید کی ایک آیت سے ہوتا ہے جس میں بلا ذکر اُن تین شخصوں کے اُن مقتدرانہ امور کو خدا نے خاص اپنی طرف منسوب کیا ہے - سورہ قمر میں خدا نے فرمایا ہے - یعنی جھٹلایا لوط کی قوم نے ڈرانے والوں کو بیشک ہم نے پہنچائی اُن پر پتھروں کی بوچھاڑ بجز لوط کے لوگوں کے ہم نے

کذبت قوم لوط بالنذر انا ارسلنا علیھم حاصبا الا آل لوط نجیناھم بسحر نعمۃ من عندنا کذلک نجزی من شکر ولقد انذرھم بطشتنا فتماروا بالنذر ولقد راودوہ عن ضیفہ فطمسنا اعینھم فذوقوا عذابی ونذر ولقد صبحھم بکرۃ عذاب مستقر فذوقوا عذابی ونذر - (سورۃ قمر)

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۹۴﴾	صالح نبی نے کہا کہ اے میری قوم کیا میرا کنبہ تمہارے نزدیک اللہ سے زیادہ عزیز ہے اور تم نے اُس کو ڈال رکھا ہے اپنی پیٹھ کے پیچھے - بیشک میرا پروردگار اُس کو جو تم کرتے ہو احاطہ کرنے والا ہے ﴿۹۴﴾

اُن کو بچایا صبح کے وقت اپنے پاس سے انعام کر کے اسی طرح ہم بدلا دیتے ہیں اُس کو جو شکر کرتا ہے اور بیشک اُن کو ڈرایا تھا ہمارے عذاب سے پھر اُنہوں نے تکرار کی ڈرانے والوں سے اور بیشک اُنہوں نے دند مچائی اُس کے یعنی لوط کے مہمانوں سے پھر بیکار کر دیں ہم نے اُن کی آنکھیں پھر وہ چکھیں میرا عذاب اور میرے ڈرانے والوں کا اور بے شبہ گھیر لیا اُن کو بہت سویرے جگہ پر قایم رہنے والے عذاب نے پھر چکھیں میرا عذاب اور میرے ڈرانے والوں کا *

توریت میں ایک اور مجادلہ کا یعنی التجا کا ذکر لکھا ہے جو ابراہیم نے خدا سے کی تھی اور سورہ ہود میں جو یجادلنا فی قوم لوط آیا ہے اور وہ مجادلہ بیان نہیں کیا - کیا عجب ہے کہ اُس سے وہی مجادلہ یا التجا مراد ہو جس کا ذکر توریت میں ہے مفسرین بھی اُس لفظ سے یہی مجادلہ بمعنی التجا سمجھتے ہیں چنانچہ ہم فارسی ترجمہ توریت کا اس مقام پر نقل کرتے ہیں *

وآں اشخاص از انجا توجہ نمودہ بسوے سدوم روانہ شدند در حالیکہ ابراہیم در حضور خداوند مے ایستاد پس ابراہیم تقرب جستہ گفت کہ آیا حقیقۃً صالح را با طالح ہلاک خواہی ساخت احتمال دارد کہ در اندرون شہر پنجاہ نفر صالح باشند آیا میشود کہ آں مکان را ہلاک سازی وبسبب آں پنجاہ نفر صالحے کہ در اندرونش مے باشند نجات ندہی حاشا از تو کہ مثل ایں کارے کنی وصالحان را با طالحان ہلاک سازی وصالح با طالح مساوی باشد حاشا از تو آیا میشود کہ حاکم تمامی زمین عدالت نکند پس خداوند گفت اگر در میان شہر سدوم پنجاہ نفر صالح پیدا کنم تمامی اہل آں مکان را بسبب ایشاں نجات خواہم داد وابراہیم در جواب گفت اینک حال منکہ خاک وخاکستر ہستم آغاز تکلم نمودن باآقایم مے نمایم بلکہ از پنجاہ نفر صالح پنج نفر کمی نمایند آیا میشود کہ تمامی اہل شہر را بہ سبب آں پنج نفر ہلاک سازی پس گفت اگر در انجا چہل وپنج نفر یابم ہلاک نخواہم کرد وبار دگر باو متکلم شدہ گفت بلکہ در آں چہل نفر یافتہ شود پس او گفت کہ بہ بسبب چہل نفر آں عمل نخواہم نمود واو گفت تمنا اینکہ آقایم غضبناک نشود کہ تکلم نمایم بلکہ دراں سی نفر یافتہ شوند او گفت اگر در انجا سی نفر پیدا کنم آں عمل نخواہم نمود دیگر گفت اینک حال آغاز تکلم باآقایم نمودہ ام بلکہ در انجا بست نفر یافتہ شود او گفت کہ بہ سبب بست نفر ہلاک آں نخواہم کرد ودیگر گفت تمنا اینکہ آقایم غضبناک نشود تا آنکہ یکبار دیگر تکلم نمایم بلکہ در انجا دہ نفر پیدا شود او گفت کہ بسبب دہ نفر ہلاک شاں نخواہم کرد وخداوند ہنگامے کہ کلام را با ابراہیم انجام رسانید

وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾	اور اے میری قوم تم عمل کرو اپنی جگہ پر اور بیشک میں عمل کرنے والا ہوں بہت جلد تم جان جاؤ گی ﴿۹۵﴾

بود روانہ شد و ابراہیم بمکان رجعت نمود - کتاب پیدائش باب ۱۸ ورس ۲۲ لغایت ۳۳ +

(۷۹) ولما جاءت رسلنا لوطا - اب یہاں سے حضرت لوط کا قصہ شروع ہوا مگر یہاں اُس قصہ کے اخیر کا بیان ہے شروع قصہ اَور سورتوں میں بیان ہوا ہے - توریت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم اور حضرت لوط جب مصر سے واپس آئے تو علیحدہ علیحدہ ہو گئے حضرت ابراہیم کنعان میں رہے اور حضرت لوط اردن کے میدان میں جو نہایت سرسبز و شاداب و زرخیز خطہ تھا اور جہاں سدوم و عموراہ و ادما و زبوئیم کی بستیاں تھیں چلے گئے +

اُس زمانہ میں اُن تمام ملکوں میں طوائف الملوکی تھی اور آپس میں لڑائیاں ہوتی تھیں ایک لڑائی میں حضرت لوط قید ہو گئے حضرت ابراہیم نے فوج جمع کر کے پانچ بادشاہوں سے مقابلہ کیا اور حضرت لوط کو اور سدوم والوں کو چھڑایا یہ واقعہ عبری توریت کے حساب سے سنہ ۲۰۹۲ دنیوی میں یا سنہ ۱۹۱۲ قبل مسیح کے ہوا تھا +

غرض کہ حضرت لوط سدوم میں رہتے تھے جہاں کے لوگ نہایت بدکار تھے حضرت لوط نے اُن سے کہا کہ مَیں خدا کا رسول ہوں میری اطاعت کرو اور جو بد باتیں اُن میں تھیں اُن کے چھوڑنے کی نصیحت کی +

سورہ شعرا میں خدا فرماتا ہے کہ - جھٹلایا لوط کی قوم نے رسولوں کو جب کہ اُن سے کہا

كذبت قوم لوط المرسلين اذ قال لهم اخوهم لوط الا تتقون انى لكم رسول امين فاتقوا الله واطيعون وما اسئلكم عليه من اجر ان اجرى الا على رب العالمين - اتاتون الذكران من العالمين وتذرون ما خلق لكم ربكم من ازواجكم بل انتم قوم عادون قالوا لئن لم تنته يا لوط لتكونن من المخرجين قال انى لعملكم من القالين رب نجنى واهلى مما يعملون فنجيناه واهله اجمعين الا عجوزا فى الغابرين ثم دمرنا الآخرين وامطرنا عليهم مطرا فساء مطر المنذرين - (۲۶ - الشعراء - ۱۶۰ لغایت ۱۷۳) +	اُن کے بھائی لوط نے کہ کیا تم نہیں ڈرتے بیشک میں تمہارے لئے رسول ہوں امانت مجھے سپرد ہے پھر ڈرو اللہ سے اور میری اطاعت کرو اور مَیں تم سے اُس پر کچھ بدلا نہیں مانگتا میرا بدلا دینا کسی پر نہیں ہے بجز عالموں کے پروردگار پر کیا تم مردوں کے پاس آتے ہو جو دنیا میں ہیں اور چھوڑتے ہو اُس کو جسے پیدا کیا ہے تمہارے لئے تمہارے پروردگار نے تمہاری جوروں میں سے بلکہ تم ایک قوم ہو حد سے بڑھ جانے والی اُنہوں نے کہا کہ اے لوط اگر تو بس کریگا تو بیشک نکالے گیوں میں سے ہوگا - لوط نے کہا کہ بیشک میں تمہارے کام کے دشمنوں میں سے ہوں - اے پروردگار

مجھ کو اور میرے لوگوں کو اُس کام سے جو وہ کرتے ہیں (یعنی اُس کے وبال سے) نجات دے -

مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ وَارْتَقِبُوا إِنِّي مَعَكُمْ رَقِيبٌ ﴿٩٦﴾	کہ کس کے پاس عذاب آویگا کہ اُس کو رسوا کریگا اور وہ کون ہے جھوٹا۔ انتظار کرو بیشک میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں ﴿٩٦﴾

پھر نجات دی ہم نے اُس کو اور اُس کے لوگوں کو بجز ایک ادھیڑ عورت یعنی لوط کی بیوی کے جو پیچھے رہجانے والوں میں سے تھی۔ پھر ہلاک کر دیا ہم نے اَوروں کو اور برسایا ہم نے اُن پر مینہ ایک قسم کا پھر ڈرائے گیوں پر مینہ بُرا ہے +

اسی طرح سورہ نمل میں خدا نے فرمایا ہے کہ ہم نے لوط کو بھیجا جب اُس نے اپنی قوم سے

ولوطا اذ قال لقومه اتاتون الفاحشة وانتم تبصرون، انكم لتاتون الرجال شهوة من دون النساء بل انتم قوم تجهلون فما كان جواب قومه الا ان قالوا اخرجوا ال لوط من قريتكم انهم اناس يتطهرون۔ فانجيناه واهله الا امراته قدرناها من الغابرين وامطرنا عليهم مطرا فساء مطر المنذرين ۔ (۲۷ - نمل - ۵۵ لغایت ۵۹) +

کہا کہ تم بیحیائی کا کام کرتے ہو اور تم دیکھتے ہو کیا تم بُری خواہش سے عورتوں کے سوا مردوں کے پاس آتے ہو بلکہ تم جاہل قوم ہو پھر کچھ نہ تھا اُس کی قوم کا جواب بجز اس کے کہ انہوں نے کہا کہ لوط کے لوگوں کو اپنی بستی سے نکال دو یہ لوگ پاک بننا چاہتے ہیں پھر بچا دیا ہم نے اُس کو اور اُس کے لوگوں کو بجز اُس کی جورو کے ہم نے اُس کے لئے ٹھیرا دیا تھا کہ وہ پیچھے رہتے والوں میں سے ہے اور برسایا ہم نے اُن پر ایک قسم کا مینہ پھر ڈرائے گیوں پر کا مینہ بُرا ہے +

اور سورہ اعراف میں ہے۔ اور بھیجا ہم نے لوط کو جس وقت کہ اُس نے کہا اپنی قوم کو کیا

ولوطا اذ قال لقومه اتاتون الفاحشة ما سبقكم بها من احد من العالمين۔ انكم لتاتون الرجال شهوة من دون النساء بل انتم قوم مسرفون۔ وما كان جواب قومه الا ان قالوا اخرجوهم من قريتكم انهم اناس يتطهرون فانجيناه واهله الا امراته كانت من الغابرين وامطرنا عليهم مطرا فانظر كيف كان عاقبة المجرمين ۔ (۷ - الاعراف - ۷۸ - لغایت ۸۲) +

تم فحش کام کرتے ہو کہ اُس کو تم سے پہلے کسی ایک نے بھی جہان کے لوگوں سے نہیں کیا۔ بیشک تم مردوں کے پاس آتے ہو شہوت رانی کو عورتوں کے سوا ہاں تم ایک قوم ہو حد سے گذری ہوئی اور نہ تھا اُن لوگوں کا جواب بجز اس کے کہ اُنہوں نے کہا نکال دو اُن کو اپنی بستی سے بیشک وہ آدمی ہیں اپنے تئیں پاک بنانے والے۔ پھر نجات دی ہم نے اُس کو اور اُس کے لوگوں کو بجز اُس کی عورت کے کہ وہ تھی پیچھے رہنے والوں میں۔ اور برسایا ہم نے اُن پر برسانا پھر دیکھ کیا ہوا انجام گنہگاروں کا +

اسی طرح سورہ عنکبوت میں خدا نے فرمایا ہے کہ بھیجا ہم نے لوط کو جب کہ اُس نے اپنی قوم

ولوطا اذ قال لقومه انكم لتاتون الفاحشة ما سبقكم بها من احد من العالمين انكم لتاتون الرجال وتقطعون السبيل وتاتون فی

سے کہا کہ البتہ تم بیحیائی کا کام کرتے ہو کہ تم سے پہلے کسی نے دنیا کے لوگوں میں سے نہیں کیا۔ کیا یہ ٹھیک بات ہے

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۷﴾	اور جب آیا ہمارا حکم بچالیا ہم نے شعیب کو اور اُن لوگوں کو جو اُس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے اور پکڑ لیا اُن لوگوں کو جو ظلم کرتے تھے مہیب آواز نے پھر اُنہوں نے صبح کی اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل مرے پڑے ﴿۹۷﴾

تادیکم المنکر فما کان جواب قومہ الا ان قالوا ائتنا بعذاب اللہ ان کنت من الصادقین قال رب انصرنی علی القوم المفسدین۔
(سورہ عنکبوت) ✤

کہ تم مردوں کے پاس آتے ہو اور رستہ لوٹتے ہو اور اپنی مجلسوں میں بُرے کام کرتے ہو۔ پھر اُس کی قوم کا جواب کچھ نہ تھا بجز اس کے کہ اُنہوں نے کہا کہ ہمارے لئے خدا کا عذاب لا اگر تو سچا ہے لوط نے کہا اے پروردگار میری مدد کر ظالم قوم پر ✤

غرض کہ حضرت لوط اُن کو بُری باتوں کے چھوڑنے کی نصیحت کرتے تھے اس عرصہ میں یہ تینوں رسول جو حضرت ابراہیم کے پاس آئے تھے وہاں پہنچے حضرت لوط اُن کے آنے سے کبیدہ خاطر اور اُن کے سبب سے دل تنگ ہوئے اور کہا کہ آج کا دن نہایت سخت ہے ✤

یہی مضمون سورہ عنکبوت میں ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے کہ جب آئے ہمارے رسول لوط

ولما ان جاءت رسلنا لوطا سیئ بھم وضاق بھم ذرعا وقالوا لا تخف ولا تحزن انا منجوک واھلک الا امراتک کانت من الغابرین۔ انا منزلون علی اھل ھذہ القریۃ رجزا من السماء بما کانوا یفسقون ولقد ترکنا منھا ایۃ بینۃ لقوم یعقلون (عنکبوت) ✤

کے پاس تو اُن کے آنے سے کبیدہ خاطر اور اُن کے سبب سے دل تنگ ہوا انہوں نے کہا کہ مت ڈر اور غمگین مت ہو بیشک ہم تجھ کو اور تیرے لوگوں کو بچا دینگے بجز تیری جورو کے کہ وہ پیچھے رہجانے والوں میں سے ہے اور ہم اُتارنے والے ہیں اس بستی کے لوگوں پر عذاب آسمان سے اس لئے کہ وہ بدکاری کرتے ہیں اور بیشک ہم نے چھوڑا اُس بستی کا نشان ظاہر واسطے اُن لوگوں کے جو سمجھتے ہیں ✤

یہی مضمون سورہ حجر میں ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے کہ جب لوط کے لوگوں کے پاس

فلما جاء ال لوط المرسلون قال انکم قوم منکرون قالوا بل جئناک بما کانوا فیہ یمترون واتیناک بالحق وانا لصادقون۔
(سورۃ الحجر) ✤

وہ رسول آئے تو کہا تم انجان لوگ ہو اُنہوں نے کہا کہ ہاں ہم تیرے پاس وہ لائے ہیں جس میں وہ شبہ کرتے تھے اور ہم تیرے پاس سچائی سے آئے ہیں اور بیشک ہم سچے ہیں ✤

اُن تینوں شخصوں یا رسولوں کے آنے کی خبر پاکر حضرت لوط کی قوم کے لوگ دوڑ پڑے یعنی حضرت لوط کا مکان گھیر لیا ✤

كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾	گویا کہ اُس میں بسے ہی نہ تھے۔ہاں دُور ہی ہو (خدا کی رحمت سے) مدین کو جس طرح دور ہی ہوئی ثمود کو ﴿۹۵﴾

یہی مضمون مگر اس سے کسی قدر زیادہ تفصیل کے ساتھ سورہ حجر میں آیا ہے جہاں خدا نے فرمایا

وجاء اهل المدينة يستبشرون قال ان هٰؤلاء ضيفي فلا تفضحون واتقوا الله ولا تخزون قالوا اولم ننهك عن العالمين - قال هٰؤلاء بناتي ان كنتم فاعلين - لعمرك انهم لفي سكرتهم يعمهون - فاخذتهم الصيحة مشرقين فجعلنا عاليها سافلها وامطرنا عليهم حجارة من سجيل ان في ذلك لآيات للمتوسمين -
(سورۃ الحجر)

ہے کہ اُس شہر کے لوگ خوشی کرتے ہوئے آئے (یعنی لوط کے گھر پر اُس کا گھر گھیر کر جو لوگ اُس کے گھر میں آئے تھے اُن کے گرفتار کر لینے کے لئے) حضرت لوط نے کہا کہ یہ لوگ میرے مہمان ہیں پھر اُن کو فضیحت مت کرو اور خدا سے ڈرو اور مجھ کو ذلیل مت کرو۔ اُن لوگوں نے کہا کہ کیا ہم نے تجھ کو منع نہیں کیا تھا دنیا کے لوگوں سے (یعنی دوسرے ملک کے لوگوں سے ملنے اور بلانے اور اپنے ہاں رکھنے سے) لوط نے کہا یہ میری بیٹیاں ہیں اگر تم کچھ کرنا چاہتے ہو (یعنی اگر تم میرے مہمانوں کو پکڑنا چاہتے ہو) قسم ہے تیری زندگی کی کہ بیشک وہ اپنی گمراہی میں اندھے ہو رہے تھے۔ پھر جا لیا اُن کو ہولناک آواز نے سورج نکلتے ہوئے۔ پھر ہم نے اُس شہر کی بلندی کو نیچان میں ڈال دیا۔ اور ہم نے اُن پر آگ میں پکے ہوئے مقدر کئے ہوئے پتھر برسائے۔ بیشک اس میں نشانیاں ہیں عبرت پکڑنے والوں کو *

اور سورہ قمر میں فرمایا ہے کہ جھٹلایا لوط کی قوم نے ڈرانے والوں کو بیشک ہم نے

كذبت قوم لوط بالنذر انا ارسلنا عليهم حاصبا الا آل لوط نجيناهم بسحر نعمة من عندنا كذلك نجزي من شكر ولقد انذرهم بطشتنا فتماروا بالنذر - ولقد راودوه عن ضيفه فطمسنا اعينهم فذوقوا عذابي ونذر - (۲۳-۵۴ - القمر ۳۳ لغایت ۳۹)

بھیجی اُن پر پتھروں کی بوچھاڑ بجز لوط کے لوگوں کے ہم نے اُن کو بچایا صبح کے وقت اپنے پاس سے انعام کر کے اسی طرح ہم بدلا دیتے ہیں اُس کو جو شکر کرتا ہے اور بیشک اُن کو ڈرایا تھا ہمارے عذاب سے پھر اُنہوں نے تکرار کی ڈرانے والوں سے اور بیشک اُنہوں نے دند مچائی اُس کے یعنی لوط کے مہمانوں سے پھر بیکار کر دیں ہم نے اُن کی آنکھیں پھر وہ چکھیں میرے عذاب اور میرے ڈرانے والوں کا اور بے شبہ گھیر لیا اُن کو بہت سویرے جگہ پر قائم رہنے والے عذاب نے پھر چکھیں میرا عذاب اور میرے ڈرانے والوں کا *

سورہ ہود کی اور اُن سورتوں کی جن کا ہم نے ذکر کیا تمام آیتوں پر غور کرنے کے بعد تین امور بحث طلب معلوم ہوتے ہیں *

اول سدوم والوں نے کیوں حضرت لوط کا گھر گھیرا اور مہمانوں کو پکڑنا چاہا *

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ (۹۹)	اور بیشک ہم نے بھیجا موسےٰ کو اپنی نشانیوں اور کھلی ہوئی دلیلوں کے ساتھ فرعون کے اور اُس کے درباریوں کے پاس پھر اُنہوں نے (یعنی درباریوں نے) فرعون کے حکم کی پیروی کی اور فرعون کا حکم اچھا نہ تھا (۹۹)

دوم - ھولاء بناتی ان کنتم فاعلین سے کیا مطلب ہے *

سوم - جو عذاب نازل ہوُا وہ کیا تھا اور کیونکر تھا اور سورہ قمر میں جو فطمسنا اعینہم ہے اُس کا کیا مطلب ہے *

امر اول کی نسبت علماے مفسرین کا یہ خیال ہے کہ وہ رسول جن کو اُنہوں نے فرشتے قرار دیا ہے نہایت خوبصورت امرد بنکر آئے تھے اور جب وہ حضرت لوط کے گھر میں آئے تو اُن کی بیوی نے لوگوں سے جا کر کہدیا کہ ہمارے گھر میں ایسے خوبصورت لوگ آئے ہیں کہ اُن سے زیادہ خوبصورت دیکھنے میں نہیں آئے اُن سے زیادہ اچھے کپڑے پہنے کوئی نہیں ہے اور نہ زیادہ خوشبو والا ہے - یہ سُن کر لوط کی قوم اُن پر دوڑ پڑی اور خدا کے اس کلام سے کہ وہ بدکاری کیا کرتے تھے ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کا دوڑ پڑنا بدکاری کے لئے تھا *

انہم کانوا شبابا مردا احسان الوجوہ فخاف ان یھجم قومہ علیہ بسبب طلبہم (تفسیر کبیر سورۃ الحجر) *
فلما دخلت الملائکۃ دار لوط علیہ السلام مضت امرأتہ عجوز السوء فقالت لقومہ دخل دارنا قوم ما رایت احسن وجوھا ولا انظف ثیابا ولا اطیب رائحۃ منہم فجاء قومہ یھرعون الیہ ای یسرعون وبین تعالیٰ ان اسراعہم ربما کان بطلب الخبیث بقولہ ومن قبل کانوا یعملون السیأت -
(تفسیر کبیر سورۃ ھود)

مگر میرے نزدیک یہ تفسیر صحیح نہیں ہے اور نہ اس تفسیر کی بنیاد کسی معتبر روایت پر ہے بلکہ صرف بیہودہ روایت پر مبنی ہے - خدا کے اس کلام پر کہ " ومن قبل یعملون السیأت " وہی ایک عمل خاص مراد لینا بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ لوگ بہت سے اور بھی گناہ کرتے تھے لوٹ مار کرتے تھے اپنی مجلسوں میں خراب کام کرتے تھے جیسا کہ سورہ عنکبوت میں بیان ہوُا ہے پس " ومن قبل یعملون السیأت " کے عام معنی ہو سکتے ہیں کہ حضرت لوط کا گھر گھیر لینا اور شورہ پشتی کرنا اُن سے کوئی عجیب بات نہیں تھی کیونکہ وہ پہلے ہی شریر و بدذات و برے کام کرنے والے تھے *

اس باب میں ہم کو قیاسات و ظنیات پر گھر گھیر لینے کا سبب بیان کرنا ضرور نہیں ہے کیونکہ خود قرآن مجید میں اُس کی تصریح موجود ہے سورۃ الحجر میں خدا نے فرمایا ہے کہ جب اُس شہر کے لوگ خوشی خوشی دوڑے آئے تو لوط نے

وجاء اھل المدینۃ یستبشرون قال ان ھولاء ضیفی فلا تفضحون واتقوا اللہ ولا تخزون قالوا اولم ننھک عن العالمین -
(سورۃ الحجر) *

يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۱۰۰﴾	آگے چلیگا فرعون اپنی قوم کے قیامت کے دن پھر لا ڈالیگا اُن کو آگ میں اور بُری جگہ اُن کو لاکر ڈالا گیا ﴿۱۰۰﴾

کہا کہ یہ میرے مہمان ہیں ان کو فضیحت مت کرو تو شہر کے لوگوں نے کہا کہ کیا ہم نے تجھ کو منع نہیں کیا تھا دنیا کے لوگوں سے ❖

جس زمانہ میں حضرت لوط سدوم میں جا کر رہے ہیں اُس زمانہ میں طوائف الملوکی تھی - چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کا حاکم یا بادشاہ جدا جدا تھا سدوم کی بھی ایک چھوٹی سی سلطنت جُدا تھی صاف صاف قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت لوط وہاں جا کر رہے تو وہاں کے لوگوں نے منع کر دیا تھا کہ تم اور لوگوں سے راہ و رسم و آمیزش نہ رکھنا پس جب کہ یہ اجنبی شخص حضرت لوط کے گھر میں آئے اُن لوگوں نے آکر گھر گھیر لیا کہ یہ اجنبی شخص کون ہیں اور اُن کا گرفتار کر لینا چاہا حضرت لوط نے کہا کہ یہ میرے مہمان ہیں ان کو مت پکڑو - مفسرین کی عادت یہودیوں کی تقلید کرنے کی ہو گئی ہے انہوں نے قرآن مجید کے الفاظ اولم ننہک عن العالمین پر خیال نہیں کیا اور جو کچھ یہودیوں کی روایتوں میں تھا اُسی کو قرآن مجید کی تفسیر میں لکھ دیا ❖

دوسرے امر کو بھی مفسرین نے اپنے خیال کے موید سمجھا ہے وہ خیال کرتے ہیں کہ حضرت لوط نے کہا کہ جس بدخیال سے تم میرے مہمانوں کو لینا چاہتے ہو اُن کے بدلے میں میری بیٹیاں لے لو اور جو کرنا چاہتے ہو اُن کے ساتھ کرو - پھر مفسرین کو اس تفسیر کے قرار دینے کے بعد مشکل پیش آئی بعضوں نے کہا کہ بناتی سے مراد حضرت لوط کی اصلی بیٹیاں ہیں اُس پر یہ مشکل پیش ہوئی کہ وہ کیونکر اُن کو ایسا کام کرنے کے لئے دیتے تھے اُس پر یہ قرار دیا کہ مطلب یہ تھا کہ بعد نکاح کے اُن کے ساتھ جو چاہو کرو - بعضوں نے کہا کہ بناتی سے لوط کی امت کی بیٹیاں مراد ہیں کیونکہ پیغمبر بمنزلہ باپ کے ہے اور اُس کی امت کی عورتیں بمنزلہ اُس کی بیٹیوں کے ہیں ❖

مگر یہ تفسیر محض غلط ہے جس کی بنا توریت کی متزلزل روایتوں پر مبنی ہے حالانکہ خود توریت سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس میں غلطی ہے - غالباً یہ بات صحیح ہے کہ حضرت لوط کی دو بیٹیاں تھیں توریت میں بھی مذکور ہے کہ حضرت لوط نے اُن لوگوں سے جنہوں نے گھر گھیر لیا تھا یہ کہا کہ - حال اینک مرا دو دختر ہست کہ مردے را ندانستہ اند تنہا اینکہ ایشاں را بہ شما بیروں آورم و با ایشاں آنچہ در نظر شما پسند است بکنید (کتاب پیدائش باب ۱۹ ورس ۸) ❖

حالانکہ توریت ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت لوط کی بیٹیوں کی شادی ہو چکی تھی اور اُن کے شوہر موجود تھے چنانچہ توریت میں اسی قصہ کے بیان میں لکھا ہے کہ - پس لوط بیروں

ترجمہ	آیت
اُن کے پیچھے لگائی گئی لعنت اس دنیا میں اور قیامت کے دن ہیں بُرے عطیہ پر بُرا عطیہ دیا گیا یعنی لعنت پر لعنت ﴿۱۰۱﴾	ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ ﴿۱۰۱﴾

رفتہ و بہ داماد ہائش کہ دختر انش را بنکاح آوردہ بودند متکلم شدہ گفت (کتاب پیدایش باب ۱۹ ورس ۱۴) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جن عورتوں کو حضرت لوط نے بیٹیاں کہا وہ اُن کی صلبی بیٹیاں نہ تھیں ✣

بنت اور بنوث کا لفظ عبری زبان میں عام عورتوں پر بولا جاتا ہے جیسا کہ کتاب امثال سلیمان باب ۳۱ ورس ۲۹ میں استعمال ہوا ہے۔ پس توریت میں جو لفظ بنوث اور قرآن مجید میں لفظ بناتی آیا ہے اُس سے ایسی عورتیں مراد ہیں جو حضرت لوط کے ہاں کسی تعلق سے موجود تھیں اور کیا عجب ہے کہ لونڈیاں ہوں کیونکہ حضرت ابراہیم اور حضرت لوط جب مصر سے واپس آئے ہیں تو متمول اور مالک مویشی و صاحب لونڈی و غلام کے تھے ✣

اس بات کی تردید کہ حضرت لوط نے اُن لوگوں سے جنھوں نے اُن کا گھر گھیر لیا تھا یہ کہا تھا کہ جس بدخیال سے تم میرے مہمانوں کو پکڑنا چاہتے ہو اُس کے بدلے میری بیٹیاں لیلو اور ان کے ساتھ جو چاہو سو کرو خود قرآن مجید سے ثابت ہوتی ہے ✣

اول یہ کہ قرآن مجید سے پایا جاتا ہے کہ قوم لوط عورتوں کے ساتھ بھی اُسی قسم کی بدفعلی کرتی تھی جیسے کہ امردوں کے ساتھ کرتی تھی قرآن مجید میں آیا ہے کہ وہ لوگ مردوں کے پاس یعنی لونڈوں کے پاس جاتے تھے اور جوروؤں میں بھی جو طریقہ کہ اُن کے لئے خدا نے پیدا کیا ہے اُس کو بھی چھوڑ دیا تھا یعنی خلاف فطرت انسانی اپنی جوروؤں کے ساتھ بھی بدفعلی کرتے تھے۔ پس کیا حضرت لوط اُن عورتوں کو خواہ وہ اُن کی بیٹیاں ہوں یا اور کوئی اس لئے اُن کو حوالہ کرتے تھے کہ جس طرح وہ امردوں کے ساتھ بدفعلی کرتے ہیں اُس کے بدلے اُن کے ساتھ بدفعلی کریں نعوذ باللہ حاشا و کلا ✣

اتاتون الذکران من العالمین و تذرون ماخلق لکم ربکم من ازواجکم بل انتم قوم عادون۔ (سورۂ شعرا)

دوسری یہ کہ جب حضرت لوط نے کہا کہ یہ میری اچھی بیٹیاں تمہارے لئے ہیں اُن کو ماخوذ کرلو اور میرے مہمانوں کو ذلیل مت کرو تو اُن لوگوں نے کہا کہ تو واقف ہے کہ ہم کو تیری بیٹیوں میں یعنی اُن کے گرفتار کرنے کا کوئی حق نہیں ہے اور تو جانتا ہے جو ہم چاہتے ہیں یعنی اُن اجنبی آدمیوں کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کہنا کہ ہم کو تیری بیٹیوں میں حق نہیں ہے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ

لقد علمت مالنا فی بناتک من حق وانک لتعلم ما نرید۔ (سورۂ ھود) ✣

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ
اَمْرُ رَبِّكَ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴿۱۰۳﴾
وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى
وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ
شَدِيْدٌ ﴿۱۰۴﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً
لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ
ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ
يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۵﴾

اور ہم نے اُن پر ظلم نہیں کیا ولیکن اُنہوں نے آپ اپنے
پر ظلم کیا پھر اُن کے کچھ کام نہ آئے اُن کے معبود جن کو وہ
پکارتے تھے اللہ کے سوا۔ کچھ بھی نہیں جبکہ آیا حکم تیرے
پروردگار کا اور کچھ زیادہ نہ کیا اُنہوں نے بجز ہلاکت
کے ﴿۱۰۳﴾ اور اسی طرح تیرے پروردگار کا پکڑنا ہے جب کہ
وہ پکڑتا ہے بستیوں کو اور وہ ظالم ہوتی ہیں بیشک اُس کا
پکڑنا سخت دکھ دینے والا ہے ﴿۱۰۴﴾ بیشک اس میں
نشانی ہے اُس کے لئے جو ڈرتا ہے آخرت کے عذاب سے
یہ ایک دن ہے کہ جمع کئے جاوینگے اُس میں آدمی اور
یہ دن ہے سب کے حاضر کئے جانے کا ﴿۱۰۵﴾

اُن لوگوں میں حق ہے یعنی اُن کے گرفتار کرنے کا حق ہے۔ پس اگر وہ حق اُن کے ساتھ بدکاری
کا سمجھا جاوے تو کیسی غلطی ہے بلکہ وہ حق صرف یہ تھا کہ جو اجنبی لوگ اُن کے شہر میں آکر حضرت
لوط کے گھر میں چھپے تھے اُن کو گرفتار کرلیں پس قرآن مجید سے جو امر ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ
حضرت لوط اُن عورتوں کو بطور اُول یا ضمانت کے اُن لوگوں کو حوالہ کرنا چاہتے تھے اور یہ
درخواست کرتے تھے کہ اُن کے مہمانوں کو گرفتار کر کے ذلیل نہ کریں ✢

اس بیان پر یہ سوال ہوسکتا ہے کہ اگر صرف بطور اُول یعنی بطور ضمانت عورتوں کو سپرد
کرنا منظور تھا تو "ھن اطھر لکم" یعنی وہ پاکیزہ تر ہیں تمہارے لئے کیوں فرمایا ✢

مگر یہ فرمانا اُس بدخیال کا جو مفسرین نے قرار دیا ہے ثبوت نہیں ہوسکتا اور نہ اُس مدعا کے
برخلاف ہے جو ہم نے بیان کیا ہے ✢

اوّل سورۃ الحجر میں ھن اطھر لکم۔ کے الفاظ نہیں ہیں۔ اُس میں صرف یہ لفظ ہیں
کہ۔ ھؤلاء بناتی ان کنتم فاعلین ✢

دوسرے یہ کہ۔ ھن اطھر لکم۔ کے ہونے سے سورۃ الحجر کی آیت کے مطلب پر
کچھ زیادتی اور سورۃ الحجر کی آیت میں اُن لفظوں کے نہ ہونے سے سورہ ہود کی آیت کے مطلب
سے کچھ کمی لازم نہیں آتی ھن اطھر کی دو قرأتیں ہیں مشہور قرأت میں اطھر کی رے کا
پیش ہے اور دوسری قرأت میں اطھر کی رے کا زبر ہے یعنی نصب ہے جن لوگوں نے
رے کا زبر پڑھا ہے وہ اس کو حال قرار دیتے ہیں اور از روے قواعد نحوی کے اُس کی دو
ترکیبیں قرار دیتے ہیں ایک صورت میں لفظ ھن حال اور ذوالحال میں فصل واقع ہوتا ہے اور

وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۶﴾ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّ سَعِيْدٌ ﴿۱۰۷﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ﴿۱۰۸﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۹﴾	اور ہم اُس کو ڈھیل میں نہیں ڈالتے مگر ایک وقت شمار کئے گئے یعنی وقت معین تک ﴿۱۰۶﴾ جس دن کہ آویگا کوئی شخص نہ بولیگا مگر خدا کے حکم سے پھر کچھ اُن میں بدبخت ہونگے اور کچھ نیک بخت ﴿۱۰۷﴾ پھر جو بدبخت ہوئے تو وہ آگ میں ہونگے اُن کے اُس میں ہیسنا ہے اور ڈھیچنا ہے ﴿۱۰۸﴾ ہمیشہ رہینگے جب تک ہیں آسمان زمین (یعنی ہمیشہ ہمیش) مگر جب کہ چاہے تیرا پروردگا بیشک تیرا پروردگار کرتا ہے جو چاہتا ہے ﴿۱۰۹﴾

اُس کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ اور دوسری صورت میں ھن فصل واقع نہیں ہوتا اور اُس پر کوئی اعتراض نحوی بھی وارد نہیں ہوتا صرف اتنی بات ہے کہ اطھر کی ر ے کو منصوب پڑھنا مشہور قرات کے برخلاف ہے چنانچہ اس کی بحث تفسیر کبیر و تفسیر کشاف میں مندرج ہے ہم دونوں تفسیروں کی عبارت نقل کرتے ہیں جس دوسری ترکیب نحوی کا ہم نے ذکر کیا ہے وہ تفسیر کشاف میں مذکور ہے +

تفسیر کبیر کی عبارت حاشیہ پر ثبت ہے اُس میں لکھا ہے کہ عبدالملک بن مروان اور حسن اور عیسےٰ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ اُن لوگوں نے ھن اطھر لکم فتح کے ساتھ پڑھا ہے حال کی بنا پر جیسا کہ ہم نے خدا کے اس قول میں ذکر کیا ہے وھذا بعلی شیخا مگر یہ کہ اکثر نحویوں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ یہ غلطی ہے اور کہا ہے کہ اگر ھولاء بناتی ھن اطھر فتحہ کے ساتھ پڑھا جاوے تو خدا کے اس قول کے مشابہ ہوگا وھذا بعلی شیخا مگر یہ کہ ھن کا لفظ بیچ میں آگیا ہے اور یہ امر اس بات کو روکتا ہے کہ اطھر کو فتحہ سے پڑھا جاوے اس بحث کو لوگوں نے بہت بڑھایا ہے +

> روی عن عبد الملك بن مروان والحسن وعیسیٰ بن عمر انہم قرؤا ھن اطھر لکم بالنصب علی الحال کما ذکرنا فی قولہ تعالیٰ وھذا بعلی شیخا الا ان اکثر النحویین اتفقوا انہ خطاء قالوا لو قریٔ ھولاء بناتی ھن اطھر (بالفتح) کان ھذا نظیر قولہ وھذا بعلی شیخا الا ان کلمۃ ھن قد وقعت فی البین وذلك یمنع من جعل اطھر (بالفتح) حالا وطولوا فیہ (تفسیر کبیر) +

تفسیر کشاف کی عبارت حاشیہ پر ثبت ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ابن مروان نے ھن اطھر لکم کو نصب کے ساتھ پڑھا ہے سیبویہ نے اس کو ضعیف لکھا ہے اور کہا ہے کہ ابن مروان اپنی غلطی میں جکڑ گیا۔ اور عمرو بن علاء

> قرأ ابن مروان ھن اطھر لکم بالنصب وضعفہ سیبویہ وقال احتبیٰ ابن مروان فی لحنہ وعن ابی عمرو بن العلاء من قرأ ھن اطھر (بالفتح) فقد تربع فی لحنہ وذلك لان انتصابہ علی ان یجعل حالا قد عمل

وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَاشَآءَ رَبُّكَ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۱۰﴾ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰۤؤُلَآءِ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۱۱﴾	اور جو لوگ نیک بخت ہوئے تو وہ جنت میں ہونگے ہمیشہ رہینگے اُس میں جب تک ہیں آسمان و زمین (یعنی ہمیشا ہیش) مگر جب کہ چاہے تیرا پروردگار بطور بخشش کے جو منقطع نہیں ﴿۱۱۰﴾ پھر تو تردد میں مت ہو اُس سے کہ یہ لوگ پرستش کرتے ہیں۔ وہ پرستش نہیں کرتے مگر اُسی طرح جس طرح کہ پرستش کرتے تھے اُن کے باپ دادا پہلے سے اور بیشک و شبہ ہم پورا دینگے اُن کو اُن کا حصہ بغیر گھٹائے ہوئے کے ﴿۱۱۱﴾

فیہا مانی ہولاء من معنی الفعل کقولہ ھذا بعلی شیخا او ینصب ہولاء بفعل مضمر کانہ قیل خذ وا ہولاء و بناتی بدل و یعمل ھذا المضمر فی الحال و ھن فصل و ھذا لا یجوز لان الفصل مختص بالوقوع بین جزی الجملۃ ولا یقع بین الحال و ذی الحال و قد خرج لہ وجہ لا یکون ھن فیہ فصلا و ذالک ان یکون ہولاء مبتداء و بناتی ھن جملۃ فی موضع خبر المبتداء کقولک ھذا اخی ھو و یکون اطہر حالا۔

(تفسیر کشاف)

ہے کہ جس شخص نے ہن اطہر کو فتحہ کے ساتھ پڑھا وہ اپنی غلطی میں چار زانو ہو کر بیٹھا۔ اور یہ اس لئے کہ اُس کا فتحہ پڑھنا اس بنا پر ہوگا کہ حال قرار دیا جاے اور اس کا عامل معنی فعلیہ ہو جو ہولاء میں موجود ہے جیسے کہ خدا کے اس قول میں ھذا بعلی شیخا یا یہ کہ ہولاء کو فتحہ دیا جاوے فعل مضمر سے گویا یوں کہا گیا ہے خذوا ہولاء اور بناتی بدل ہو۔ اور یہ مضمر حال میں عمل کرے ھن بیچ میں فصل واقع ہوا ہے لیکن یہ جائز نہیں کیونکہ فصل صرف جملہ کی دو خبروں میں واقع ہوتا ہے حال ذوالحال میں فصل نہیں واقع ہوتا ہے۔ مگر اس کی ایک اور وجہ نکالی گئی ہے جس میں ھن و فصل ماننا نہیں پڑتا وہ یہ کہ ہولاء مبتدا ہو اور بناتی ھن پورا جملہ موضع خبر میں ہے جیسے کہ تیرا قول ھذا اخی ہو۔ اور اطہر حال قرار دیا جاوے (تفسیر کشاف)

غرض کہ اس میں کچھ کلام نہیں ہے کہ چند علماے مفسرین و نحویین نے ھن اطہر کو حال قرار دیا ہے میں بھی اُس کا حال ہونا تسلیم کرتا ہوں اور ہمیشہ قرأت مشہورہ کا اختیار کرنا پسند کرتا ہوں اس لئے اطہر کو مضموم پڑھتا ہوں اور باایں ہمہ حال ذوالحال قرار دیتا ہوں۔

جملہ حالیہ پر سے واو حالیہ کا حذف کر دینا جائز ہے پس تقدیر کلام کی یہ ہے۔ کہ ہولاء بناتی وھن اطہر لکم۔ یعنی یہ میری بیٹیاں ہیں (اور) وہ پاکیزہ ہیں تمہارے لئے بتدا و خبر کے درمیان میں جملہ معترضہ حالیہ واقع ہوا ہے اور یہ جائز ہے پوری ترتیب یوں ہے۔ ہولاء بناتی لکم وھن اطہر۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۲﴾	اور بیشک ہم نے دی موسے کو کتاب (یعنی توریت) پھر اختلاف کیا گیا اُس میں اور اگر نہ ہوچکا ہوتا حکم پہلے سے تیرے پروردگار کا تو البتہ فیصلہ کردیا جاتا اُن میں اور بیشک وہ اُس سے بڑے شک میں ہیں شبہ کرنے والے ﴿۱۱۲﴾

الفیہ ابن مالک میں لکھا ہے کہ جملہ حالیہ جب کہ فعل مضارع مثبت نہ ہو تو آتا ہے صرف واو کے ساتھ یا صرف ضمیر کے ساتھ یا دونوں کے اور اُس کا شعر یہ ہے :-

وجملۃ الحال سوے ماقدما بواو او بمضمر او بهما

اور غایۃ التحقیق شرح کافیہ میں اُس کی یہ مثال دی ہے - کلمتہ فوہ الی فی تقدیر کلام کی یہ ہے کلمتہ وفوہ الی فی مگر واو کو محذوف کردیا ہے ✣

پس جب کہ حضرت لوط اُن عورتوں کو بطور اول یعنی ضمانت کے اُن لوگوں کو سپرد کرنا چاہتے تھے تو اُن کی عظمت ظاہر کرنے کو اُنہوں نے کہا کہ هن اطهر - نہ اس مقصد سے جس کا خیال مفسروں نے یہودیوں کی روایتوں کی تقلید سے کیا ہے ✣

قرآن مجید میں متعدد ایسے قصے بیان ہوئے ہیں جو توریت میں بھی مذکور ہیں مگر اُن قصوں کو قرآن مجید میں اس طرح بیان کیا ہے جس سے وہ غلطیاں جو توریت میں اُن قصوں کی نسبت ہیں دور ہوجاتی ہیں پس اُن قصوں کی تفسیر میں ہر جگہ توریت کی اور یہودیوں کی روایتوں کی تقلید کرنا صریح غلطی ہے بلکہ سب سے مقدم قرآن مجید کے لفظوں پر غور کرنا چاہیے کہ اُن سے کیا مطلب حاصل ہوتا ہے اگر وہی مطلب حاصل ہو جو توریت میں ہے تو توریت یا یہودیوں کی روایت کو اُس کی تفسیر میں بیان کرنا کچھ مضائقہ نہیں ہے مگر قرآن مجید کے الفاظ کو خواہ نخواہ توریت یا یہودیوں کی روایتوں کے مطابق پھیر پھار کر لانا صریح غلطی ہے ✣

تیسرا امر جو عذاب نازل ہونے سے متعلق ہے قدرتی قانون پر مبنی ہے - اور جس طرح خدا تعالےٰ اُن تمام واقعات کو جو قانون قدرت کے مطابق ہوتے ہیں انسانوں کے گناہوں کی طرف نسبت کیا کرتا ہے اور جس کی وجہ ہم اپنی تفسیر میں بتا چکے ہیں - اسی طرح اس قدرتی واقعہ کو بھی سدوم کے لوگوں کے گناہوں سے منسوب کیا ہے ✣

مفسرین نے جو لغو و بیہودہ باتیں اپنی تفسیروں میں لکھی ہیں کہ حضرت جبریل اُس قطعۂ زمین کو اپنے پروں پر اُٹھا کر آسمان تک لے گئے اور پہلے آسمان کے اس قدر قریب پہنچے کہ آسمان کے فرشتوں نے کتوں کے بھونکنے اور مرغوں کے اذان دینے کی آواز سنی یہ سب محض غلط اور

اور بیشک ہر ایک اُن دونوں میں کا جس وقت کہ (جاتی) پورا دیگا تیرا پروردگار اُن کے عملوں کا (بدلا) بیشک وہ اس سے جو تم کرتے ہو خبردار ہے (۱۱۳)	وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ۭ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (۱۱۳)

موضوع کہانیاں ہیں جن کی مذہب اسلام میں کچھ بھی اصلیت نہیں ہے +

سدوم و عموراہ و ادما و زبوئیم یہ چار شہر اور بقول استربیو کے چار یا اور نو اور کل تیرہ شہر اُس مقام پر واقع تھے جہاں اب ڈڈ سی یعنی سمندر مردہ جس کو عربی جغرافیہ دان بحر لوط کہتے ہیں واقع ہے۔ تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ بحر لوط کے گرد جو ملک کی حالت ہے اس سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ آتش خیز پہاڑوں کے لاوہ کے نشان اب بھی پائے جاتے ہیں اور اب بھی زلزلے کثرت سے آتے ہیں +

علاوہ اس کے سدوم کی گھاٹی میں نفطہ کی کان تھی اور جا بجا نفطہ کے بہت بڑے بڑے غار تھے اور اسی وجہ سے اس شہر کا نام سدوم رکھا گیا تھا۔ توریت کتاب پیدایش باب ۱۴ ورس ۱۰ میں لکھا ہے کہ "سدوم از چاہ ہائے گل چرب پر بود" گل چرب جس کو لکھا ہے وہی نفطہ کا مادہ ہے جو پانی پر آجاتا تھا اور مٹی میں بھی ملا ہوا ہوتا تھا۔ اور یہ آتش گیر مادہ ہے جس میں حرارت سے دُھواں اُٹھتا ہے اور کبھی کبھی زیادہ حرارت سے بھڑک جاتا ہے +

جغرافیہ کے محققوں نے لکھا ہے کہ، اکثر اب بھی دیکھا جاتا ہے کہ ڈڈ سی یعنی بحر لوط سے دھوئیں کے بادل اُٹھتے ہیں اور اُس کے کنارہ پر نئے سوراخ پائے جاتے ہیں۔ آج تک بحر لوط میں ایک قسم کا مادہ جس کو انگریزی میں اسفالٹس کہتے ہیں اور نفطہ کی ایک قسم ہے پانی کے اوپر آجاتا ہے +

غرضکہ اس میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ جہاں سدوم و عموراہ وغیرہ شہر آباد تھے وہاں آتشیں پہاڑ تھے اور نفطہ یا گندھک کی کانیں کثرت سے تھیں۔ آتشیں پہاڑ کے پھٹنے اور نفطہ یا گندھک کے مادہ میں آگ لگ جانے سے وہ تمام شہر غارت ہوئے اور زمین کی وہ موٹی تہ جو نفطہ کے مادہ سے بنی ہوئی تھی پھٹ گئی اور جل گئی اور تمام قطعہ زمین کا دھنس گیا اور پانی جو اُس تہ کے نیچے تھا اوپر آگیا اور ایک بہت بڑی جھیل پیدا ہوگئی جو اب ڈڈ سی یا بحر لوط کے نام سے مشہور ہے اور دنیا میں عجائبات سے ہے +

قرآن مجید سے اس حادثہ کا واقع ہونا اس طرح پر معلوم ہوتا ہے کہ غالباً اُس شام کو جب کہ قوم لوط نے جا کر حضرت لوط کا گھر گھیرا وہ آتش خیز پہاڑ اور نفطہ یا گندھک کی کانیں جلنی شروع ہوئیں اور کچھ شبہ نہیں ہو سکتا کہ اُن کا دھواں تمام شہر میں گھُٹ گیا ہوگا اور قوم لوط جو حضرت

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ
مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا
اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
بَصِيْرٌ ﴿۱۱۴﴾ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ
ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ
لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ
طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ
الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ
ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَاصْبِرْ فَاِنَّ
اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۷﴾ فَلَوْلَا
كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا
بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ
اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ وَاتَّبَعَ
الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَ
كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ وَمَا كَانَ
رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا
مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۹﴾

پھر تو مستقیم رہ جس طرح کہ تجھ کو حکم کیا گیا ہے اور وہ
لوگ جنہوں نے توبہ کی ہے تیرے ساتھ اور حد سے
آگے مت بڑھو بیشک وہ اُس کو جو تم کرتے ہو
دیکھنے والا ہے ﴿۱۱۴﴾ اور مت جھکو اُن کی طرف
جو ظلم کرتے ہیں کہ پھر چھوئے تم کو آگ اور نہیں ہے
تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی دوست پھر تم کو مدد
نہیں دیجاویگی ﴿۱۱۵﴾ اور قایم کر نماز دن کے دو نوں طرفوں
میں یعنی نماز فجر و نماز مغرب اور کچھ رات گئے یعنی نماز عشا
بیشک نیکیاں بُرائیوں کو لے جاتی ہیں یہ ایک
نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو ﴿۱۱۶﴾ صبر کر بیشک اللہ
نہیں ضائع کرتا اجر نیک کام کرنے والوں کا ﴿۱۱۷﴾ پھر کیوں
نہ ہوئے جو اگلی وقتوں میں تجھ سے پہلے تھے سمجھ والے
کہ منع کرتے فساد کرنے سے زمین میں بجز تھوڑے
لوگوں کے جن کو ہم نے اُن میں سے نجات دی اور جو
لوگ ظالم تھے اُنہوں نے پیروی کی اُس کی جس میں
اُن کو آسودگی تھی (دنیا میں) اور وہ تھے گنہگار ﴿۱۱۸﴾
اور نہیں ہے تیرا پروردگار کہ ہلاک کرے بستیوں کو ظلم
سے اور اُس کے لوگ نیک کام کرنیوالے ہوں ﴿۱۱۹﴾

لوط کا گھر گھیرے ہوئے تھی شہر میں دھواں گھُٹ جانے کے سبب کامیاب نہ ہو سکی اندھیری
کے سبب اُن کو کچھ نہ دکھلائی دیتا ہوگا اور دھوئیں کے سبب اُن کی آنکھیں بیکار ہو گئی ہونگی
جس کی نسبت خدا تعالیٰ نے سورہ قمر میں فرمایا ہے کہ　ولقد راودوہ عن ضیفہ فطمسنا
اعینہم ۔ (سورۂ قمر) ✤　بیشک اُنہوں نے ڈھنڈھیائی لوط کے مہمانوں سے پھر
بیکار کردیں ہم نے اُن کی آنکھیں ✤

مفسرین نے فطمسنا اعینہم کے معنی لکھے ہیں کہ اُن کو اندھا کردیا اور یہ امر قرار دیا
ہے کہ اُن فرشتوں نے جو حضرت لوط کے ہاں آئے ہوئے تھے بطور اعجاز کے اُن کو
اندھا کردیا اور اُن کو حضرت لوط کے مکان کا دروازہ جس کو وہ توڑ کر اندر جانا چاہتے تھے
نہیں ملا ✤

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ إِلَّا مَنْ رَحِمَ رَبُّكَ وَلِذَٰلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١٢٠﴾ وَكُلًّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ وَجَاءَكَ فِي هَٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿١٢١﴾ وَقُلْ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنَّا عَامِلُونَ وَانْتَظِرُوا إِنَّا مُنْتَظِرُونَ ﴿١٢٢﴾

اور اگر چاہے تیرا پروردگار تو کردے تمام لوگوں کو ایک گروہ (یعنی ایک ملت پر) ولیکن وہ ہمیشہ رہینگے اختلاف کرنے والے مگر جس پر کہ رحم کیا تیرے پروردگار نے اور اُسی کے لئے اُن کو پیدا کیا ہے اور پورا ہوا حکم تیرے پروردگار کا کہ البتہ میں بھردونگا جہنم کو جنوں سے اور آدمیوں سے سب سے ﴿١٢٠﴾ اور اُس ہر ایک چیز کو ہم تجھ پر بیان کرتے ہیں پیغمبروں کی خبروں میں سے جس سے مستقل کرتے ہیں ہم تیرے دل کو اور آئی ہے تیرے پاس اس میں (یعنی اس سورۃ میں) سچی بات اور نصیحت اور نصیحت واسطے مسلمانوں کے ﴿١٢١﴾ اور کہدے اُن لوگوں کو جو ایمان نہیں لاتے عمل کرو اپنے طور پر اور بیشک ہم بھی عمل کرنے والے ہیں اور انتظار کرو بیشک ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں ﴿١٢٢﴾

لیکن جو روایت کہ انہوں نے بیان کی ہے اُس کی کوئی معتبر سند نہیں ہے اور نہ اعجاز کی کچھ حاجت ہے جب کہ آتشیں پہاڑوں کا اور زمین کی گندھک و نقطہ بین آتش پیدا ہوئی اُس کے دھوئیں کے گھٹ جانے سے اُن کی آنکھیں بیکار ہوگئیں اور دکھائی دینے سے رہگیا اُسی کی نسبت خدا نے فرمایا کہ ۔ فطمسنا اعینہم +

یہ حال دیکھ کر اُن تینوں شخصوں نے جو حضرت لوط کے ہاں آئے ہوئے تھے سمجھا کہ آتش فشانی زیادہ ہونے والی ہے اور حضرت لوط کو صلاح دی کہ یہاں سے بھاگ چلو چنانچہ سورہ ہود میں آیا ہے کہ اُن لوگوں نے کہا اے لوط ہم تیرے خدا کے بھیجے ہیں سو تو اپنی اہل کو لیکر رات کے حصہ میں نکلجا اور تم میں سے کوئی مڑ کر نہ دیکھے مگر تیری بیوی کہ اُس کو بھی وہی پہنچنے والا ہے جو اوروں کو پہنچا ہے ۔ بے شبہ اُن کا وعدہ صبح کا وقت ہے کیا صبح قریب نہیں +

قالوا یا لوط انا رسل ربك لن یصلوا الیك فاسر باهلك بقطع من اللیل و لا یلتفت منكم احد الا امراتك انه مصیبها ما اصابهم ان موعدهم الصبح الیس الصبح بقریب (سورۃ ہود) +

اور سورہ حجر میں یہ ہے کہ اپنے اہل کو لیکر نکلجا اور اُن کے پیچھے چلا جا اور تم میں سے کوئی مڑ کر نہ دیکھے اور چلے جاؤ جہاں تم کو حکم دیا جاتا ہے

فاسر باهلك بقطع من اللیل واتبع

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾	اور اللہ ہی کے لئے ہیں تمام چھپی ہوئی باتیں آسمانوں کی اور زمین کی اور اسی کی طرف پھیرا جاتا ہے کام سب کا سب پھر عبادت کر اُس کی اور بھروسہ کرو اُس پر اور نہیں ہے تمہارا پروردگار بے خبر اُس چیز سے جو تم کرتے ہو ﴿۱۲۳﴾

ادبارھم ولا یلتفت منکم احد وامضوا حیث تومرون۔ وقضینا الیہ ذلک الامران دابر ھولاء مقطوع مصبحین۔ (سورۂ حجر) +

ہم نے اُس کی طرف یہ طے کر دیا کہ اُن کا پیچھا صبح کے وقت کٹ جائیگا +

ولا یلتفت منکم احد۔ یعنی کوئی مڑکر نہ دیکھے اس سے غرض وہاں سے جلد چلے جانے کی تاکید ہے۔ جیسے کہ خدا نے حضرت آدم کی نسبت کہا تھا ولا تقربا ھذہ الشجرۃ یعنی پاس نہ جانا اس درخت کے۔ مگر حضرت لوط کی بیوی جو ایمان والوں میں نہ تھی اُس نے اس نصیحت کو نہیں مانا اور اُس عذاب میں مبتلا ہو کر مرنے والوں کے ساتھ مرگئی +

جن لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ حضرت لوط کی بیوی بھی ساتھ بھاگی تھی مگر اس نے بھاگتے میں جو مڑکر دیکھا تو نمک کی ہوگئی یا مڑکر دیکھنے کے سبب مرگئی اس کی کچھ اصل نہیں ہے اور نہ قرآن مجید سے یہ بات پائی جاتی ہے +

سُوْرَۃُ یُوْسُفَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الٓرٰ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۝١ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝٢ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ ۝٣ اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ ۝٤

خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا ہے بڑا مہربان

الو - یہ آیتیں ہیں بیان کرنے والی کتاب کی (۱) بیشک ہم نے اُس کو نازل کیا ہے قرآن عربی زبان کا تاکہ تم سمجھو (۲) ہم قصہ سُناتے ہیں تجھ کو قصوں میں کا سب سے اچھا ساتھ اُس کے کہ ہم نے وحی کیا ہے تجھ کو یہ قرآن اور ہاں تو تھا اس سے پہلے غافلوں میں سے (یعنی تجھ کو اس بات سے کہ اس قصہ کی وحی ہوگی غفلت تھی) (۳) جس وقت کہا یوسف نے اپنے باپ کو کہ اے میرے باپ بیشک میں نے دیکھا (یعنی خواب میں) گیارہ ستاروں کو اور چاند اور سورج کو - میں نے اُن کو دیکھا اپنے لئے سجدہ کرنے والے (۴)

(۴) (انی رایت) یہ حضرت یوسف کا خواب ہے - خواب کی نسبت بہت کچھ کہا گیا ہے اور لکھا گیا ہے مگر اس زمانہ میں علم فزیالوجی[1] اور سیکالوجی[2] نے بہت ترقی کی ہے اور اعضاے انسانی کے خواص و افعال کو بہت تحقیقات کے بعد منضبط کیا ہے اس لئے ہم کو دیکھنا چاہئے کہ خواب کی نسبت اُس تحقیقات سے کیا امور ثابت ہوتے ہیں اور ہمارے ہاں کے علما اور حکما نے اس کی نسبت کیا لکھا ہے اور درحقیقت خواب ہے کیا چیز چنانچہ ہم ان سب امور کو اس مقام پر مختصراً بیان کرتے ہیں ◆

یہ امر مسلم ہے اور ہر شخص یقین کرتا ہے کہ تمام اعضاے انسانی پر دماغ حکومت کرتا ہے انسان کا سر چند ہڈیوں سے جسے کھوپڑی کہتے ہیں جڑا ہؤا ہے کھوپڑی کی بناوٹ اور اس کے جوڑوں اور جوڑوں کی درزوں کی ترکیب جو ہر انسان میں کسی نہ کسی قدر مختلف ہوتی ہیں جداگانہ خاصیتیں رکھتی ہیں پھر کھوپڑی کے اندر بھیجا ہوتا ہے جسے مُخ کہتے ہیں جس میں بے انتہا باریک ریشے یا رگیں ہوتی ہیں اُسی میں ایک شاخ گردن سے ریڑھ کی ہڈی کے فقرات میں چلی گئی ہے اور دماغ ہی سے نکلے ہوئے پٹھے اور رگیں اور ریشے سینہ میں اور تمام اعضا میں پھیلے ہوئے ہیں تمام حس و حرکت جو انسان کرتا ہے وہ دماغ کے سبب سے کرتا ہے - اُن پٹھوں اور ریشوں اور

[1] علم افعال الاعضاء ◆ [2] علم النفس و القوتہ - علم قواے ذہنیہ (احمد بابا) ◆

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۵﴾ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶﴾

یوسف کے باپ یعنی یعقوب نے کہا کہ اے میرے بچے تو نہ بیان کرنا قصہ اپنی خواب کا اپنے بھائیوں پر وہ مکر کرینگے تیرے لئے کسی طرح کا مکر بیشک شیطان انسان کے لئے ہے دشمن علانیہ ﴿۵﴾ اور (جس طرح کہ تجھ کو خدا نے برگزیدہ خواب دکھایا ہے) اُسی طرح تجھ کو برگزیدہ کریگا اور تجھ کو سکھادیگا علم حوادث عالم کے مآل کا اور پورا کریگا اپنی نعمت کو تجھ پر اور یعقوب کی اولاد پر جس طرح اُس کو پورا کیا ہے اس سے پہلے تیرے دادا پردادا ابراہیم و اسحٰق پر بیشک تیرا پروردگار جاننے والا ہے حکمت والا ﴿۶﴾

رگوں میں بعض تو ایسے ہیں کہ شے محسوس کا اثر دماغ پر پہنچا دیتے ہیں جب انسان اُس کو حس کرتا ہے اور اگر اُن کے ذریعہ سے اثر نہ پہنچے تو انسان کسی شے کو حس نہ کرے نہ روشنی کو جان سکے نہ کسی شے کو دیکھ سکے نہ آواز کو سُن سکے نہ ذائقہ کو پہچانے نہ کسی چیز کے چھونے کو جانے +

جب ان محسوسات کا اثر دماغ پر پہنچتا ہے تو دماغ میں اُن پٹھوں اور رگوں اور ریشوں کو تحریک ہوتی ہے جو محرک کہلاتے ہیں اور اُن سے ایک قسم کا تغیر دماغ میں پیدا ہوتا ہے اور جب تک وہ تغیر رہتا ہے وہ شے محسوس بھی سامنے رہتی ہے اور انہی محسوسات کے ذریعہ سے انسان کے اعضا حرکت کرتے ہیں۔ جو حرکت قصد و ارادہ سے ہو وہ حرکت ارادی ہے مگر جب وہ حرکت دفعتہً بلاقصد و بلا سوچے سمجھے ہو تو وہ حرکت طبعی کہلاتی ہے جیسے خوف کی حالت میں ہو جاتی ہے +

علاوہ اس کے دماغ میں ایک قوت ہے جس میں تمام خارجی چیزوں کی جن کو ہم نے دیکھا ہے تصویریں بطور نقش کے محفوظ ہوتی ہیں اور اس لئے وہ سب ہم کو یاد رہتی ہیں اور یہی سبب ہے کہ باوجود موجود نہ ہونے اُس شے کے اُس کی صورت کا بعینہٖ ہم تصور کر لیتے ہیں اور اگر اُن محفوظ نقشوں میں کچھ دُھندلا پن آجاتا ہے تو اُن چیزوں کو بھول جاتے ہیں یا یاد دلانے سے یاد آتی ہیں اور جب منقش نہیں رہتیں تو بالکل یاد نہیں آتیں +

علاوہ اس کے دماغ میں یہ قوت بھی ہے کہ جس شے کو ہم نے دیکھا ہے اُس کے اجزا کو علٰحدہ کر کے اپنے خیال کے سامنے لے آویں مثلاً ہاتھی کی صرف سونڈ ہی کا یا صرف اُس کے کانوں ہی کا تصور خیال کے سامنے لے آویں۔ اور یہ بھی قوت ہے کہ متعدد چیزیں جو ہم نے دیکھی ہیں اُن کے اجزا کا علٰحدہ علٰحدہ تصور کر کے ایک کے اجزا کو دوسرے میں یا چند کے اجزا کو

لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ۞ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ۭ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِۨ ۞ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۞	بیشک تھیں یوسف میں اور اُس کے بھائیوں میں کچھ نشانیاں جو پوچھا گچھی کرنے والے تھے (۷) جب اُنہوں نے کہا کہ یوسف اور اُس کا بھائی زیادہ پیارا ہے ہمارے باپ کو ہم سے اور ہم ایک قوی گروہ ہیں بیشک ہمارا باپ صریح گمراہی میں ہے (۸) مار ڈالو یوسف کو یا اُس کو پھینک آؤ کسی زمین میں تاکہ صرف تمہارے باپ کی توجہ تمہارے لئے ہو جاوے اور اس کے بعد تم ہو جاؤ ایک اچھی گروہ (۹)

ایک میں جوڑدیں - مثلاً ہم نے بکری اور مور اور انسان کو دیکھا ہے تو وہ قوت بکری کے سر کو علیحدہ اور مور کے دھڑ کو علیحدہ تصور کرکے مور کے دھڑ پر بکری کا سر لگا ہوا تصور کرکے خیال کے رو برو لے آویگی - یا انسان میں مور کے بازو لگے ہوئے تصور کرکے پردار انسان یا پردار فرشتہ اپنے خیال میں بنالیگی - اسی طرح مختلف اور عجیب عجیب صورتیں جن کا کبھی وجود دنیا میں نہیں ہوا بناکر خیال میں جلوہ نما کرتی ہے +

وہی قوت کبھی ایسا کرتی ہے کہ اجزاے مختلفہ کی ترکیب تو نہیں دیتی بلکہ چھوٹی چیز کو اس قدر بڑا بناکر خیال میں لے آتی ہے کہ ایک نہایت مہیب صورت بن جاتی ہے مثلاً آدمی کے قد کو تاڑ سے بھی لمبا اُس کے سر کو گنبد سے بھی بڑا اُس کے ہاتھوں کو کھجور کے درخت سے بھی زیادہ اُس کے دانتوں کو عجیب بھینگم طور کی بنی ہوئی خیال کے سامنے حاضر کردیتی ہے +

یہ تمام اعضا انسان کے اوقات معینہ تک کام کرتے رہتے ہیں اور زمانہ معینہ تک آرام کرتے ہیں یا کسی امر غیر طبعی سے معطل ہو جاتے ہیں اور انسان بیہوش ہو جاتا ہے - حالت مرض میں جب یہ حالت طاری ہوتی ہے تو بیہوشی اور غشی کہلاتی ہے اور حالت صحت میں اُس کو نیند کہتے ہیں +

مگر چونکہ دماغ میں تمام ادراکات کے لئے جداگانہ حصے معین ہیں اس لئے حالت غشی و نیز حالت نیند میں دماغ کے بعض حصے معطل یا آرام میں ہوتے یا سو جاتے ہیں اور بعض حصے کام کرتے یا جاگتے رہتے ہیں - اور یہی وجہ ہوتی ہے کہ بعضی دفعہ بیہوشی طبعی و غیر طبعی میں بھی انسان ایسی باتیں یا کام کرتا ہے جو حالت ہوش یا بیداری میں کرتا مگر اُس کو کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ اُس نے کیا کیا - لوگوں کی باتیں سنتا ہے مگر جواب نہیں دیتا یا اور باتوں کا ادراک کرتا ہے مگر ظاہر نہیں کرسکتا اور وہ ادراکات مختلف پیرایہ میں اُس کو محسوس ہوتے ہیں جن کا کچھ وجود نہیں ہوتا اور کبھی وہی خیالات اور صورتیں جو اُس کے دماغ میں منقش ہیں مختلف قسم سے اُس کو محسوس ہوتی

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَ اَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ⑩	ایک کہنے والے نے اُن میں سے کہا کہ یوسف کو مار نہ ڈالو اُس کو ڈالدو کسی گہرے اندھے کوئیں میں اُٹھا لیویگا اُس کو کوئی راہ چلنے والوں میں سے - اگر تم ہو کرنیوالے ⑩

ہیں اور جب یہ امور نوم طبعی میں واقع ہوتے ہیں تو اُن کو خواب کہتے ہیں طبعی یا غیر طبعی بیہوشی
میں بھی امورات خارجی دماغ کے اُس حصہ پر جو جاگ رہا ہے اثر کرتے ہیں اور وہ اُس کو عجیب
پیرایہ سے خواب میں دکھائی دیتے ہیں - مثلاً آدمی سوتا ہو اور سامعت کا حصہ جاگتا ہو اور سونے
والے کے قریب کوئی شخص کسی چیز کو کوٹتا ہو تو دماغی قوت جو چھوٹی چیز کو بڑھا کر پیش کرتی ہے
اُس آواز کو نہایت مہیب آواز بنا دیتی ہے اور اُس آواز کے سلسلہ سے توپوں کا خیال
پیدا کر دیتی ہے اور سونے والا خواب میں یہ سمجھتا ہے کہ توپیں چل رہی ہیں - یا مثلاً سونے
والے کا بستر ٹھنڈا یا نم ہو گیا قوت حساسہ جو جاگتی تھی اُس نے اُس کا حس کیا اور بستر کی نمی سے
پانی کے خیال کو اور اُس سے دریا کے یا تالاب کے یا حوض کے خیال کو پیدا کیا اور سونے والا
خواب میں دیکھ سکتا ہے کہ وہ دریا میں یا تالاب میں پڑا تیر رہا ہے - اگر کوئی لمبی چیز اُس کے
بستر پر پڑی ہو یا کوئی شخص رسی کو اس طرح پر ڈالے کہ سونے والا جاگ نہ اُٹھے اور قوت حسّاسہ
جاگتی ہو تو خواب میں دیکھ سکتا ہے کہ سانپ اُس کو چمٹ گیا ہے - اسی قسم کے بہت سے
اسباب خارجی سے عجیب عجیب خواب دیکھ سکتا ہے +

بعضے لوگ خواب دکھلانے کی ایسی مشق کر لیتے ہیں کہ سونے والے کے پاس بیٹھ کر ایسی
آسانی اور سہولیت سے کہ وہ جاگ نہ اُٹھے اُس کی قوت حساسہ یا سامعہ کو اس طرح پر اثر مطلوبہ
پہنچاتے ہیں کہ وہ سونے والا وہی خواب دیکھ سکتا ہے جس کا دکھانا اُن کو مطلوب ہو +

جس طرح کہ یہ امور خارجیہ خواب دیکھنے پر مؤثر ہیں اُس سے بہت زیادہ خود سونے والے
کے اُمور ذہنی جو اُس کے خیال میں بس گئے ہیں اور دماغ میں نقش پذیر ہو گئے ہیں خود اپنی
طبیعت سے یا کسی واقعہ سے یا کسی کے اعتقاد کامل ہونے سے یا محبت عشقی و اعتقادی سے
خواب دیکھنے پر مؤثر ہوتے ہیں اور وہ اُنہی امور ذہنی کو بعینہٖ یا کسی دوسرے پیرایہ میں جس کو
قوت دماغی پیدا کر دیتی ہے عجیب عجیب طرح سے خواب میں دیکھ سکتا ہے +

بعض لوگوں کو ایسی مشق ہو جاتی ہے کہ جو خواب اُن کو دیکھنا منظور ہو سونے وقت اُس کا
ایسا قوی تصوّر کرتے ہیں اور دماغ میں اُس کا نقش جما لیتے ہیں کہ سوتے ہیں وہی خواب
دیکھتے ہیں +

بعضے اُمور ایسے ہوتے ہیں جو بالکل بھول گئے ہیں اور کبھی اُن کا خیال بھی نہیں آتا مگر وہ دماغ

قَالُوْا یٰۤاَبَانَا مَالَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى یُوْسُفَ وَ اِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴿۱۱﴾

یوسف کے بھائیوں نے کہا اے ہمارے باپ کیا ہے تجھ کو کہ تو ہم کو امین نہیں سمجھتا یوسف پر اور بیشک ہم اُس پر بھلائی چاہنے والے ہیں ﴿۱۱﴾

میں سے محو نہیں ہوئے اور سوتے وقت مطلق اُن کا خیال بھی نہیں ہوتا مگر دماغ میں ایک ایسا سلسلہ خیالات کا پیدا ہوتا ہے کہ اُن بھولے ہوئے امور کو پیدا کر دیتا ہے اور سونے والا اُسی کا خواب دیکھنے لگتا ہے - اس کی ایسی مثال ہے کہ جاگنے میں باتوں کا سلسلہ رفتہ رفتہ اس طرح پہنچ جاتا ہے کہ بھولی باتیں یا بھولے ہوئے کام یاد آجاتے ہیں *

بعضی دفعہ بسبب کسی مرض کے یا بسبب غلبہ کسی خلط کے دماغ پر ایسا اثر پیدا ہوتا ہے کہ سونے والا اُسی حالت کے مناسب اور عجیب عجیب پیرایہ میں مختلف قسم کے خواب دیکھتا ہے *

مگر جب تک کہ انسان کا نفس اُن ظاہری باتوں سے جن سے حالت بیداری میں مشغولی ہوتی ہے بسبب بیہوشی کے یا سوجانے کے یا استغراق کے بیخبر نہ ہو اُس وقت تک مذکورہ بالا حالت اُس پر طاری نہیں ہوتی دوسری بات یہ ثابت ہوتی ہے کہ کوئی شخص ایسا خواب کبھی نہیں دیکھ سکتا یعنی ایسی چیزیں اور ایسے اُمور اُس کو خواب میں نہیں دکھائی دیتے جن کو اس نے کبھی نہ دیکھا ہو نہ سُنا ہو اور نہ کبھی اُس کا خیال اُس کو ہؤا ہو - یہ باتیں جو بیان ہوئیں ایسی ہیں جن سے کوئی اختلاف نہیں کر سکتا اور ہر ایک شخص پر یہ حالتیں گذرتی ہیں اور جاہل اور عالم سب اُن کو جانتے ہیں *

شیخ بوعلی سینا نے اشارات میں لکھا ہے کہ حس مشترک ہیں جو انسان کے دماغ کے ایک حصہ کا نام ہے جب کسی چیز کا نقش جم جاتا ہے تو ایسا ہوتا ہے کہ گویا اُس چیز کو دیکھ رہا ہے گو کہ وہ چیز سامنے نہ رہی ہو مگر اُس کی صورت حس مشترک میں موجود رہتی ہے اور وہ توہم نہیں ہوتا بلکہ دیکھنے ہی کی مانند ہوتا ہے - بوندیں جو لگاتار ابر سے گرتی ہیں وہ بوندیں نہیں معلوم ہوتیں بلکہ پانی کی سیدھی دھار معلوم ہوتی ہے یا کسی چیز کے ایک سرے کو جلا کر زور زور سے پھراویں تو ایک گول روشن چکر معلوم ہونے لگیگا۔

الحس المشترك هو لوح النقش الذی اذا تمكن منه صار النقش فی حكم المشاهدة وربما زال الناقش الحسی عن الحس وبقیت صورته وهیئته فی الحس المشترك فبقی فی حكم المشاهد دون المتوهم ولیحضر ذكرك ما قیل لك فی امر القطر النازل خطا مستقیما انتقاش النقطة الجوالة محیط دائرة فاذا تمثلت الصورة فی لوح الحس المشترك صارت مشاهدة سواء كان فی ابتداء حال ارتسامها فیه من المحسوس الخارج او بقائها مع بقاء المحسوس او ثباتها بعد زوال المحسوس او وقوعها فیه لا من قبیل المحسوس ان امكن -
(اشارات شیخ) *

أَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿١٢﴾ قَالَ إِنِّي لَيَحْزُنُنِي أَنْ تَذْهَبُوا بِهِ وَأَخَافُ أَنْ يَأْكُلَهُ الذِّئْبُ وَأَنْتُمْ عَنْهُ غَافِلُونَ ﴿١٣﴾	کل اس کو ہمارے ساتھ بھیج تاکہ خوب کھاوے اور کھیلے اور بیشک ہم اُس کے لئے نگہبان ہیں (۱۲) یعقوب نے کہا بیشک مجھ کو غمگین کرتا ہے کہ تم اُس کو لیجاؤ اور اُس سے ڈرتا ہوں کہ اُس کو بھیڑیا کھا جاوے اور تم اُس سے بے خبر ہو (۱۳)

غرضکہ جب کسی چیز کی صورت اُس کے دیکھنے کے وقت حس مشترک میں جم جاتی ہے تو دیکھنے کی مانند ہو جاتی ہے خواہ وہ چیز سامنے موجود رہے یا نہ رہے یا یہ ہوتا ہے کہ کوئی چیز سامنے تو نہیں آئی کہ دکھائی دے مگر اُس کی صورت جس کا آنا ممکن ہو حس مشترک میں آجاتی ہے +

امام فخرالدین رازی شرح اشارات میں لکھتے ہیں کہ حس مشترک میں صورت جم جانے کی نسبت جو کچھ شیخ نے لکھا ہے اُس کی چار صورتیں ہیں - اول یہ کہ اُس چیز کو دیکھنے کے وقت اسکی صورت حس مشترک میں جم گئی ہے دوسرے یہ کہ اُس کی صورت حس مشترک میں جمی ہوئی ہے اور وہ چیز بھی سامنے موجود ہے - تیسرے یہ کہ اُس کی صورت تو حس مشترک میں جمی ہوئی ہے مگر وہ چیز سامنے موجود نہیں رہی - چوتھے یہ کہ وہ چیز سامنے تو نہیں آئی مگر اُس کی صورت حس مشترک میں جم گئی - پھر امام صاحب لکھتے ہیں کہ پہلی تین صورتوں کی مثال تو بوندوں کے اوپر سے گرنے اور کسی چیز کے ایک سرے کو جلا کر چکر دینے سے ثابت ہوتی ہے - مگر چوتھی صورت کی مثال اُس سے ثابت نہیں ہوتی اس لئے شیخ نے اُس کی مثال اس طرح پر دی ہے +

بیمار آدمی اور جو بخار میں مبتلا ہوتے ہیں کبھی اُن کو ایسی چیزیں دکھائی دیتی ہیں جن کو

اشارة قد يشاهد قوم من المرضى والممرورين صورا محسوسة ظاهرة حاضرة ولا نسبة لها الى محسوس خارج فيكون انتقاشها اذن من سبب مؤثر في سبب باطن والحس المشترك قد ينتقش ايضا من الصور الجائلة في معدن التخيل والتوهم كما كانت هي ايضا تنتقش في معدن التخيل والتوهم من لوح الحس المشترك وقريبا مما يجري بين المرايا المتقابلة (اشارات شیخ) +

وہ سمجھتے ہیں کہ درحقیقت موجود ہیں حالانکہ وہ چیزیں موجود نہیں ہوتیں ان چیزوں کی صورتوں کی حس مشترک میں منتقش ہونے کا کوئی اندرونی سبب ہوتا ہے یا کوئی ایسا سبب جو اندرونی سبب میں اثر کرتا ہے - اور کبھی حس مشترک میں صورتیں جم جاتی ہیں جو خیال میں اور وہم میں ہوتی ہیں

اور کبھی حس مشترک کی موجودہ صورتیں خیال و وہم میں آجاتی ہیں - اس کی مثال دو آئینوں کی سی ہے جو ایک دوسرے کے مقابل رکھے ہوں اور ایک میں جو عکس ہے وہ دوسرے میں پڑے - غرضکہ سب لوگ متفق ہیں کہ خواب دیکھنا صرف انسان کے دماغی افعال سے متعلق ہے +

قَالُوْا لَئِنْ اَکَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾	اُنھوں نے کہا کہ اگر اُس کو بھیڑیا کھا جاوے اور ہم ایک قوی گروہ ہیں تو اُس وقت بیشک ہم تقصیروار ہیں ﴿۱۴﴾ پھر جب اُس کو لیگئے اور سب گٹھ گئے کہ اُس کو ڈالدیں گہرے اندھے کوئیں میں اور ہم نے اُس کے پاس (یعنی یوسف کے پاس) وحی بھیجی کہ البتہ تو اُن کو متنبہ کردیگا اُن کے اس کام سے کہ وہ نہ جانتے ہونگے ﴿۱۵﴾

اسی طرح شاہ ولی اللہ صاحب تفہیمات میں ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ نبوت فطرت کی ماتحت ہے جیسا کہ کبھی انسان کے دل میں بہت سے علوم اور باتیں جم کر بیٹھ جاتی ہیں اور اُنھی پر مبنی ہوتی ہیں وہ چیزیں جو اُس کو رویا میں فایض ہوتی ہیں پھر وہ اُن چیزوں کی صورتیں دیکھتا ہے جن کو اُس نے پیدا کیا ہے نہ اُس کے سوا اور کسی کو۔ اس سے بھی اس بات کی تشریح ہوتی ہے کہ جو انسان کے خیال اور دماغ میں ہے اُس کو خواب میں دیکھتا ہے ❖

اعلم ان النبوة تحت الفطرة كما ان الانسان قد يدخل فی صميم قلبه وجذر نفسه علم وادراكات عليها تبتنی ما يفاض عليه من رؤيا فيری الامور متشبحة بما اخذته دون غيرها -
(تفہیمات الہیه) ❖

مگر صوفیائے کرام اور علمائے اسلام یہ بھی سمجھتے ہیں کہ دماغ میں سوائے اُن موثرات طبعی کے اور کوئی چیز ہے جو ملاء اعلیٰ سے تعلق رکھتی ہے اور موثر ہوتی ہے اور اسی لئے شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ میں خواب کی پانچ قسمیں قرار دی ہیں چنانچہ اُنھوں نے لکھا ہے کہ "رویا کی پانچ قسمیں ہیں۔ (۱) بشارت خدا کی طرف سے اور نفس کی خوبیوں یا برائیوں کا نورانی تمثل ملکی طور پر (۲) شیطان کا خوف دلانا۔ (۳) دل کی باتیں جس طرح کی عادت بیداری کی حالت میں پڑی ہوتی ہے اُس کو قوت متخیلہ یاد کرلیتی ہے اور وہ حس مشترک میں آکر ظاہر ہوتی ہیں (۴) اخلاط کے غلبہ کی وجہ سے طبعی طور پر خیالات کا آنا (۵) متنبہ ہونا نفس کا بدنی اذیتوں سے ❖

واما الرويا فهی علی خمسة اقسام بشری من الله وتمثل نورانی للحمائد والرذائل المندمجة فی النفس علی وجه ملكی وتخويف من الشيطان وحديث نفس من قبل العادة التی اعتادها النفس فی اليقظة يحفظها المتخيلة ويظهر فی الحس المشترك ما اختزن فيها وخيالات طبيعة لغلبة الاخلاط وتنبه النفس باذاها فی البدن اما البشری من الله فحقيقتها ان النفس الناطقة اذا انتهزت فرصة عن غواشی البدن باسباب خفية لا يكاد يتفطن بها الا بعد تامل وافی استعدت لان يفيض عليها من منبع الخير والجود كمال علمی فانيفض عليها شیء علی حسب استعداد هو مادته فی العلوم المخزونة عنده وهذه الرويا تعليمه الهی كالمعراج المناحی الذی رای النبی صلی الله عليه وسلم فيه ربه فی احسن صورة فعلم الكفارات والدرجات وكالمعراج المناحی الذی انكشف فيه عليه صلی الله عليه وسلم احوال الموتی بعد ما نفكاكهم عن الحيوة الدنيا كما رواه جابر ابن سمرة رضی الله عنه وكعلم ما سيكون من الوقائع الاتية فی الدنيا

وَجَآءُوٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ﴿١٦﴾
قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ
وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا
فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا
وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ﴿١٧﴾

اور وہ آئے اپنے باپ کے پاس شام کو روتے ہوئے ﴿١٦﴾
اُنہوں نے کہا اے ہمارے باپ بیشک ہم کرنے لگے
ایک دوسرے سے دوڑ میں بڑھ جانا اور ہم نے چھوڑا
یوسف کو اپنے اسباب کے پاس پھر کھا لیا اُس کو بھیڑیئے
نے اور تو ہم پر یقین کرنے والا نہیں اور گو کہ ہم ہیں سچے ﴿١٧﴾

واما الرويا الملكي فحقيقتها ان في الانسان ملكات
حسنة وملكات قبيحة ولكن لا يعرف حسنها و
قبحها الا المتجرد الى الصورة الملكية فمن تجرد اليها
فتظهر له حسناته وسيأته في صورة مثالية فصاحب
هذا يرى الله تعالى واصله الانقياد للبارئ ويرى الرسول
صلى الله عليه وسلم واصله الانقياد للرسول المركوز في
صدره ويرى الانوار واصلها الطاعات المكتسبة
في صدره وجوارحه تظهر في صورة الانوار والطيبات
كالعسل والسمن واللبن فمن رأى الله او الرسول والملائكة
في صورة قبيحة او في صورة الغضب فليعرف ان في
اعتقاده خللا وضعفا وان نفسه لم تتكمل وكذلك
الانوار التي حصلت بسبب الطهارة يظهر في صورة
الشمس والقمر واما التخويف من الشيطان فوحشة وخوف
من الحيوان الملعونة كالقرد والفيل والكلاب السود ان
من الناس فاذا راى ذلك فليتعوذ بالله وليتفل
ثلثا عن يساره وليتحول عن جنبه الذي كان عليه
اما البشرى فلها تعبير والعمدة فيه معرفة الخيال اي
شئ مظنة لاي معنى فقد ينتقل الذهن من المسمى الى
الاسم كروية النبي صلى الله عليه وسلم انه كان في دار
عقبة بن رافع فاتي برطب ابن طاب قال عليه الصلوة و
السلام فاولت ان الرفعة لنا في الدنيا والعافية في الاخرة
وان ديننا قد طاب وقد ينتقل الذهن من الملابس الى ما
يلابسه كالسيف للقتال وقد ينتقل الذهن من الوصف
الى جوهر مناسب له كمن غلب عليه حب المال راه النبي صلى الله
عليه وسلم في صورة سوار من ذهب وبالجملة فللانتقال
من شئ الى شئ صور شتى وهذه الرويا شعبة من النبوة
لانها ضرب من افاضة غيبية تدلي من الحق الى الخلق وهو اصل النبوة
واما سائر انواع الرويا فلا تعبير لها (حجة الله البالغة) ✣

لیکن بشارت الٰہی کی حقیقت یہ ہے کہ
نفس ناطقہ کو جب بدنی حجابات سے فرصت ملتی
ہے جس کے مخفی اسباب ہوتے ہیں اور بغیر پورے
تامل کے معلوم نہیں ہوتی تو اس وقت نفس اس
بات کے قابل ہوتا ہے کہ اُس پر جود اور خیر کے
مخزن سے یعنی ملاء اعلےٰ سے کمال علمی کا فیضان
ہو پس اُس پر اُس کی لیاقت کے موافق جو اس کے
علوم مخزونہ کا مادہ ہے کچھ فیضان ہوتا ہے اور یہ
خواب تعلیم الٰہی ہے جیسے کہ معراج کا خواب جس
میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا کو نہایت
عمدہ صورت میں دیکھا تھا۔ اور خدا نے اُس میں
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کفارات اور درجات
بتلائے۔ یا وہ معراج کا خواب جس میں آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم پر مردوں کا حال منکشف ہوا
تھا بعد اُن کے قطع تعلق کے دنیا سے جیسا کہ
جابر بن سمرہ نے روایت کی ہے یا آیندہ واقعات
دنیا کا علم۔ اور ملکی خواب کی یہ حقیقت ہے کہ انسان
میں بُرے اور بھلے دونوں قسم کے ملکات ہیں
لیکن اس حسن و قبح کو جب پہچان سکتا ہے کہ صورت
ملکیہ کی طرف تجرد حاصل ہو۔ پس جس کو تجرد ہوتا
ہے اُس کو بھلائیاں اور برائیاں صورت مثالیہ
میں دکھائی دیتی ہیں پس ایسا شخص خدا کو دیکھتا ہے

وَجَآءُوْ عَلٰی قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ۭ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰي مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾	اور ڈال لائے اُس کے کرتے پر جھوٹ موٹ خون، یعقوب نے کہا کہ (یوسف کا یہ خون نہیں ہے) بلکہ تمہارے دل نے تمہارے لئے ایک بات بنالی ہے۔ پھر صبر اچھا ہے اور اللہ سے مدد مانگی گئی ہے اُس پر جو تم بیان کرتے ہو ﴿۱۸﴾

جس کی اصل خدا کی اطاعت ہوتی ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہے اور اُس کی اصل پیغمبر کی اطاعت ہوتی ہے جو اُس کے دل میں مرکوز ہے اور انوار دیکھتا ہے اور اُس کی اصل وہ عبادتیں ہیں جو اُس کے دل اور اعضا نے حاصل کی ہیں۔ یہ سب چیزیں انوار اور پاک چیزوں مثلاً شہد۔ گھی۔ دودھ کی صورت میں متمثل ہوتی ہیں۔ پس جو شخص خدا یا رسول یا فرشتوں کو بُری صورت میں یا غصہ کی صورت میں دیکھتا ہے تو اُس کو جان لینا چاہئے کہ اُس کے اعتقاد میں ابھی خلل اور ضعف ہے اور یہ کہ اُس کا نفس ہنوز کامل بھی نہیں ہوا ہے۔ اسی طرح وہ انوار جو طہارت کی وجہ سے حاصل ہوئے ہیں آفتاب اور ماہتاب کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اور شیطان کا خوف دلانا تو یہ وحشت اور خوف ہے ملعون حیوانوں سے مثلاً بندر۔ ہاتھی گُتّے سے اور سیاہ آدمیوں سے پس جب آدمی ایسا خواب دیکھے تو چاہئے کہ خدا سے پناہ مانگے اور بائیں جانب تین بار تھو تھو تھو کردے اور اُس کروٹ کو بدل دے جس پر لیٹا ہوا تھا۔ اور خوشخبری والی خواب کی تعبیر ہوتی ہے اور عمدہ طریقہ اُس کا خیال کا پہچاننا ہے یعنی کس چیز سے کیا چیز سمجھی جاسکتی ہے پس اکثر مسمّٰے سے اسم کی طرف ذہن منتقل ہوتا ہے جیسے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عقبہ بن رافع کے گھر میں تھے اور خواب دیکھا کہ اُن کے پاس ابن طاب کی کھجوریں رکھی ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں نے اُس کی تاویل کی کہ ہم کو دنیا میں بلندی اور قیامت میں عافیت ہوگی اور یہ کہ ہمارا دین پاکیزہ ہے۔ اور کبھی ملبوسات سے اُس کے متعلقات کی طرف ذہن منتقل ہوتا ہے جیسے تلوار سے لڑائی کی طرف۔ اور کبھی کسی صفت سے ایک جوہر کی طرف جو اُس کے مناسب ہے مثلاً ایک شخص جو مال کو بہت عزیز رکھتا تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس کو سونے کے کنگن کی صورت میں دیکھا۔ غرض کہ ایک شے سے دوسری شے کی طرف خیال منتقل ہونے کی مختلف صورتیں ہیں اور یہ خواب نبوت کی ایک شاخ ہے کیونکہ جو فیض غیبی کی ایک قسم ہے اور حق کا خلق کی طرف قریب ہوتا ہے اور وہ نبوت کی مثل ہے۔ باقی خواب کی اور اقسام کی کچھ تعبیر نہیں ✦

ایک جگہ تفہیمات میں شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ رویا کی حقیقت ظاہر ہونا مناسبت کا

وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَأَدْلٰى دَلْوَهٗ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ وَأَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾	اور آیا ایک قافلہ پھر انہوں نے بھیجا اپنے اگوے کو (پانی کے لئے) پھر ڈالا اُس نے اپنا ڈول - بولا آؤ مژدہ ہے - یہ لڑکا ہے اور چھپا لیا اُس کو دولت سمجھ کر اور اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے تھے ﴿۱۹﴾

ان حقیقۃ الرؤیا ظہور مناسبۃ للنفس الناطقۃ مبداء اعلیٰ علیٰ جہۃ خاصۃ و ہیئۃ المعلومۃ یقتضی فیضان علم خاص فیتعین العلم و یتمثل بصور واشباح مخزونۃ فی خیال فیحضر تلک الصور علی النفس حضورا فینتظم واقعۃ عند ہذہ الحواس الظاہرۃ واقبال النسمۃ علی الحواس الباطنۃ فلا یتعین علم باشباح الا بمناسبۃ بجۃ بینہا و بینہ - (تفہیمات الہیہ)

ہے نفس ناطقہ کو مبداء اعلیٰ سے خاص طرح پر اور صورت معلومہ میں کہ مقتضی ہو علم خاص کے فیضان کی پھر متعین ہو جاتا ہے یہ علم اور متمثل ہو جاتا ہے صورتوں اور شکلوں میں جو جمع ہیں خیال میں پھر یہ صورتیں نفس کے سامنے آ جاتی ہیں حاضر ہو کر اور پھر منتظم ہوتا ہے واقعہ ان حواس ظاہری میں اور متوجہ ہوتی ہے روح اندرونی حواس پر پھر علم شکلوں میں متعین نہیں ہوتا مگر بوجہ اُس مناسبت کے جو اُس علم اور شکل میں ہے +

شیخ بوعلی سینا بھی اس بات کے قائل ہیں کہ بعض لوگوں کو خواب کی حالت میں

اذا قلت الشواغل الحسیۃ وبقیت شواغل اقل لم یبعد ان یکون للنفس فلتات یخلص عن شغل التخیل الی جانب القدس فانتقش فیہا نقش من الغیب فسلم الی عالم التخیل وانتقش فی الحس المشترک وہذا فی حال النوم او فی حال مرض لم یشغل الحس و یوہن التخیل فان التخیل قد یوہنہ المرض وقد یوہنہ کثرۃ الحرکۃ لتحلل الروح الذی ہو آلتہ فیسرع الی سکون ما و فراغ ما فینجذب النفس الی الجانب الاعلیٰ بسہولۃ فاذا طرا علی النفس نقش انزعج التخیل الیہ وتلقاہ ایضا وذلک اما لتنبہ من ہذا الطاری وحرکۃ التخیل بعد استراحۃ او وہنہا فانہ سریع الی مثل ہذا التنبہ ولاستخدام النفس الناطقۃ لہ طبعا فانہ من معاون فی النفس عند مثال ہذہ السوانح فاذا قبلہ التخیل حال تزحزح النفس الشواغل منہا النقش فی لوح الحس المشترک -

(اشارات شیخ) +

عالم قدس سے فیضان ہوتا ہے اور وہ فیضان ایک صورت خاص میں متشکل ہو کر خواب میں دکھائی دیتا ہے چنانچہ شیخ نے اشارات میں لکھا ہے کہ پس جب حسی اشتغال کم ہو جاتے ہیں تو کچھ بعید نہیں کہ نفس کو تخیل کے شغل سے فرصت ملے اور وہ قدس کی جانب جائے - پس اُس میں غیب کا کوئی نقش منتقش ہو جائے پھر وہ تخیل کے عالم کی سیر کرے اور حس مشترک میں نقش منتقش ہو جائے - اور یہ خواب کی حالت میں ہوتا ہے یا مرض کی حالت میں جو حس کو غافل کر دے اور تخیل کو ضعیف کر دے - کیونکہ تخیل کو کبھی مرض سست کر دیتا ہے اور کبھی زیادہ حرکت ہونی کیونکہ اُس وقت روح جو تخیل کا آلہ ہے تحلیل ہو جاتی ہے پس متخیلہ کسی قدر سکون اور آرام چاہتی ہے اس لئے روح کو جانب اعلیٰ کی طرف توجہ کرنے کا آسانی سے موقع ملتا ہے پس

وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ﴿٢٠﴾	اور انہوں نے اُس کو بیچا بقیمت گنتی کے کھوٹے داموں کے اور وہ تھے اُس کی قدر نہ پہچاننے والوں میں سے ﴿٢٠﴾

جب نفس میں کوئی نقش آتا ہے تو تخیل دوڑ کر اُس کو لے لیتا ہے اور یہ یا تو اس وجہ سے ہوتا ہے کہ اس امر طاری کی وجہ سے اُس کو تنبہ ہوا ہے اور تخیل نے آرام حاصل کر کے حرکت کی ہے کیونکہ تخیل ایسے تنبہ کی طرف جلد مائل ہوتا ہے اور یا اس وجہ سے کہ نفس ناطقہ کی ہی قدرتی طور سے اُس کی خدمت کر رہا ہے کیونکہ نفس ناطقہ ایسے موقعوں پر نفس کے معاون ہوتا ہے پس جب اُس کو تخیل قبول کر لیتا ہے اُس وقت کہ نفس اُس کے شواغل کو ہٹا دیتا ہے تو حس مشترک کی لوح میں نقش اُتر آتا ہے +

غرضکہ صوفیہ کرام اور علماے اسلام اور فلاسفہ مشائین میں سے شیخ ابو علی سینا اس بات کے قائل ہیں کہ بعض لوگوں کو جن کے نفس کامل ہیں یا زہد و مجاہدہ و ریاضات سے ان کے نفوس میں تجرد حاصل ہؤا ہے اُن کو خواب میں ملاء اعلیٰ سے ایک قسم کے علم کا فیضان ہوتا ہے اور وہ فیضان اُن کے صُورِ خیالیہ میں سے کسی صورت میں جو اُس فیضان علم کے مناسب ہے متمثل ہوتا ہے اور وہ تمثل حس مشترک میں منتقش ہو جاتا ہے اور اُس کے مطابق اُن کو خواب دکھائی دیتا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب کہتے ہیں کہ یہی ایک خواب اس قابل ہوتا ہے کہ اُس کی تعبیر دیجاوے اور اس کے سوا کوئی خواب تعبیر کے لائق نہیں ہوتا +

ملاء اعلیٰ کے مفہوم کو متعدد لفظوں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کبھی تو ایک عالم مثال قرار دیا جاتا ہے جس میں اس عالم کی تمام باتیں ما کان و ما یکون بطور مثال کے موجود ہیں اور اُس کا عکس مجملاً یا تفصیلاً خواب میں انسان کے نفس پر پڑتا ہے۔ اور کبھی نفوس فلکی کو ما کان اور ما یکون کا عالم سمجھا جاتا ہے اور اُس سے نفس انسانی پر فیض پہنچنا مانا جاتا ہے اور کبھی عقول عشرہ مفروضہ حکما کو عالم ما کان و ما یکون قرار دیکر اس کے فیضان کو تسلیم کیا جاتا ہے اور کبھی اُس سے ملائکہ مقصود ہوتے ہیں +

صوفیہ کرام نے چند اصطلاحات قرار دی ہیں جن کے مجموعہ پر ملاء اعلیٰ یا منبع الخیر والجود یا مبدء الاعلیٰ یا حضرت القدس طلاق ہوتا ہے اور اُس کی یہ تفصیل ہے +

تدلیات۔ جن سے مطلب ہے اُن امور متعینہ کا جو قواے افلاک میں مکنون ہیں اور جن کو حکما نفوس فلکی سے تعبیر کرتے ہیں +

لاہوت۔ اصطلاح فلاسفہ میں اُس کو انانیۃ اولی سے تعبیر کیا جاتا ہے +

جبروت۔ فلاسفہ نے اُس کو عقل سے تعبیر کیا ہے اور علماے شرع نے ملائکہ سے +

وَقَالَ الَّذِی اشۡتَرٰىهُ مِنۡ مِّصۡرَ لِامۡرَاَتِهٖۤ اَكۡرِمِیۡ مَثۡوٰىهُ عَسٰۤی اَنۡ یَّنۡفَعَنَاۤ اَوۡ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوۡسُفَ فِی الۡاَرۡضِ ۫ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنۡ تَاۡوِیۡلِ الۡاَحَادِیۡثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤی اَمۡرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۱﴾

اور کہا اُس شخص نے جس نے مصریوں میں سے اُس کو خریدا تھا اپنی بیوی سے کہ اُس کو عزت سے رکھ شاید کہ ہم کو نفع دے یا ہم اُس کو بنالیں بیٹا اور اس طرح ہم نے رکھا یوسف کو اُس ملک میں اور تاکہ ہم اُس کو سکھا دیں حوادث عالم کے مآل کو اور اللہ زبردست ہے اپنے کام پر ولیکن اکثر آدمی نہیں جانتے ﴿۲۱﴾

رحموت ۔ جس کو حکما نفس کہتے ہیں ؛

ناسوت ۔ اس کو حکما ہیولےٰ قرار دیتے ہیں ؛

لاہوت تو بمنزلہ ماہیت کے ہے اور جبروت بمنزلہ اُس کے لوازم کے اور رحموت بمنزلہ ایک کلی کے جو فرد واحد میں منحصر ہو اور ناسوت کو ایسا قرار دیا ہے جیسے نفس بدن کے لئے یا صورت ہیولےٰ کے لئے ؛

اس امر کو تفسیر کبیر میں اور زیادہ صاف طرح پر بیان کیا ہے اُس میں لکھا ہے کہ یہ بات

قد ثبت انه سبحانه خلق جوهر النفس الناطقة بحيث يمكنها الصعود الى عالم الافلاك ومطالعة اللوح المحفوظ والمانع لها من ذلك اشتغالها بتدبير البدن وفي وقت النوم يقل هذا التشاغل فتقوى على هذه المطالعة فاذا وقعت الروح على حالته من الاحوال تركت آثار المخصوصة مناسبة لذلك الادراك الروحاني الى عالم الخيال ۔ (تفسیر کبیر) ؛

ثابت ہوگئی ہے کہ خدا تعالےٰ نے نفس ناطقہ کو اس طرح کا پیدا کیا ہے کہ اس کے لئے یہ بات ممکن ہے کہ عالم افلاک تک پہنچ جاوے اور لوح محفوظ کو پڑھ لے اس بات سے جو اُس کو مانع ہے وہ اُس کا تدبیر بدن میں مشغول رہنا ہے اور سونے کے وقت میں اُس کی یہ مشغولی کم ہو جاتی ہے اور قوۃ لوح محفوظ کے پڑھ لینے کی قوی ہو جاتی ہے پس جب روح کا کوئی ایسا حال ہو جاتا ہے تو وہ انسان کے خیال میں خاص اثر جو اس ادراک روحانی کے مناسب ہوتا ہے ڈال دیتی ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ اثر اُن ادراکات کا خیال میں متمثل ہو کر بطور خواب کے دکھائی دیتا ہے ؛

اب ہمارا سوال یہ ہے کہ بلاشبہ عقل انسانی بلکہ مشاہدہ اور تجربہ اس بات کو ضرور ثابت کرتا ہے کہ ایک واجب الوجود یا علۃ العلل خالق جمیع کائنات موجود ہے ۔ ولا نعلم ماهيته ولا حقيقة صفاته الا ان نقول عالم حی قادر خالق لا تاخذه سنة ولا نوم له ما في السموات وما في الارض وهو على كل شيء قدير ۔ اور یہ تمام الفاظ صفاتی جو اُس واجب الوجود کی نسبت منسوب کرتے ہیں صرف مجاز ہے لان حقیقة ذاته غیر معلومة پس مفہوم ملاء اعلیٰ کا جو صوفیہ کرام اور علمائے اسلام

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ (۲۲) وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ (۲۳) وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ

اور جب یوسف جوانی کو پہنچا ہم نے اُس کو دیا حکم اور علم اور اسی طرح ہم بدلا دیتے ہیں نیک کام کرنے والوں کو (۲۲) اور رگاوٹ کی اُس سے (یعنی یوسف سے) اُس عورت نے جس کے گھر میں وہ تھا اُس کو (یعنی یوسف کو) اپنے آپے کی حفاظت سے ڈگمگا دینی کو اور بند کر دیئے دروازے اور کہا (یوسف سے) آ تیرے لئے (ہوں) یوسف نے کہا کہ خدا کی پناہ بیشک وہ میرا مربی ہے (یعنی مصر والوں میں سے وہ شخص جس نے یوسف کو خریدا تھا اور جس کا ذکر اکیسویں آیت میں ہے) اور عزت سے رکھا ہے بیشک اس میں کچھ شک نہیں کہ فلاح نہیں پاتے ظلم کرنے والے (۲۳) ہاں اُس عورت نے اُس کے (یعنی یوسف کے) ساتھ قصد کیا اور یوسف نے اُس عورت کے ساتھ قصد کیا ہوتا اگر نہ

اور فلاسفۂ عالیمقام نے قرار دیا ہے یہ صرف خیال ہی خیال ہے اُس کی صداقت اور واقعیت کا کوئی ثبوت نہیں ہے تو کسی امر کو گو کہ وہ واقعات خواب ہی کیوں نہ ہوں اُس پر مبنی کرنا نقش بر آب ہے واما الاحادیث المرویۃ فی ھذا الباب فکلھا غیر ثابت وانما ھی مقالات الصوفیہ ومن یشابھھم ولیس من کلام النبی محمد صلعم +

ہاں کہا جاتا ہے کہ بعد سلوک طریقت اور اختیار کرنے زہد و مجاہدہ و ریاضت کے یہ راز کھلتا ہے اور حجاب اُٹھ جاتے ہیں اور حقیقت نفس یا ہیئۃ ملاء اعلےٰ وما فیہا منکشف ہو جاتی ہے ہم قبول کرتے ہیں کہ کچھ منکشف ہوتا ہوگا مگر ہم کس طرح تمیز کریں کہ جو کچھ منکشف ہوا ہے وہ حقیقت ہے یا وہی خیالات ہیں جو متمثل ہو گئے ہیں جس طرح کہ اور خیالات متمثل ہو جاتے ہیں الا عندی کمال الانسان ان یکون متمثلا بمرضاتہ ومرضاتہ مکنونۃ فی مخلوقاتہ وقد شرحھا فی کلامہ علی لسان رسولہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وھی مکتوبۃ فی کتابہ فحسبنا اللہ ورسولہ وکتابہ الذی سماہ بقرآن المجید والفرقان الحمید تبارک وتعالی شانہ وما اعظم برھانہ +

پس ہمارے نزدیک بجز اُن قوے کے جو نفس انسانی میں مخلوق ہیں اور کوئی قوت خوابوں کے دیکھنے میں مؤثر نہیں ہے اور یوسف علیہ السلام کی خواب جن کا نفس نہایت متبرک اور پاک تھا اور اُن دو نوجوانوں کے خواب جو یوسف علیہ السلام کے ساتھ قیدخانہ میں تھے اور کفر و ضلالت

أَن رَّأَىٰ بُرْهَانَ رَبِّهِ كَذَٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ (۲۴)

یہ ہوتا کہ دیکھی یعنی سمجھی اُس نے دلیل اپنے رب یعنی مربی کی۔ ایسا ہوا تاکہ ہم پھیریں اُس سے یعنی یوسف سے بُرائی اور بیحیائی کو بیشک وہ ہے ہمارے مخلص بندوں میں سے (۲۴)

میں مبتلا تھے اور اُن کے نفوس بسبب آلایش کفر پاک نہ تھے اور اسی طرح فرعون کا خواب جو خود اپنے آپ کو خدا سمجھتا تھا اور اُس کا نفس مبدا فیاض سے کچھ مناسبت نہ رکھتا تھا اور با اینہمہ سب کے خواب یکساں مطابق واقعہ کے اُسی ایک قسم کے تھے اور اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ بجز قواے نفس انسانی کے اور کوئی قوت خوابوں کے دیکھنے میں مؤثر نہیں ہے گو کہ وہ خواب کیسے ہی مطابق واقعہ کے ہوں +

اب حضرت یوسف علیہ السلام کے خوابوں کو دیکھو۔ پہلا خواب اُن کا یہ ہے کہ اُنہوں نے گیارہ ستاروں کو اور سورج اور چاند کو اپنے تئیں سجدہ کرتے دیکھا +

حضرت یوسف علیہ السلام کے اُن کے سوا گیارہ بھائی اور بھی تھے اور ماں اور باپ تھے باپ اور ماں کا تقدس اور عظم و شان اور قدر و منزلت اُنکے دل میں منقش تھی بھائیوں کو بھی وہ اپنے باپ کی ذریات جانتے تھے مگر اس سبب سے کہ اُن کے باپ اُن کو سب سے زیادہ چاہتے تھے اور خود اُن کے باپ ماں اور اُن کے سبب سے اُن کے بھائی اُن کی تابعداری سب چاؤ و محبت سے کرتے تھے اور اس لئے اُن کے دل میں یہ بات بیٹھی ہوئی تھی کہ ماں باپ اور بھائی سب میرے تابع و فرماں بردار اور میری منزلت و قدر کرنے والے ہیں +

یہ کیفیت جو اُن کے دماغ میں منقش تھی اُس کو متخیلہ نے سورج اور چاند اور ستاروں کی شکل میں جن کو وہ ہمیشہ دیکھتے تھے اور اُن کا تفاوت درجات بھی اُن کے خیال میں متمکن تھا متمثل کیا اور اُنہوں نے خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند مجھ کو سجدہ کرتے ہیں پس اُن کی تعبیر حالت موجودہ میں یہ تھی کہ ماں باپ اور بھائی سب اُن کے فرمانبردار ہیں +

سجدہ کے لفظ سے بعض مفسرین نے واقعی سجدہ کرنا مراد لی ہے اور بعض نے اطاعت و تواضع جیسا کہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے المراد بالسجود نفس السجود او التواضع مگر میں قول ثانی کو ترجیح دیتا ہوں گو خواب میں یہ دیکھنا کہ سورج اور چاند اور ستارے زمین پر اُتر آئے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں کوئی تعجب کی بات نہیں۔ مگر یہ روایت کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں فلاں ستارے زمین پر اُترے تھے محض بے اصل اور غلط بلکہ جھوٹی ہے +

اس واقعہ کے ایک مدت بعد حضرت یوسف علیہ السلام کے ماں باپ بھائیوں کا مصر میں جانا اور بلحاظ قواعد سلطنت کے آداب بجا لانا اور حضرت یوسف علیہ السلام کا فرمانا کہ

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ وَّأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوٓءًا إِلَّآ أَنْ يُّسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾	اور دونوں نے دوڑ کر ایک دوسرے سے پہلے پہنچنا چاہا دروازہ کو (یعنی یوسف نے اس لیئے کہ دروازہ کی راہ بھاگ جاوے اور عورت نے اس لیئے کہ اسکو پکڑلے اور بھاگنے نہ دے) اور عورت نے پھاڑ ڈالا اُس کا یعنی یوسف کا کرتا پیچھے سے (یعنی یوسف تو ہاتھ نہ آئے مگر پیچھے سے اُن کا کرتا ہاتھ آیا جس کو پھاڑ لیا) اور پایا اُن دونوں نے عورت کے خاوند کو دروازہ کے پاس ۔ عورت نے کہا کہ کیا سزا ہے اُس شخص کی جو ارادہ کرے تیری جورو کے ساتھ بُرے کام کا مگر یہ کہ قید کیا جاوے یا دکھ دینے والا عذاب (دیا جاوے) ﴿۲۵﴾

هذا تاويل رؤياى من قبل قد جعلها ربى حقا ایک امر اتفاقی تھا کیونکہ یہ بات قرآن مجید سے نہیں پائی جاتی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام بھی جو نبی تھے اُس خواب سے یہ سمجھے تھے کہ حضرت یوسف ایسی منزلت میں پہنچینگے کہ ماں باپ اور بھائی جا کر اُن کو سجدہ کرینگے اگر قرآن مجید سے اس خواب کی کچھ تعبیر پائی جاتی ہے وہ صرف یہ ہے کہ حضرت یعقوب نے حضرت یوسف سے کہا کہ خدا تجھ کو حوادث عالم کا تاویل تعلیم کریگا اور اپنی نعمت تجھ پر اور یعقوب کی اولاد پر اسی طرح پوری کریگا جس طرح کہ اُس نے ابراہیم اور اسحٰق پر پوری کی ہے ۔ اور یہ تعبیر ایک عام تعبیر ہے جو ایک جوان صالح کے عمدہ خواب کی تعبیر میں بیان ہوسکتی ہے ۔ چاند سورج ستاروں کے سجدہ کرنے سے حوادث عالم کے علم کو تعبیر کرنا نہایت پر لطف قیاس تھا +

دوسرا اور تیسرا خواب اُن دو جوانوں کا ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ قیدخانہ میں تھے اُن میں سے ایک نے دیکھا کہ میں شراب چھان رہا ہوں دوسرے نے دیکھا کہ اُس کے سر پر روٹی ہے اور پرند اُس کو کھا رہے ہیں یہ دونوں شخص کسی جرم کے متہم ہو کر قید ہوئے تھے پہلا شخص جو غالباً ساقی تھا درحقیقت بے گناہ تھا اور اُس کے دل کو یقین تھا کہ وہ بیگناہ قرار پا کر چھوٹ جاویگا وہی خیال اُس کا سوتے میں شراب طیار کرنے سے جو اُس کا کام تھا متمثل ہو کر خواب میں دکھلائی دیا +

دوسرا شخص جو غالباً باورچیخانہ سے متعلق تھا درحقیقت مجرم تھا اور اُس کے دل میں یقین تھا کہ وہ سولی پر چڑھایا جاویگا اور جانور اُس کا گوشت نوچ نوچ کر کھاوینگے وہی خیال اُس کا سوتے

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَّفْسِي وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿۲۶﴾ وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿۲۷﴾	یوسف نے کہا اُس عورت نے لگاوٹ کی مجھ سے مجھ کو اپنی آپے کی حفاظت سے ڈگمگا دینے کو اور حاضر ہوا ایک حاضر ہونیوالا (اُس نے فیصلہ کیا کہ) اگر ہے اس کا کرتا پھٹا ہوا آگے سے تو وہ ہے سچی اور وہ ہے جھوٹوں میں سے ﴿۲۶﴾ اور اگر ہے اُس کا کرتا پھٹا ہوا پیچھے سے تو وہ ہے جھوٹی اور وہ ہے سچوں میں سے ﴿۲۷﴾

ہیں روٹی سر پر رکھ کر لیجانے سے جو اُس کا کام تھا اور پرندوں کا روٹی کو کھانے سے متمثل ہو کر خواب میں دکھائی دیا حضرت یوسف علیہ السلام اس مناسبت طبعی کو جو اُن دونوں خوابوں میں تھی سمجھے اور اس کے مطابق دونوں کو تعبیر دی اور مطابق واقعہ کے ہوئی ✦

چوتھا خواب وہ ہے جو خود بادشاہ نے دیکھا کہ سات موٹی تازی گائیں ہیں سات دُبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات ہری بالیں ہیں اور اور سوکھی ✦

ملک مصر ایک ایسا ملک ہے جس میں مینہ بہت ہی کم برستا ہے دریائے نیل کے چڑھاؤ پر کھیتی ہونے یا قحط پڑنے کا مدار ہے۔ چڑھاؤ کے موسم میں اگر بائیس فیٹ چڑھ جاوے تو فصل اچھی ہوتی ہے اور چوبیس ۲۴ فیٹ چڑھاؤ میں غرق ہو جاتی ہے اور اگر صرف اٹھارہ یا ساڑھے اٹھارہ فیٹ چڑھاؤ ہو تو قحط ہو جاتا ہے ✦

قدیم مصریوں نے دریائے نیل کے چڑھاؤ کے جس پر اچھی فصل یا قحط کا ہونا منحصر تھا متعدد جگہ اور متعدد طرح سے پیمانے بنا رکھے تھے اور اُن کو بہت زیادہ اچھی فصل ہونے یا قحط ہونے کا خیال اور ہمیشہ اُسی پر چرچا رہتا تھا ✦

مصر میں قحط ہونے کا یہ سبب بھی ہوتا ہے کہ دریائے نیل کی طغیانی کے چڑھاؤ کی بہاؤ کا رُخ اس طرح پر پڑ جاوے کہ زراعت کی زمینیں پانی پھیلنے سے محروم رہجاویں حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں اور اس سے پہلے بھی دریائے نیل بے اعتدالی کے طور پر بہتا تھا یعنی ملک مصر میں اُس کے مناسب اور یکساں بہنے کے لئے کوئی انتظام نہیں کیا گیا تھا ✦

اس زمانہ میں بھی جب کسی ندی یا دریا کا رُخ بدلتا معلوم ہوتا ہے تو لوگ اندازہ کرتے ہیں اور آپس میں چرچا کرتے ہیں کہ اتنے دنوں میں دریا اُس طرف بہنے لگیگا اور فلاں طرف کی زمینیں چھوٹ جاوینگی اسی طرح غالباً اُس زمانہ میں مصر کی نسبت اور قحط پڑنے کی نسبت چرچے ہوتے ہونگے اور بادشاہ مصر کو اُس کا بہت خیال رہتا ہوگا وہی خیال

فَلَمَّا رَاٰ قَمِیْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَیْدِكُنَّ اِنَّ كَیْدَكُنَّ عَظِیْمٌ ﴿۲۸﴾	پھر جب اُس کے خاوند نے دیکھا اُس کے کرتے کو پھٹا ہوا پیچھے سے اُس نے کہا بیشک یہ ہے تمہارے مکر سے بیشک تمہارا مکر بڑا ہے ﴿۲۸﴾

پیداوار کے زمانہ کا موٹی تازی گایوں اور ہری ہری بالوں سے اور قحط کے زمانہ کا دبلی گایوں اور سوکھی بالوں سے متمثل ہو کر فرعون کو خواب میں دکھائی دیا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے اُسی حالت کے مناسب تعبیر دی جو مطابق واقع کے ہوئی کما قال الفارابی ان التعبیر هو حدس من المعبر لیستخرج به الاصل من الفرع ؛

اگر عبری توریت کے حساب کو صحیح مانا جاوے تو یہ قحط سنہ ۲۲۹۶ دنیاوی یعنی سنہ ۱۷۰۸ قبل مسیح میں شروع ہوا تھا اور سنہ ۲۳۰۲ دنیاوی یعنی سنہ ۱۷۰۲ قبل مسیح میں ختم ہوا تھا ؛

مصر کا قحط افریقہ کے اکثر حصوں اور بالخصوص یمن میں اور تمام فلسطین میں نہایت شدید تھا مگر یہ سمجھنا کہ اُن برسوں میں اُن ملکوں میں مطلق کچھ پیدا نہیں ہوا تھا صحیح نہیں ہے بلکہ جو حال عموماً قحط زدہ ملکوں کا ہوتا ہے ویسا ہی اُن ملکوں کا تھا اور اسی لئے قرآن مجید میں سبعًا شدادًا کا لفظ آیا ہے اور شدید قحط میں یہی ہوتا ہے کہ پیداوار اُن ملکوں میں نہایت قلیل ہوتی ہے اور پھر متواتر قحط ہوتا ہے اور شدید ہو جاتا ہے کیونکہ غلہ کا ذخیرہ موجود نہیں رہتا ؛

خوابوں کی نسبت اب صرف ایک بحث باقی ہے کہ اگر وہی چیزیں خواب میں دکھائی دیتی ہیں جو دماغ میں اور خیال میں جمع ہیں تو یہ کیوں ہوتا ہے کہ بعضی دفعہ یا اکثر دفعہ وہی امر واقع ہوتا ہے جو خواب میں دیکھا گیا ہے ؛

مگر اس باب میں خواب کی حالت اور بیداری کی حالت برابر ہے۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ بیداری کی حالت میں آدمی باتیں سوچتا ہے اور اپنے دل میں قرار دیتا ہے کہ یہ ہوگا اور وہی ہوتا ہے یا کسی شخص کو یاد کرتا ہے اور وہ شخص آ جاتا ہے اور بہت دفعہ اُس کے مطابق نہیں ہوتا پس اُس کی بیداری کے خیال کے مطابق واقعہ کا ہونا ایک امر اتفاقی ہوتا ہے۔ اسی طرح خواب میں بھی جو باتیں وہ دیکھتا ہے اور وہ وہی ہوتی ہیں جو اُس کے دماغ اور خیال میں جمی ہوئی ہوتی ہیں پس کبھی اُن کے مطابق بھی کوئی واقعہ اسی طرح واقع ہوتا ہے جس طرح کہ بیداری کی حالت میں خیالات کے مطابق واقع ہو جاتا ہے ؛

ہاں اس میں شبہ نہیں کہ انبیاء اور صلحاء کے خواب بسبب اس کے کہ اُن کے نفس کو تجرد فطری و خلقی یا اکتسابی حاصل ہوتا ہے اُن کے خواب بالکل سچے اور اصلی اور مطابق اُن کی

يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرِي لِذَنْبِكِ إِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخَاطِئِينَ ﴿٢٩﴾

اے یوسف درگذر کر اس سے اور اے عورت معافی مانگ اپنے گناہ کی بیشک تو تھی خطا کرنے والوں میں سے ﴿٢٩﴾

حالت نفس کے ہوتے ہیں اور اُن سے اُن کے نفس کا تقدس اور متبرک ہونا ثابت ہوتا ہے ✤

ولقد همت به وهم بها - کی نسبت مفسرین نے بہت لمبی لمبی دور از کار بحثیں کی ہیں - کہیں اس پر بحث ہے کہ ،هم بها، کے لفظ سے حضرت یوسف سے گناہ صادر ہُوا یا نہیں - کہیں اس پر بحث ہے کہ رویت برہان سے کیا مراد ' پھر ایک روایت کہی جاتی ہے کہ حضرت یعقوب کی صورت دانتوں میں اُنگلی کاٹتے ہوئے دکھائی دی ایک روایت بتائی جاتی ہے کہ مکان کی چھت پر کچھ الفاظ لکھے ہوئے دکھائی دئیے - اسی طرح کی بہت سی بیفائدہ اور بیہودہ باتیں تفسیروں میں لکھی ہیں اور اُن پر جرح وقدح وتعدیل وتصویب کی ہے - مگر قرآن مجید کا مطلب بہت صاف ہے البتہ کسی قدر قواعد نحو کے مطابق اُس پر بحث ہوسکتی ہے اگرچہ ہمارے نزدیک اخفش و سیبویہ یا بصریئین و کوفیئین کے مستنبطہ قواعد نحو سے قرآن مجید کو جکڑنا اور اُس پر جرح محض غلط ونا واجب ہے کیونکہ کتنا ہی استقرا کیا جاوے کسی زبان کے تمام محاورات و طرز ادا اور ایڈیم کا استقرا نہیں ہوسکتا لیکن ہم اول اصلی وصاف معنی قرآن مجید کے بیان کرکے بقدر ضرورت مسئلہ نحوی پر بھی بحث کرینگے ✤

پہلی آیت میں خدا نے فرمایا تھا کہ اُس عورت نے مکان کے دروازے بند کر دئیے اور یوسف سے کہا کہ آؤ میں تیرے لئے ہوں یعنی حضرت یوسف سے فحش کی خواہش کی حضرت یوسف نے کہا خدا کی پناہ یعنی انکار کیا - اور یہ دلیل پیش کی کہ جس نے مجھ کو گھر میں رکھا ہے یعنی اُس عورت کا شوہر وہ میرا رب یعنی مربی ہے اور مجھ کو عزت سے رکھا ہے اور ظلم کرنے والے فلاح نہیں پاتے ✤

اب دوسری آیت میں جو لفظ ، وهم بها ، کا ہے اُس کے یہ معنی کہ حضرت یوسف نے اُس عورت سے فحش کا قصد کیا یا اُن کے دل میں اُس کا ارادہ آیا کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتے کیونکہ پہلی آیت میں صاف اس کام سے انکار بطور نص قطعی بیان ہوچکا ہے اور اس لئے ضرور ہے کہ ، هم بها ، کے معنی عدم وقوع ، هم ، کے ہوں پس هم بها ، لولا کی جزا ہے اور جزا بسبب اہم اور مقصود بالذات ہونے کے شرط پر مقدم ہوگئی ہے - اس لئے دوسری آیت کے صاف معنی جو نص قرآنی سے پائے جاتے ہیں یہ ہیں کہ " اگر یوسف نے

۵۷ محاورہ (احدبایا) ✤

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَنْ نَّفْسِهٖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾	اور کہا چند عورتوں نے شہر میں کہ عزیز کی عورت لگاوٹ کرتی ہے اپنے غلام سے اس کو اپنے آپے کی حفاظت سے ڈگمگا دینے کو بیشک اُس کا دل پھٹ گیا ہے محبت سے بیشک ہم دیکھتی ہیں اُس کو علانیہ گمراہی میں ﴿۳۰﴾

دلیل اپنے رب کی نہ دیکھی ہوتی یعنی نہ سمجھی ہوتی تو یوسف نے اُس کے ساتھ قصد کیا ہوتا پس قرآن مجید سے فحش کا قصد کرنا یا اُس کا ارادہ دل میں آنا حضرت یوسف کی نسبت بیان نہیں ہوا ہے ✦

رویت کا لفظ آنکھ سے ہی دیکھنے پر مخصوص نہیں ہے بلکہ دل میں جو بات یقین اور استحکام سے آجاتی ہے اُس پر بھی رویت کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس آیت میں جو لفظ، رأ، کا ہے اُس کی نسبت بھی تفسیر کبیر میں آنکھ سے دیکھنے کے معنی نہیں بیان ہوئے ہیں بلکہ اُس رویت قلبی کے معنی لئے ہیں جو انبیاء وصلحاء کو منکرات پر اقدام کرنے سے روکتی ہے ✦

فالمراد بالروئة حصول تلك الاخلاق (یعنی تطہیر نفوس الانبیاء) وتذکیر الاحوال الرادعة لهم عن الاقدام علی المنکرات۔ (تفسیر کبیر) ✦

فالهم عبارة عن جواذب الطبیعه وروئة البرهان عبارة عن جواذب العبودیة ✦ (تفسیر کبیر) ✦

اب یہ بات غور طلب ہے کہ "برھان ربه" سے کیا مراد ہے۔ تعجب ہے کہ تمام مفسرین نے پہلی آیت میں جو لفظ "ربی" ہے اُس سے وہ شخص مراد لیا ہے جس نے حضرت یوسف کو خرید کر اپنے گھر میں رکھا تھا اور پرورش کیا تھا اور دوسری آیت میں جو لفظ "ربه" ہے اُس سے خدا مراد لیا ہے جس کے لئے کوئی قرینہ نہیں ہے بلکہ بلحاظ سیاق پہلی آیت کے دوسری آیت میں بھی وہی شخص مراد ہے جو پہلی آیت میں تھا ✦

اب معنی آیت کے اور لفظ "برھان" کے بالکل صاف ہیں یعنی اگر یوسف نے یہ دلیل نہ سمجھی ہوتی کہ جس نے مجھ کو اپنے گھر میں رکھا ہے اور میرا رب یعنی مربی یا پرورش کرنے والا ہے اُس کی عورت کے ساتھ فحش ظلم ہے اور ظلم کرنے والے فلاح نہیں پاتے تو یوسف نے اُس کے ساتھ قصد کیا ہوتا ✦

اب رہی یہ بحث کہ "لولا" جب بطور شرط کے واقع ہو تو جزا کا اس پر مقدم کرنا بموجب قواعد مستنبطہ نحو جائز ہے یا نہیں اُس کی نسبت تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ ہم اس بات

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّ اٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾

پھر جب عزیز مصر کی عورت نے سنیں اُن کی مکر کی باتیں اُن کے پاس بلاوا بھیجا اور طیار کی اُن کے لئے دعوت اور دی اُن میں سے ہر ایک کو چھری اور کہا (یوسف کو) نکل آ اُن کے سامنے پھر جب اُن عورتوں نے یوسف کو دیکھا تو اُس کو بڑا جانا اور کاٹ لئے اپنے ہاتھ اور کہنے لگیں دوہائی خدا کی نہیں ہے یہ انسان نہیں ہے مگر بزرگ فرشتہ ﴿۳۱﴾

لا نسلم ان یوسف علیہ السلام هم بها والدلیل علیہ انہ تعالٰی قال وهم بها لولا ان راء برهان ربه وجواب لولا ههنا مقدم هو کما یقال۔ قد کنت من الهالکین لولا ان فلانا خلصك۔ (تفسیر کبیر) +

کو نہیں مانتے کہ حضرت یوسف نے اُس عورت کے ساتھ قصد کیا تھا کیونکہ خدا نے کہا ہے کہ اُس کے ساتھ قصد کیا ہوتا اگر نہ دیکھتا دلیل اپنے پروردگار کی۔ اس جگہ جواب لولا کا مقدم ہے اور اُس کی ایسی مثال ہے کہ کوئی کہے کہ تو ہوتا مرے ہوؤں میں سے اگر نہ فلاں شخص تجھ کو بچاتا +

اس پر زجاج کا اعتراض نقل کیا ہے اس کا اعتراض یہ ہے کہ 'لولا' کا جواب پہلے لانا شاذ ہے اور کلام فصیح میں موجود نہیں ہے +

اس کا جواب اُنہوں نے یہ دیا ہے کہ جواب 'لولا' کا مؤخر لانا بہتر ہے مگر مقدم لانا ناجائز نہیں ہے اور جواب 'لولا' کے مقدم آنے پر سورہ قصص کی اس آیت سے سند لی ہے واصبح فواد ام موسے فارغا ان کادت لتبدی به لولا ان ربطنا علی قلبها لتکون من المومنین (سورہ قصص)۔ موسے کی ماں کا دل بے صبر ہو گیا قریب تھا کہ اُس کو ظاہر کر دیوے اگر ہم نے نہ بندش رکھی ہوتی اُس کے دل پر +

اس پر زجاج کا دوسرا اعتراض نقل کیا ہے کہ 'لولا' کا جواب بغیر لام کے نہیں آتا اگر 'همّ بها' 'لولا' کا جواب ہوتا تو یوں کہا جاتا۔ ولقد همت به ولهم بها لولا ان رأ برهان ربه +

اس کا جواب یہ دیا ہے کہ 'لولا' کا جواب لام کے ساتھ آتا ہے مگر اس سے لازم نہیں آتا کہ بغیر لام کے لانا جائز نہیں ہے +

اس کے بعد تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ 'لولا' جواب چاہتا ہے اور یعنی 'وهم بها' اُس کا جواب ہو سکتا ہے پھر ضرور ہے کہ وہ اُس کا جواب ہے۔ یہ بات کہنی نہیں چاہیئے کہ ہم اُس کے جواب کو مضمر مانینگے اور بہت جگہ قرآن میں جواب کو چھوڑ دیا جاتا ہے کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ اس بات میں

قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِي لُمْتُنَّنِي فِيهِ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهُ عَنْ نَّفْسِهِ فَاسْتَعْصَمَ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَا اٰمُرُهُ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ (۳۲)	عزیز مصر کی عورت نے کہا کہ یہ وہی ہے کہ جس کی بات تم مجھ کو ملامت کرتی ہو اور بیشک میں نے اس سے لگاوٹ کی اُس کو اپنے آپے کی حفاظت سے ڈگمگانے کو پھر وہ بچا رہا اور اگر وہ نہ کریگا جو میں اس کو کہتی ہوں تو وہ ضرور قید کیا جاویگا اور البتہ ہوگا چھٹ بھیوں میں سے (۳۲)

کہ قرآن میں جواب چھوڑ دیا گیا ہے کچھ جھگڑا نہیں ہے مگر اصلی بات یہ ہے کہ جواب کا محذوف ہونا نہیں چاہئے صرف اُسی جگہ اُس کا حذف کرنا یا چھوڑنا بہتر ہوتا ہے جب کہ لفظ میں ایسی دلالت پائی جاوے کہ اُس سے وہ جواب محذوف متعین ہو جاوے اور اگر اس جگہ ہم جواب کو محذوف مانیں تو لفظ میں کوئی دلالت ایسی نہیں ہے جو جواب محذوف کو متعین کر دے اور اس جگہ بہت سے جواب مضمر ہو سکتے ہیں اور ایک کو باقیوں سے بہتر سمجھنے کی دلیل نہیں ہے۔ انتہیٰ ✦

صاحب تفسیر کبیر نے اس بات کی کوئی مثال نہیں دی کہ ، لولا ، کا جواب بغیر لام کے بھی آیا ہے مگر قرآن مجید میں متعدد اس کی مثالیں ہیں سورہ نور میں ہے۔ ولولا فضل الله علیکم و رحمته مازکی منکم من احد ابدا (آیت ۲۱) - اور سورہ واقعہ میں ہے۔ فلولا ان کنتم غیر مدینین ترجعونها ان کنتم صٰدقین (آیت ۸۵ و ۸۶) - اور اس شعر زمانہ جاہلیت میں بھی جواب ، لولا ، کا بغیر لام کے آیا ہے اور وہ شعر یہ ہے :-

ولولا انني رحيل حرام　　هممت قربها ولثمت فاها

اور فرزدق نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی شان میں کہا ہے :-

ماقال لا قط الا فی تشهده　　لولا التشهد کانت لاؤه نعم

اگرچہ ان آیتوں اور شعروں میں ، لولا ، کا جواب موخر ہے مگر جب کہ اُس کا جواب بحالت موخر ہونے کے بغیر لام کے آیا ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ بحالت مقدم ہونے کے بغیر لام کے نہ آوے چنانچہ ہم اس کی مثال بھی پیش کرینگے ✦

بلاشبہ صاحب تفسیر کبیر نے نہایت عمدہ طریق پر بیان کیا ہے کہ 'وهم بها' جواب مقدم ہے ، لولا ، کا لیکن ہم مختصر طور پر یہ بات کہتے ہیں کہ خود قرآن مجید سے ثابت ہے کہ 'وهم بها' جواب مقدم ہے ، لولا ، کا کیونکہ پہلی آیت سے کسی قسم کے 'هم' یعنی قصد سے انکار بیان ہو چکا ہے۔ تو دوسری آیت میں ہر قسم کے 'هم' یعنی قصد سے نفی ہونی چاہئے اور اُسکی نفی نہیں ہوتی جب تک کہ ، وهم بها ، کو ، لولا ، کا جواب مقدم نہ قرار دیا جاوے پس نص قرآنی سے ثابت ہے کہ ، هم بها ، جواب مقدم ، لولا ، کا ہے ✦

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْ اِلَیْهِ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ کَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَاَکُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۳۳﴾	یوسف نے کہا اے میری پروردگار قید خانہ مجھے زیادہ پیارا ہے اُس بات سے جو وہ مجھ سے چاہتی ہیں۔ اور اگر تو نہ پھیریگا مجھ سے اُن کا مکر (تو مجھے خوف ہے) میں جھک جاؤنگا اُن کی طرف اور ہو جاؤں جاہلوں میں سے ﴿۳۳﴾

ہم اسی قدر پر اکتفا کرنا نہیں چاہتے بلکہ بیان کرتے ہیں کہ عرب کے اشعار میں بغیر لام کے بھی لولا کا جواب مقدم آیا ہے امرأ القیس کہتا ہے ✦

یغالین فیه الجزء لولا هواجر　　جنادبها صرعی لهن نصیص

غلو کریں وہ اُونٹنیاں قناعت کرنے میں پانی سے چارہ پر اگر ایسی دو پہر نہ ہوتی جس میں ٹڈیاں زمین پر گر پڑی ہیں اور وہ چر چر بول رہی ہیں گویا ہنے کی وہ چرچراہٹ ہی ✦

زہیر جو بہت مشہور اور قدیم شاعر زمانہ جاہلیت کا ہے کہتا ہے :-

الجد فی غیرهم لولا مآثره　　وصبر نفسه والحرب تستعر

بزرگی اس کے سوا اوروں میں ہوتی ہے اگر نہ ہوتی اُس کی یعنی ممدوح کی خوبیاں اور استقلال نفس ایسی حالت میں کہ لڑائی بھڑک رہی ہے ✦

(شہد شاهد)۔ شاهد کا لفظ زیادہ تر گواہ کے معنوں میں مستعمل ہے مگر ایسے گواہ پر جس نے اُس واقعہ کو جس کا وہ گواہ ہے بچشم خود دیکھا ہو اس لئے قرآن مجید کے ترجموں نے اس کا ترجمہ کیا ہے (گواہی داد گواہے) اور اردو میں ترجمہ کیا ہے (گواہی دی گواہ نے) مگر یہ ترجمہ صریح غلط ہے کیونکہ اگر، شاهد، کے معنی گواہ کے لئے جاویں تو اُس کی گواہی "ان کان قمیصه قد من قبل الی آخرہ" ہوگی اور صاف ظاہر ہے کہ وہ گواہی نہیں ہے بلکہ وہ ایک واقعہ کی نسبت حکم یا فیصلہ ہے پس خود سیاق قرآن ان معنوں سے جو مترجموں نے اختیار کئے ہیں انکار کرتا ہے اسی لئے اُس تفسیر کے مصنف نے جو تفسیر ابن عباس کے نام سے مشہور ہے "شہد شاهد" کی تفسیر میں لکھا ہے حکم حاکمٌ شاہد سے حاکم مراد لینا گو سیاق قرآن کے مناسب ہو مگر لفظ کی دلالت سے بہت بعید ہے ✦

شہد اور شاهد کا لفظ جیسا کہ گواہ کے معنوں میں مستعمل ہے اُس سے زیادہ حاضر اور موجود ہونے کے معنوں میں مستعمل ہے پس صحیح ترجمہ اُن لفظوں کا وہ ہے جو ہم نے اختیار کیا ہے کہ (حاضر ہوا حاضر ہونے والا) یعنی اُس تنازع کے وقت جو اُس عورت اور حضرت یوسف میں ہوا ایک شخص آیا اور اُس نے یہ فیصلہ کیا کہ، "ان کان قمیصه قد من قبل الخ" ✦

فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۚ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾	پھر قبول کی اُس کی دعا اُس کے پروردگار نے پھیر دیا اُس سے اُن کا مکر بیشک وہ سننے والا ہی جاننے والا ﴿۳۴﴾

اب اس بات پر بحث ہی کہ وہ شاہد کون تھا۔ تفسیر کبیر میں متعدد روایتیں اسکی نسبت لکھی ہیں جو اسی قسم کی ہیں جیسے کہ بے سروپا روایتیں تفسیروں میں ہوتی ہیں۔ مگر وہ روایت جس پر ایک گروہ مفسرین کو اتفاق ہے اس قابل ہے کہ اُس پر اعتماد کیا جاوے اور وہ یہ ہے کہ اُس عورت کا ایک چچازاد بھائی تھا اور وہ ایک حکیم آدمی تھا اتفاق سے اُس وقت وہ بادشاہ کے ساتھ تھا اور اُس عورت کے پاس جانے والا تھا اُس نے کہا کہ میں نے دروازہ سے ورے کھینچا تانی اور آواز قمیص پھٹنے کی سنی مگر میں نہیں جانتا کہ تم دونوں میں سے کون آگے تھا۔ پس اگر کرتا آگے سے پھٹا ہو تو تو سچی ہے اور وہ شخص جھوٹا ہے اور اگر پیچھے سے پھٹا ہو تو وہ شخص سچا ہے اور تو جھوٹی ہے۔ پھر جب قمیص کو دیکھا اور معلوم ہوا کہ وہ پیچھے سے پھٹا ہے تو اُس عورت کے چچازاد بھائی نے کہا کہ بیشک یہ تمہارا مکر ہے اور بیشک تمہارا مکر بڑا ہے۔ یعنی یہ تمہارا کام ہے۔ پھر اُس نے یوسف سے کہا کہ اس سے درگذر کرو اور اس کو پوشیدہ رکھو اور اُس عورت سے کہا کہ تو معافی مانگ اپنے گناہ سے۔ یہ قول ہے ایک گروہ عظیم کا مفسرین میں سے "پس یہ روایت ایسی ہے کہ اُس کو تسلیم کیا جا سکتا ہے اور اس روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ شہد شاهد کا لفظ بمعنی گواہ کے نہیں آیا بلکہ ایسے شخص کی نسبت آیا ہے جو وہاں حاضر تھا +

انه كان لها ابن عم وكان رجلا حكيما واتفق في ذلك الوقت انه كان مع الملك يريدان يدخل عليها فقال قد سمعنا الجلبة من وراء الباب وشق القميص الا انا لا ندري ايكما صاحبه فان كان شق القميص من قدامه فانت صادقة والرجل كاذب ان كان من خلفه فالرجل صادق وانت كاذبة فلما نظروا الى القميص وراوا الشق من خلفه قال ابن عمها انه من كيدكن ان كيدكن عظيم اى من عملكن ثم قال ليوسف اعرض عن هذا واكتمه وقال لها استغفرى لذنبك وهذا قول طائفة عظيمة من المفسرين - (تفسیر کبیر) +

انتیسویں اور تیسویں آیت کے اکثر الفاظ نہایت غور طلب ہیں اور مفسرین نے بلاشبہ اُن پر غور کی ہے۔ اور اپنی سمجھ کے موافق اُن کی تفسیر بھی بیان کی ہے مگر تشفی کے قابل نہیں ہے خصوصاً اس وجہ سے کہ وہ تفسیر نامعتمد روایتوں پر مبنی ہے ہم چاہتے ہیں کہ جہاں تک ہو سکے خود قرآن مجید کی دوسری آیتوں سے اُن کی تفسیر سمجھیں +

اُن آیتوں میں ہے کہ جب شہر کی عورتوں نے حضرت یوسف کے ساتھ عزیز مصر کی عورت کے عشق کا چرچا کیا اور کہا کہ وہ علانیہ گمراہی میں ہے اور جب عزیز مصر کی عورت نے اُن کا چرچا کرنا سنا تو اُن کو دعوت میں بلایا جس میں حضرت یوسف بھی موجود ہوئے۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ وہ چار یا پانچ عورتیں تھیں ایک عزیز مصر کے شراب پلانے والی کی عورت۔ دوسری اُس کی روٹی

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾	اس کے بعد پیدا ہوئی اُن کی لئے بعد اُس کے کہ دیکھیں اُنھوں نے نشانیاں کہ قید کریں یوسف کو ایک مدت تک ﴿۳۵﴾

پکانے والے یعنی داروغہ باورچیخانہ کی عورت۔ تیسری افسر جیل خانہ کی عورت چوتھی داروغہ اصطبل کی عورت۔ پانچویں حاجب یعنی افسر منتظم دربار کی عورت ✤

اِن آیتوں میں جو الفاظ قابل غور ہیں منجملہ اُن کے ایک لفظ "بمکرھن" ہے یعنی جب عزیز مصر کی عورت نے اُن عورتوں کا چرچا کرنا سُنا تو اُس کو بلفظ "بمکرھن" تعبیر کیا۔ پس غور کرنے کی بات ہی کہ اُن کے اس چرچے کو کیوں اس لفظ سے تعبیر کیا۔ تفسیر کبیر میں اور اسی طرح اور تفسیروں میں لفظ "بمکرھن" کی تفسیر بقولھن کی ہے پھر اس پر بحث کی ہے کہ اُن کے قول کو مکر کے لفظ سے کیوں تعبیر کیا ہے۔ تفسیر کبیر میں اس کی تین وجہیں لکھی ہیں جو صحیح نہیں معلوم ہوتیں ✤

اول یہ کہ۔ اس چرچے سے اُن کا مطلب یہ تھا کہ عزیز مصر کی عورت ہم کو بھی یوسف دکھا دے مگر یہ کسی قدر بعید از عقل ہے کہ اُن عورتوں نے جو عزیز مصر کے محل میں آنے جانے والی اور اُس کے افسروں کی عورتیں تھیں اور حضرت یوسف بھی وہیں رہتے تھے اور اُنھوں نے اُن کو کبھی نہ دیکھا ہو ✤

دوسرے یہ کہ عزیز مصر کی عورت کے عشق کا راز اُن کو معلوم تھا مگر اُس کے چھپانے کو کہا تھا جب انھوں نے اُس کا چرچا کیا تو یہ دغا بازی و مکر ہوا۔ تسلیم کرو کہ دغا بازی اور خلاف وعدگی ہوئی رازداری نہ ہوئی مگر اُس میں مکر کیا ہوا ✤

تیسرے یہ کہ انھوں نے عزیز مصر کی عورت کی پوشیدہ پوشیدہ غیبت کی جو مکر کے مشابہ تھی اس توجیہ کا بودا پن خود اُس سے ظاہر ہے اب ہم قرآن مجید ہی سے تلاش کرتے ہیں کہ اُن عورتوں نے جو چرچا کیا اُس پر مکر کا کیوں اطلاق کیا۔ قرآن مجید کی اور آیتوں سے جن کا ہم ذکر کرینگے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورتیں خود حضرت یوسف کے عشق میں مبتلا تھیں اور حضرت یوسف کو اپنی طرف ملتفت کرنا چاہتی تھیں اور ظاہر میں عزیز مصر کی عورت کو یوسف کے عشق پر ملامت کرتی تھیں۔ اور اس لئے اُن کے اُس چرچے اور ملامت کرنے کو اُن کے مکر سے تعبیر کیا ہے۔ اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ عورتیں معہ عزیز مصر کی عورت کے اُس عشق بازی میں شریک تھیں اور ایک کو دوسری کا حال معلوم تھا اور اسی سبب سے عزیز مصر کی عورت نے اُن کی بات چیت کو مکر سے تعبیر کیا اور بسبب رازدار ہونے کے یوسف کی دعوت میں اُن کو بُلایا اور سب نے ملکر حضرت یوسف کو فحش کے ارتکاب پر مجبور کرنا یا اُن کو کسی جرم کے حیلہ میں پھنسانا چاہا تھا کیونکہ حضرت یوسف پہلے جرم کے اتہام سے بری ہو چکے تھے۔ اور وہ مجلس جس میں حضرت یوسف اور وہ عورتیں بُلائی

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّي أَرَانِي أَعْصِرُ خَمْرًا وَقَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَرَانِي أَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِي خُبْزًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبِّئْنَا بِتَأْوِيلِهِ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ (۳۶) قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا ذَٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ (۳۷) وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ مَا كَانَ لَنَا أَنْ نُشْرِكَ بِاللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ذَٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ (۳۸) يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَأَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (۳۹)

اور داخل ہوئے اُس کے ساتھ قید خانہ میں دو جوان ایک نے اُن دونوں میں سے کہا کہ بیشک میں دیکھتا ہوں اپنے کو کہ نچوڑتا ہوں شراب کو (یعنی انگوروں کو) اور دوسرے نے کہا کہ بیشک میں دیکھتا ہوں اپنے کو کہ اُٹھائی ہیں میں نے اپنے سر پر روٹیاں اُس میں سے پرند کھاتے ہیں بتا ہم کو اسکی تعبیر بیشک ہم دیکھتے ہیں تجھ کو نیک لوگوں میں سے (۳۶) یوسف نے کہا کہ نہ آنے پاویگا تمہارے پاس کھانا کہ وہ دیا جاتا ہے مگر بتاؤں گا میں تم دونوں کو اُس کی تعبیر اس سے پہلے کہ تعبیر کا مصداق تمہارے پاس آوے یہ ہی تمہارے لئے اُس چیز سے ہے کہ سکھایا ہے مجھ کو میرے پروردگار نے بیشک میں نے چھوڑ رکھا ہے (یعنی کبھی پیروی نہیں کی) اُن لوگوں کے دین کی جو نہیں ایمان لاتے اللہ پر اور وہ آخرت سے بھی منکر ہیں (۳۷) اور تابعداری کی میں نے اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کے دین کی اور نہیں ہے ہمارے لئے کہ ہم شریک کریں اللہ کے ساتھ کوئی چیز یہ ہی فضل اللہ کا ہم پر اور آدمیوں پر و لیکن اکثر آدمی شکر نہیں کرتے (۳۸) اے میرے دونوں ساتھیو قید خانہ کے کیا چند معبود (جدا جدا کاموں کے) بہتر ہیں یا ایک خدائے واحد اور سب پر غالب (۳۹)

گئی تھیں دعوت کی تھی جس میں متعدد قسم کے کھانے تھے اور اُن کے کاٹنے کے لئے ہر ایک کو چھری دیگئی تھی چنانچہ تفسیر کبیر اور نیز تفسیر موسوم بہ ابن عباس میں لکھا ہے کہ وہ عورتیں دعوت میں بلائی گئی تھیں اور پھل کاٹنے یا گوشت کاٹنے کو چھریاں اُن کو دی تھیں اور وہ گوشت کو چھری سے کاٹ کر کھاتی تھے مگر اُن عورتوں نے صرف حضرت یوسف کو جرم میں پھنسانے کے لئے خود دانستہ اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور اسی جرم کے اتہام میں اُن کو قید خانہ میں بھیجا ✦

حاصل الکلام انہا دعت اولئک النسوۃ داعتدت لکل واحدۃ منہن سکینا اما لاجل کل الفاکہۃ اولاجل قطع اللحم (تفسیر کبیر) ✦ واتت (اعطت) کل واحدۃ منہن سکینا تقطع بہا اللحم لانہم کانوا لایاکلون الا مایقطعون بسکاکینہم (تفسیر ابن عباس) ✦

اب اس مطلب کو ہم قرآن مجید کی آیتوں سے ثابت کرتے ہیں جب بادشاہ نے خواب کی تعبیر ول

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٠﴾ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّاۤ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ﴿٤١﴾ وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ﴿٤٢﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْۤ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ﴿٤٣﴾ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿٤٤﴾

نہیں عبادت کرتے تم اللہ کے سوا (کسی اور کی) مگر کہ وہ نام ہیں کہ تم نے اور تمہارے باپ دادا نے اُنکے نام رکھ لئے ہیں نہیں بھیجی ہے اُن پر اللہ نے کوئی دلیل نہیں ہے حکم کرنا مگر خدا کو۔ اُس نے حکم کیا ہے کہ نہ عبادت کرو مگر اُسی کی یہ ہے دین درست و لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے (٤٠) ای میرے دونوں ساتھیو قید خانہ کے لیکن تم دونوں میں کا ایک پس پلائیگا اپنے مالک یعنی بادشاہ کو شراب لیکن دوسرا پس سولی دیا جاویگا اور اُسکے سر میں سے پرند کھاوینگے فیصل کردیا گیا وہ امر جس میں تم دونوں نے پوچھا تھا (٤١) اور یوسف نے اُن دونوں میں سے اُس سے جسکی نسبت گمان کیا تھا کہ وہ چھوٹ جاویگا کہا کہ ذکر کیجیو میرا اپنے مالک سے۔ پھر بھلا دیا اُس کو شیطان نے ذکر کرنے کو اپنے مالک سے پھر یوسف رہا قید خانہ میں چند برس تک (٤٢) اور کہا بادشاہ نے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ سات موٹی گائیں کھاتی ہیں سات دبلیوں کو۔ اور سات ہری بالیں اور اور سوکھی ہوئی لے دربار یو مجھ کو جواب دو میرے خواب (کے باب) میں اگر تم خواب کی تعبیر دیتے ہو (٤٣) اُنہوں نے کہا کہ یہ تو پریشان خواب ہیں اور ہم پریشان خوابوں کی تعبیر جاننے والے نہیں ہیں (٤٤)

کو جو حضرت یوسف نے دی تھیں سنکر کہا کہ حضرت یوسف کو قید خانہ سے لاؤ تو جو شخص لینے آیا تھا اُس سے حضرت یوسف نے کہا کہ تو پھر جا اپنے مالک کے پاس اور اُس سے پوچھ کہ کیا حال ہے

فارجع الی ربک فسئلہ ما بال النسوة التی قطعن ایدیہن ان ربی بکیدہن علیم (آیت ٥٠)

اُن عورتوں کا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے بیشک میرا رب یعنی وہ جس نے میری پرورش کی ہے اُن کے مکر کو جانتا ہے۔ اِس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُنہوں نے اپنے ہاتھ خود مکر کرنے کی لئے کاٹے تھے۔

اُس پر بادشاہ نے یا عزیز مصر نے اُن سے پوچھا کہ تمہاری کیا حالت تھی جب کہ تم نے لگاوٹ

قال ما خطبکن اذ راودتن یوسف عن نفسہ قلن حاش للہ ما علمنا علیہ من سوء (آیت ٥١)

کی یوسف سے اُس کو اپنے آپ کی حفاظت سے ڈگمگا دینے کو اُن عورتوں نے کہا دہائی خدا کی

وَقَالَ الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ أَنَا أُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِ ﴿۴۵﴾ يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعِ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ لَعَلِّي أَرْجِعُ إِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿۴۶﴾ قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَأَبًا فَمَا حَصَدْتُمْ فَذَرُوهُ فِي سُنْبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تَأْكُلُونَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تُحْصِنُونَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ ﴿۴۹﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ ﴿۵۰﴾

اور کہا اُن دونوں میں سے اُس نے جو چھوٹ گیا تھا اور ایک مدت بعد یاد کیا کہ میں بتادونگا تم کو اُس کی تعبیر پس مجھ کو بھیجدو (یعنی جانے دو قید خانہ میں) ﴿۴۵﴾ اے یوسف اے سچے ہم کو جواب دے سات موٹی گائیوں کے سات دبلیوں کے کھا لینے میں اور سات ہری بالوں اور اَور سوکھی ہوئی میں تاکہ میں لوگوں کے پاس جاؤں تاکہ وہ جان لیں ﴿۴۶﴾ یوسف نے کہا تم کھیتی کرو چار برس پے در پے پھر جو کچھ تم کاٹو اُس کو اُسی کی بالوں میں چھوڑ دو مگر تھوڑی سی کو جس میں سے تم کھاؤ ﴿۴۷﴾ پھر آوینگے اُس کے بعد سات برس نہایت سخت (یعنی قحط کے) وہ کھا لینگے جو کچھ پہلے سے اُن کے لئے تم نے اُٹھا رکھا تھا مگر اُس میں سے تھوڑا سا جو تم بچا رکھو ﴿۴۸﴾ پھر اُن کے بعد ایک برس آویگا اُس میں مینہ برسایا جاویگا لوگوں پر اُس میں (انگور) نچوڑینگے ﴿۴۹﴾ اور بادشاہ نے کہا اُس کو (یعنی یوسف کو) میرے پاس لے آؤ پھر جب اُس کے (یعنی یوسف کے) پاس ایلچی آیا تو یوسف نے کہا کہ اپنے مالک کے پاس پھر جا اور اُس سے پوچھ کہ کیا حال ہے اُن عورتوں کا جنہوں نے کاٹ لئے اپنے ہاتھ بیشک میرا مالک (فی تفسیر ابن عباسؓ فی سیدی) اُن کے مکر کو جانتا ہے ﴿۵۰﴾

ہم نے یوسف میں کوئی بُرائی نہیں جانی - اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جس طرح عزیز مصر کی عورت نے حضرت یوسف سے لگاوٹ کی باتیں کی تھیں وہی حال اُن عورتوں کا تھا جنہوں نے دانستہ مکر کرنے کے لئے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے ❖

تفسیر کبیر میں بادشاہ کے اس قول کی نسبت " اذ راودتن یوسف عن نفسه " دو احتمال لکھے ہیں ایک یہ کہ اگرچہ راودتن صیغہ جمع کا ہے لیکن اُس سے مراد واحد ہے یعنی وہی عورت عزیز مصر کی - مگر یہ احتمال محض غلط ہے اول تو اس لئے کہ صیغہ جمع سے واحد مراد لینے کی کوئی وجہ نہیں دوسرے یہ کہ بادشاہ نے یوسف کے پیغام پر پوچھا کہ

ان قوله اذ راودتن یوسف عن نفسه وان کانت صیغة الجمع فالمراد منها الواحدة کقوله تعالیٰ الذین قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لکم (والثانی) ان المراد منه خطاب الجماعة ثم ههنا وجهان (الاول) ان کان واحدة منهن راودت یوسف عن نفسها (والثانی) ان کل واحدة منهن راودت یوسف لاجل امرأة العزیز ❖
تفسیر کبیر

قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوسُفَ عَنْ نَّفْسِهِ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ قَالَتِ امْرَأَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ أَنَا رَاوَدْتُّهُ عَنْ نَّفْسِهِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۵۱﴾ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّيْ لَمْ أَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَأَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَآ أُبَرِّئُ نَفْسِيْ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ إِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۳﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهِ أَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ أَمِيْنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْأَرْضِ إِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۵﴾ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾

یوسف کے مالک نے کہا (یعنی اُن عورتوں سے پوچھا) کہ تمہاری کیا حالت تھی جب کہ تم نے لگاوٹ کی باتیں کیں یوسف سے اُس کو اپنے آپے کی حفاظت سے ڈگمگا دینے کو۔ انہوں نے کہا کہ دوہائی خدا کی ہم نے اس پر کوئی برائی نہیں جانی۔ عزیز کی عورت نے کہا کہ اب کھل گئی سچی بات میں نے لگاوٹ کی باتیں کیں یوسف سے اس کو اپنے آپے کی حفاظت سے ڈگمگا دینے کو اور بیشک وہ کچھ شبہ نہیں کہ سچوں میں سے ہے ﴿۵۱﴾ یہ اس لئے تھا تاکہ عزیز جان لے کہ میں نے اُس کے پیچھے اُس کی خیانت نہیں کی اور کہ اللہ نہیں چلنے دیتا خیانت کرنے والوں کے مکر کو ﴿۵۲﴾ اور میں اپنے آپ کو بری نہیں کرتا بیشک نفس البتہ فریب دینے والا ہے برائی پر مگر اُس وقت کہ میرا پروردگار مہربانی کرے بیشک میرا پروردگار بخشنے والا ہی مہربانی کرنے والا ﴿۵۳﴾ اور بادشاہ نے کہا کہ اُس کو میرے پاس لاؤ میں اُس کو خاص اپنے لئے (یعنی اپنی خدمت کیلئے) کرونگا۔ پھر جب بادشاہ نے اُس سے (یعنی یوسف سے) بات چیت کی تو کہا بیشک تو آج کے دن بڑے درجہ کا امانت دار ہے ﴿۵۴﴾ یوسف نے کہا کہ مجھ کو مقرر کرو زمین کے خزانوں پر بیشک میں نگہبانی کرنے والا جاننے والا ہوں ﴿۵۵﴾ اور اسی طرح ہم نے منزلت دی یوسف کو اُس زمین (یعنی ملک مصر) میں رہتا تھا اُس ملک میں جہاں چاہتا تھا۔ پہنچا دیتے ہیں ہم اپنی رحمت جس کو ہم چاہتے ہیں اور نہیں ضائع کرتے بدلا نیک کام کرنے والوں کا ﴿۵۶﴾ اور البتہ آخرت کا بدلا بہتر ہے اُن لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں اور پرہیزگار ہوتے ہیں ﴿۵۷﴾

تھا اور حضرت یوسف نے صاف کہا تھا کہ اُن عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے پس اُنہی عورتوں سے بادشاہ نے ،، اذ راودتن یوسف عن نفسہ ،، کہکر سوال کیا پس تحقیق معلوم ہوا کہ وہ صیغہ جمع کا اُن عورتوں کی نسبت بولا گیا ہے جو تعداد میں چار پانچ تھیں پھر اُس سے واحد مراد لینا خلاف واقع اور خلاف حقیقت ہے۔ دوسرا احتمال یہ لکھا ہے کہ اُس سے گروہ عورتوں کا مراد ہے خواہ اُن میں سے ہر ایک نے حضرت یوسف کو خود اپنے ساتھ فحش کرنے کی لگاوٹ کی ہو خواہ عزیز مصر کی عورت

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْٓ اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۵۹﴾ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۲﴾ فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۶۳﴾ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۶۴﴾

اور آئے یوسف کے بھائی پھر اُس کے سامنے گئے یوسف نے اُن کو پہچانا اور وہ اُس کو نہیں پہچانتے تھے ﴿۵۸﴾ اور جب مہیا کر دیا اُن کو اُن کا سامان تو کہا کہ لاؤ میرے پاس بھائی اپنے کو جو کہ تمہارے باپ سے ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں کو پورا پیمانہ دیتا ہوں اور میں بہت اچھی مہمانی کرنیوالوں سے ہوں ﴿۵۹﴾ پھر اگر تم اُس کو نہ لاؤگے تو تمہارے لئے میرے پاس پیمانہ نہیں ہے (یعنی تم کو اناج نہیں دینے کا) اور میرے پاس مت آؤ ﴿۶۰﴾ اُنہوں نے کہا کہ ہم اُس بھائی کی نسبت اُس کے باپ سے بات چیت کرینگے اور بیشک ہم (اس کام کو) کرنے والے ہیں ﴿۶۱﴾ یوسف نے اپنے خدمت گذاروں سے (فی تفسیر ابن عباس لفتیانہ لخدامہ) کہا کہ رکھ دو اُن کی پونجی (یعنی روپیہ جو اُنہوں نے غلہ کے عوض میں دیا تھا) اُن کی خورجیوں میں شاید کہ وہ اُس کو جان لینگے جب کہ پھر کر جاوینگے اپنے لوگوں میں شاید کہ وہ پھر آویں ﴿۶۲﴾ پھر جب وہ پھر کر گئے اپنے باپ کے پاس تو اُنہوں نے کہا اے ہمارے باپ منع کیا گیا ہے ہم سے پیمانہ (یعنی اناج دینا) پھر بھیج ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو تاکہ ہم پیمانہ لیں اور بیشک ہم اُس کے لئے البتہ نگہبان ہیں ﴿۶۳﴾ یعقوب نے کہا کہ میں تم کو اُس پر امانت دار نہ بناؤں مگر جیسے کہ میں نے امانت دار کیا تھا تم کو اُس کے بھائی پر اس سے پہلے۔ پھر اللہ بہتر ہی حفاظت کرنیوالا اور وہ بہت بڑا مہربان ہے مہربانوں کا ﴿۶۴﴾

کے ساتھ مگر گو یہ احتمال اُس تفسیر کا مؤید ہے جو ہم نے بیان کی ہے مگر اس احتمال میں بھی جو دو شقیں بیان ہوئی ہیں اُن میں سے ہم پہلی شق کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ وہ زیادہ تر الفاظ قرآن کے مناسب ہے ❊

ان آیتوں کے بعد کی آیت میں جو عزیز مصر کی عورت کا یہ قول ہے کہ یہ وہی شخص ہے جس کی بابت تم مجھ کو ملامت کرتی ہو۔ قالت فذلکن الذی لمتننی فیہ (آیت ۳۲) ❊ اس کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے کہ اُن کی ملامت یوسف کے ساتھ عشق رکھنے کی تھی مفسرین نے اس واقعہ کی صورت اس طرح سمجھی ہے کہ اُن عورتوں نے حضرت یوسف کو کبھی نہیں دیکھا تھا اور عزیز مصر کی عورت نے اُن کو دعوت میں بلایا کہ جب وہ یوسف کے حسن جمال کو دیکھینگی تو ملامت نہیں کرنے کی جب اُنہوں نے دفعۃً حضرت یوسف

وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ
رُدَّتْ إِلَيْهِمْ قَالُوا يَا أَبَانَا مَا
نَبْغِي هَٰذِهِ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ
إِلَيْنَا وَنَمِيرُ أَهْلَنَا وَنَحْفَظُ أَخَانَا
وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيرٍ ذَٰلِكَ كَيْلٌ
يَسِيرٌ ﴿۶۵﴾ قَالَ لَنْ أُرْسِلَهُ مَعَكُمْ
حَتَّىٰ تُؤْتُونِ مَوْثِقًا مِنَ اللَّهِ
لَتَأْتُنَّنِي بِهِ إِلَّا أَنْ يُحَاطَ
بِكُمْ فَلَمَّا آتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ
قَالَ اللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿۶۶﴾
وَقَالَ يَا بَنِيَّ لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ
وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ
مُتَفَرِّقَةٍ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ
مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ
عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿۶۷﴾ وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ
أَمَرَهُمْ أَبُوهُمْ مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ
مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ
يَعْقُوبَ قَضَاهَا وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِمَا عَلَّمْنَاهُ
وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۶۸﴾ وَلَمَّا دَخَلُوا
عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ أَخَاهُ قَالَ إِنِّي أَنَا
أَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۶۹﴾

اور جب اُنہوں نے کھولا اپنا اسباب اُنہوں نے پایا کہ اُن کی پونجی پھیر دی گئی ہے اُنہیں کو اُنہوں نے کہا کہ ای ہمارے باپ ہم کیا چاہیں اس سے زیادہ ہماری پونجی پھیر دی گئی ہے ہم کو۔ اور (وہاں جاکر) اناج لادیں اپنے لوگوں کے لئے اور حفاظت کریں اپنے بھائی کی اور زیادہ لادیں پیمانہ ایک اونٹ کا (یعنی اناج ایک اونٹ کے بوجھ کے لائق) یہ پیمانہ (یعنی اناج جو لائے ہیں) تھوڑا ہے ﴿۶۵﴾ یعقوب نے کہا کہ ہرگز میں نہ بھیجونگا اُس کو تمہارے ساتھ جب تک تم نہ دو پکا قول خدا سے کہ ضرور پھر لاؤگے اُس کو میرے پاس مگر یہ کہ تم گھیر لئے جاؤ (یعنی گرفتار ہو جاؤ) پھر جب یعقوب کو اُنہوں نے پکا عہد دیا تو یعقوب نے کہا کہ اللہ اُس پر جو ہم کہتے ہیں ذمہ دار ہے ﴿۶۶﴾ اور یعقوب نے کہا کہ اے میرے بیٹو تم نہ داخل ہو ایک دروازہ سے اور داخل ہو جدا جدا دروازوں سے اور میں بے پرواہ نہیں کرتا تم کو اللہ سے کسی چیز سے کسی کے لئے حکم کرنا نہیں ہے بجز خدا کے اُسی پر میں نے توکل کیا اور اسی پر چاہیے توکل کریں توکل کرنے والے ﴿۶۷﴾ اور جب وہ داخل ہوئے (یعنی مصر میں) جس طرح کہ اُن کو حکم کیا تھا اُن کے باپ نے نہ تھا کہ بے پرواہ کر اُن کو اللہ سے کسی چیز سے لیکن ایک خواہش تھی یعقوب کے دل میں اُس کو پورا کیا اور بیشک وہ (یعنی یعقوب) صاحب علم تھا اُس چیز سے کہ ہم نے اُس کو سکھلایا تھا و لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے ﴿۶۸﴾ اور جب وہ داخل ہوئے یوسف کے پاس تو یوسف نے جگہ دی اپنے پاس اپنے بھائی کو میں بیشک تیرا بھائی ہوں پھر تو غمگین نہ ہو اُس سے جو وہ کرتے تھے ﴿۶۹﴾

کو دیکھا تو اُن کے حسن و جمال کے سبب اُن کو ہوش نہ رہا اُنہوں نے بجائے گوشت یا میوہ کے اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور کہا کہ یہ تو انسان نہیں ہے بلکہ فرشتہ ہے۔ اُس وقت عزیز مصر کی عورت نے کہا کہ یہ وہی ہے جس کے عشق کی بابت تم مجھ کو ملامت کرتی ہو ÷

مگر جس طرح کہ ہم نے قرآن مجید کی ایک آیت سے دوسری آیت کی تفسیر بیان کی ہے اُس سے صورت واقعہ اُس کے برخلاف ہے جو مفسرین نے نکالی ہے بلکہ صورت واقعہ یہ تھی کہ اُن عورتوں کی ملامت

فَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ ﴿۷۰﴾ قَالُوا وَأَقْبَلُوا عَلَيْهِم مَّاذَا تَفْقِدُونَ ﴿۷۱﴾ قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَن جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُم مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ ﴿۷۳﴾ قَالُوا فَمَا جَزَاؤُهُ إِن كُنتُمْ كَاذِبِينَ ﴿۷۴﴾ قَالُوا جَزَاؤُهُ مَن وُجِدَ فِي رَحْلِهِ فَهُوَ جَزَاؤُهُ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ﴿۷۵﴾ فَبَدَأَ بِأَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَاءِ أَخِيهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِن وِعَاءِ أَخِيهِ كَذَٰلِكَ كِدْنَا لِيُوسُفَ مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ﴿۷۶﴾ قَالُوا إِن يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَّهُ مِن قَبْلُ فَأَسَرَّهَا يُوسُفُ فِي نَفْسِهِ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ قَالَ أَنتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَصِفُونَ ﴿۷۷﴾

پھر جب مہیا کر دیا اُن کا سامان رکھ دیا پانی پینے کا پیالہ (جو کہ مرصع بجواہرات اور بیش قیمت تھا) اپنے بھائی کی خورجی میں پھر پکارا پکارنے والا کہ اے قافلے والو بیشک تم البتہ چور ہو ﴿۷۰﴾ اُنہوں نے کہا اور اُنکے سامنے آئے کہ کیا چیز تمہاری جاتی رہی ہے ﴿۷۱﴾ اُن لوگوں نے کہا کہ جاتا رہا ہے پیالہ بادشاہ کا اور جو کوئی اُس کو لاوے اُس کے لئے ہے بوجھ ایک اونٹ کا اور ہم اس وعدہ کے ضامن ہیں ﴿۷۲﴾ اُنہیں نے کہا خدا کی قسم بیشک تم جانتے ہو کہ ہم اس لئے نہیں آئے کہ فساد کریں زمین میں (یعنی ملک میں) اور ہم ہرگز چور نہیں ہیں ﴿۷۳﴾ اُن لوگوں نے کہا کہ پھر کیا بدلہ ہے اُس کا (یعنی چرانے کا) اگر تم جھوٹے ہو ﴿۷۴﴾ اُن لوگوں نے کہا اُس کا بدلہ وہی شخص ہے جس کی خورجی میں وہ پایا جاوے پھر وہی اُس کا بدلہ ہے اسی طرح ہم سزا دیتے ہیں (اپنے ملک میں) ظلم کرنے والوں کو ﴿۷۵﴾ پھر شروع کی یوسف نے اُن کی خورجیوں کی (تلاشی) پہلے اپنے بھائی کی خورجی کی پھر نکالا اُس کو (یعنی پیالہ کو) اپنے بھائی کی خورجی میں سے اس طرح ہم نے مکر کیا یوسف کے لئے نہیں تھا کہ لیلیوے اپنے بھائی کو بادشاہ کے قانون میں مگر یہ کہ اللہ چاہے - بلند کرتے ہیں ہم درجے جس کے چاہتے ہیں - اور برتر ہر جاننے کے جاننے والا ہے ﴿۷۶﴾ اُنہوں نے کہا کہ اگر یہ چرا لے تو بیشک چرایا تھا اس کے ایک بھائی نے اس سے پہلے - پھر پوشیدہ رکھا اُس کو یوسف نے اپنے دل میں اور نہیں ظاہر کیا اُس کو (یعنی اُس کے جواب کو) اُن پر اور کہا کہ تم شریر ہو اپنی جگہ میں اور اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ تم بیان کرتے ہو ﴿۷۷﴾

اس بات پر ہنسی کہ عزیز کی عورت جو بہت اعلیٰ درجہ کی ہے ایک اپنے غلام پر اس طرح فریفتہ ہو جاوے اور وہ اُس پر ملتفت نہ ہو - پس اُس مجلس دعوت میں جب اُن عورتوں نے بھی ہر طرح سے حضرت یوسف کی خوشامد اور اُن سے لگاوٹ کی اور آخر کار اُن کو دھمکانے اور ڈرانے اور مجرم ٹھیرانے کے لئے اپنے ہاتھ بھی کاٹ لئے اور جب بھی حضرت یوسف فحش کے مرتکب نہ ہوئے تو اُن عورتوں نے کہا کہ

قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا اسْتَيْئَسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ۭ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَسْئَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۸۳﴾ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى عَلٰي يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۸۴﴾

اُنہوں نے کہا کہ اے عزیز اُس کا باپ ہے بہت بڈھا پھر لے لی ہم میں سے ایک کو اُس کی جگہ بیشک ہم دیکھتے ہیں تجھ کو احسان کرنے والوں میں سے ﴿۷۸﴾ یوسف نے کہا پناہ بخدا کہ ہم لیویں سوائے اُس شخص کے پایا ہے ہم نے اپنا مال اُس کے پاس بیشک اُس وقت ہم ہونگے ظالموں سے ﴿۷۹﴾ پھر جب وہ ناامید ہوئے اُس سے تو الگ ہو بیٹھے آپس میں مشورہ کرنے کو کہا اُن کے سب سے بڑے نے کیا نہیں جانتے ہو تم یہ کہ تمہارے باپ نے بیشک لیا ہے تم سے پکا عہد خدا سے اور اس سے پہلے کیا تقصیر کی تھی تم نے یوسف کے حق میں پس میں نہ جاؤنگا اس سرزمین سے اُس وقت تک کہ اجازت دے مجھ کو میرا باپ یا حکم دے اللہ میرے لئے اور وہ بہتر ہے حکم کرنے والونکا ﴿۸۰﴾ پھر جاؤ اپنے باپ پاس اور کہو اے ہمارے باپ بیشک تیرے بیٹے نے چوری کی اور ہم نے نہیں گواہی دی مگر اُس کی جو ہم جانتے تھے (یعنی اپنے ملک کے قانون کی کہ جو چوری کرے وہی اُس کے بدلے میں لیا جاوے) اور ہم نہیں تھے غیب کی بات کے نگہبان (یعنی اس بات کو نہیں جانتے تھے کہ ہمارا بھائی چور نکلیگا) ﴿۸۱﴾ اور پوچھ لے اُس بستی سے جس میں ہم تھے اور قافلہ سے جس میں ہم آئے تھے اور بیشک ہم سچے ہیں ﴿۸۲﴾ یعقوب نے کہا بلکہ بنالی ہے تمہارے لئے تمہارے دل نے کوئی بات پس صبر اچھا ہے امید ہے کہ اللہ میری پاس لے آوے سب کو اکٹھا بیشک وہ جاننے والا ہے حکمت والا ﴿۸۳﴾ اور منہ پھیر لیا اُن سے اور کہا ہائے میرا افسوس یوسف پر اور سفید ہوگئیں اُس کی (یعنی یعقوب کی) آنکھیں پھر وہ غم سے بھرا ہوا تھا ﴿۸۴﴾

یہ تو انسان نہیں ہے بلکہ ایک بزرگ فرشتہ ہے کہ کسی طرح داؤ میں نہیں آیا۔ اُس پر عزیز مصر کی عورت نے کہا کہ یہ وہی ہے جس کی بابت تم مجھ کو ملامت کرتی ہو کہ میں اس پر فریفتہ ہوں اور وہ مجھ پر ملتفت نہیں ہوتا اس کے بعد عزیز مصر کی عورت کا یہ کہنا کہ میں نے اُس سے لگاوٹ کی اُس کو اپنے آپے کی حفاظت سے ڈگمگانے کو مگر وہ نہیں ڈگمگایا اور بچا رہا اور اگر وہ نہ کریگا جو میں اُس کو کہتی ہوں تو وہ

ولقد راودته عن نفسه فاستعصم ولئن لم يفعل ما آمره ليسجنن وليكونا من الصاغرين۔
(آیت ۳۲) ÷

قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهَالِكِيْنَ ﴿۸۵﴾	اُنہوں نے کہا بخدا ہمیشہ تو رہیگا یاد کرتا یوسف کو یہاں تک کہ تو ہو جاوے مضمحل یا ہو جاوے تو مرنے والوں میں سے ﴿۸۵﴾

ضرور قید کیا جاویگا اور البتہ ہوگا چھٹ بھیوں میں سے اُس پر حضرت یوسف کا یہ کہنا کہ "اے میرے خدا قید خانہ مجھے زیادہ پیارا ہے اُس بات سے قال رب السجن احب الی مما تدعوننی الیہ (آیت ۳۳) جو وہ مجھ سے چاہتی ہیں" بالکل موید و مثبت اُس واقعہ کا ہے جو ہم نے بیان کیا ہے پس ان تمام آیتوں کے ملانے سے اس واقعہ کی وہی تصویر سامنے آجاتی ہے جو ہم نے بیان کی ہے ✣

(ثم بدا لهم من بعد ما رأوا الآيات) اس میں کچھ شبہ نہیں ہوسکتا کہ حضرت یوسف کے قید میں بھیجنے کا ارادہ مجلس دعوت کے بعد پیدا ہوا پس سوال یہ ہے کہ قید میں بھیجنے کی بنیاد وہی پہلا واقعہ تھا جس میں کرتا پھٹا تھا یا اور کوئی نیا امر پیدا ہوا ہمارے نزدیک دعوت کے جلسہ میں اُن عورتوں کا مکر سے ہاتھ کاٹ لینا ایک نیا واقعہ حضرت یوسف کو قید میں بھیجنے کا پیدا ہوا لیکن مفسرین اُس پہلے ہی واقعہ کو قید کا سبب قرار دیتے ہیں بہرحال یہ ایک ایسا خفیف امر ہے جس میں زیادہ بحث کی ضرورت نہیں مگر تفسیر کبیر میں جو کچھ اُس کی نسبت لکھا ہے اُس کو اس مقام پر نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ، جب عورت کے شوہر کو حضرت یوسف کی پاکدامنی معلوم ہوئی تو اُس نے حضرت یوسف سے کچھ تعرض نہیں کیا پس عورت نے اس کے بعد ہر طرح کے حیلے کئے تاکہ یوسف اُس کے ڈھب پر چڑھ جائیں لیکن وہ بالکل ملتفت نہ ہوئے پس جب وہ مایوس ہوگئی تو ایک طریقہ نکالا اور اپنے شوہر سے کہا کہ اس عبرانی غلام نے مجھ کو لوگوں میں رسوا کیا لوگوں سے کہتا ہے کہ میں نے اُس کو پھسلایا اور میں اُس کی کوئی تاویل نہیں کرسکتی یا تو مجھ کو اجازت دو کہ میں گھر سے نکلکر اس کا دفعیہ کروں یا اُس کو قید کر دو جیسا کہ تم نے مجھ کو قید کر دیا ہے۔ اس بات پر عزیز مصر کو خیال ہوا کہ یوسف کا قید ہی کرنا مناسب ہے تاکہ لوگوں کی زبانوں پر یہ تذکرہ نہ رہے اور رسوائی کم ہو جائے اور خدا کے اس قول میں ثم بدا لهم من بعد ما رأوا الآيات کا یہی مطلب ہے کیونکہ بدء کے یہ معنی ہیں کہ پہلے جو

اعلم ان زوج المراة لما ظهر له براءة ساحة يوسف عليه السلام فلا جرم لم يتعرض له فاحتالت المراة بعد ذلك بجميع الحيل حتى تحمل يوسف عليه السلام على موافقتها على مرادها فلم يلتفت يوسف اليها فلما ايست منه احتالت فى طريق اخر وقالت لزوجها ان هذا العبد العبرانى فضحنى فى الناس يقول لهم انى راودته عن نفسه وانا لا اقدر على اظهار عذرى فاما ان تاذن لى فاخرج واعتذر واما ان تحبسه كما حبستنى فعند ذلك وقع فى قلب العزيز ان الاصلح حبسه حتى يسقط عن السنة الناس ذكر هذا الحديث حتى تقل الفضيحة فهذا هو المراد من قوله - ثم بدا لهم من بعد ما رأوا الآيات ليسجننه حتى حين لان البدء عبارة عن تغير الراى عما كان عليه فى الاول والمراد من الآية براءته بقد القميص من دبر وخمش الوجه والزام الحكم اياها قوله انه من كيدكن ان كيدكن عظيم -
(تفسیر کبیر) ✣

قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾	اُس نے کہا کہ بات یہ ہے کہ میری شکایت کرنا اپنی بیقراری اور اپنے غم کی اللہ ہی سے ہے اور مَیں جانتا ہوں اللہ سے جو کچھ کہ تم نہیں جانتے ﴿۸۶﴾

رائے تھی وہ بدل جائے - اور آیت سے مراد حضرت یوسف کی پاکدامنی ہے قمیص کے پیچھے کی جانب سے پھٹے ہونے سے اور فیصلہ کرنے والے کے اس الزام دینے سے کہ یہ تمہارا فریب ہے اور تمہارا فریب بہت بڑا ہے +

اس کے بعد جو آیتیں ہیں وہ حضرت یوسف کے قید میں جانے اور دو قیدیوں اور فرعون مصر کی خوابوں کے متعلق ہیں جن کی تفسیر بیان ہو چکی ہے +

اب تمام سورہ میں صرف دو یا تین مقام قابل غور باقی رہ گئے ہیں ایک یہ " وابیضت عیناہ من الحزن فھو کظیم - دوسرے یہ کہ - اذھبوا بقمیصی ھذا فالقوہ علی وجہ ابی یات بصیرا - فلما ان جاء البشیر القاہ علی وجھہ فارتد بصیرا - تیسرے یہ کہ - ولما فصلت العیر قال ابوھم انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون " پس اب ہم تینوں مقاموں کی تفسیر بیان کرنی چاہتے ہیں +

، ابیضت عیناہ ، سے زوال بصارت یعنی اندھا ہو جانا مراد لینا صحیح نہیں ہے غم سے اور زیادہ رونے سے انسان کی آنکھوں میں اُس کی بینائی میں ضعف آجاتا ہے اور آنکھوں کے ڈھیلوں میں جو سفیدی ہے اُس کی رنگت اصلی سفید رنگ میں اور پُر رونق نہیں رہتیں بلکہ بے رونق اور اصلی رنگ سے زیادہ سفید ہو جاتی ہیں اور نزاوت کی بجائے خشکی آجاتی ہے یہاں تک کہ آنسو نکلنے بھی موقوف ہو جاتے ہیں اور آنکھیں ڈگر ڈگر کرنے لگتی ہیں پس یہی حال حضرت یعقوب کی آنکھوں کا ہو گیا تھا قرآن مجید کے یہ الفاظ کہ ، من الحزن فھو کظیم ، صاف اسی مطلب کو ظاہر کرتے ہیں +

لیکن یہ حالت دفعۃً بدل جاتی ہے جب کہ وہ غم دُور ہو جاوے دل میں طاقت اور دماغ میں قوت آجاتی ہے خون کی گردش تیز ہو جاتی ہے اور ان سب باتوں سے آنکھوں پر رونق ہو جاتی ہے ضعف بصر جاتا رہتا ہے اور اصلی بصارت پھر آجاتی ہے اسی حالت کی نسبت یات بصیرا اور فارتد بصیرا کہا گیا ہے - یہ سب امور طبعی ہیں جو انسان پر ایسی حالت میں گذرتے ہیں پس کوئی ضرورت نہیں کہ ہم ان طبعی واقعات کو بیہودہ اور بے سروپا روایتوں کی بناپر دور دراز کا قصے بناویں اور جھوٹے قصوں کو قرآن مجید کی تفسیر میں داخل کرکے کلام الٰہی کے ساتھ بے ادبی کریں +

تفسیر کبیر میں بھی بعض اقوال ایسے لکھے ہیں جو بہت کچھ اُس تفسیر سے جو ہم نے بیان کی ہے مناسبت رکھتے ہیں اس مقام پر اُن کا نقل کرنا خالی از لطف نہ ہوگا +

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ	اے میرے بیٹو جاؤ اور خبر لگاؤ یوسف کی اور اُس کے بھائی کی

تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ "جب حضرت یعقوب نے کہا کہ ہائے افسوس یوسف پر۔ تو اُن پر

انه لما قال یا اسفیٰ علی یوسف غلبہ البکاء وعند غلبة البکاء یکثر الماء فی العین فتصیر العین کانها ابیضت من بیاض ذلك الماء وقوله ابیضت عیناه من الحزن کنایة عن غلبة البکاء والدلیل علی صحة هذا القول ان تاثیر الحزن فی غلبة البکاء لافی حصول العمی فلو حملنا الابیضاض علی غلبة البکاء کان هذا التعلیل حسنا ولو حملنا علی العمی لا یحسن هذا التعلیل فکان ما ذکرناه اولی وهذا التفسیر مع الدلیل رواه الواحدی فی البسیط عن ابن عباس رضی الله عنهما۔ (تفسیر کبیر) +

رونے نے غلبہ کیا اور رونے کے وقت آنکھ میں پانی بہت ہوجاتا ہے اور آنکھ ایسی ہوجاتی ہے کہ گویا سپید ہوگئی ہے اس پانی سے۔ اور خدا کا یہ قول کہ یعقوب کی آنکھیں غم سے سپید ہوگئیں رونے کے غلبہ سے کنایہ ہے اور اس قول کی صحت کی دلیل یہ ہے کہ غم کا اثر رونے کا غلبہ ہے نہ اندھا ہوجانا پس اگر ہم سپیدی کو غلبۂ بکا پر محمول کریں تو یہ تعلیل معقول ہوگی اور اگر اندھے پن پر محمول کریں تو یہ تعلیل موزوں نہ ہوگی۔ اس لئے ہم نے جو ذکر کیا وہی بہتر ہے۔ اور یہ تفسیر باوجود اس دلیل کے حضرت ابن عباس سے مروی بھی ہے جیسا کہ واحدی نے بسیط میں روایت کیا ہے پس اس روایت سے جو حضرت ابن عباس سے بیان ہوتی ہے صاف ظاہر ہے کہ ابیضت عیناہ سے حضرت یعقوب کا اندھا ہوجانا مراد نہیں ہے +

ایک اور قول اسی مقام پر تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ "بعضوں نے کہا ہے کہ وہ اندھے نہیں

ومنهم من قال ما عمی لکنه صار بحیث یدرك ادراکا ضعیفا۔ (تفسیر کبیر) +

ہوگئے تھے بلکہ اُن کو نظر آتا تھا لیکن کم نظر آتا تھا +

اس کے بعد تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ "پھر وہ بصیر ہوگئے۔ اور ارتداد کے معنی کسی شے کا اُس

فارتد بصیرا ای رجع بصیرا ومعنی الارتداد انقلاب الشیٔ الی حالة قد کان علیها وقوله فارتد بصیرا ای صیره الله بصیرا کما یقال طالت النخلة والله تعالیٰ اطالها واختلفوا فیه فقال بعضهم انه کان قد عمی بالکلیة فالله تعالیٰ جعله بصیرا فی هذا الوقت وقال اٰخرون بل کان قد ضعف بصره من کثرة البکاء وکثرة الاحزان فلما القوا القمیص علی وجهه وبشر بحیاة یوسف علیه السلام عظم فرحه وانشرح صدره وزالت احزانه فعند ذلك قوی بصره وزال النقصان عنه۔ (تفسیر کبیر) +

حالت پر واپس آجانا ہے جو پہلی تھی اور خدا کا یہ قول فارتد بصیرا اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا نے اُن کو بصیر کردیا جیسا کہ محاورہ میں کہتے ہیں کہ کھجور لمبی ہوگئی اور خدا نے اُس کو لمبی کردیا۔ اور اس میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے سو بعضوں نے کہا کہ وہ بالکل اندھے ہوگئے تھے اور اللہ نے اُن کو اُس وقت بصیر کردیا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ اُن کی نگاہ زیادہ رونے سے اور غم سے ضعیف ہوگئی تھی پس جب اُن پر کرتہ ڈالا اور یوسف کی زندگی کی خوشخبری دی تو اُن کو بہت خوشی حاصل ہوئی اور اُن کا سینہ کھل گیا اور غم جاتا رہا۔

وَلَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۷﴾	اور نا اُمید نہ ہو اللہ کی رحمت سے بیشک نہیں نا اُمید ہوتا کوئی اللہ کی رحمت سے بجز کافروں کی قوم کے ﴿۸۷﴾

پس اُن کی نگاہ ہوگئی اور جو نقصان تھا جاتا رہا ✠

اب "لاجد ریح یوسف" پر غور کرنی باقی ہے ۔ یہ بات بخوبی ظاہر ہے کہ حضرت یعقوب کو اس بات پر کہ حضرت یوسف کو بھیڑیا کھا گیا ہرگز یقین نہیں تھا اور وہ بلاشبہ اُن کو زندہ سمجھتے تھے اور ایسے موقع پر یہی خیالات ہوتے ہیں کہ وہ کہیں چلا گیا ہوگا اور کسی نے اُس کو اپنے پاس رکھ لیا ہوگا یا بطور غلام کے بیچ ڈالا ہوگا اور اُس زمانہ کی حالت کے موافق یہ اخیر خیال زیادہ قوی ہوگا اُنہی وجوہات سے اُن کو ہمیشہ یوسف کی تلاش رہتی تھی اور ہمیشہ اُس کے ملنے کی توقع رکھتے تھے اور اُن کے تلاش کرنے کی تاکید کیا کرتے تھے ۔ یہ ایسا امر ہے جو ہمیشہ ہوتا ہے اس زمانہ میں بھی اگر کسی کا لڑکا گم ہو جاتا ہے یا کہیں نکل جاتا ہے تو ہمیشہ اُس کی تلاش میں رہتا ہے اور اس سے ملنے یا اُس کے مل جانے کی توقع رکھتا ہے ✠

اُس زمانہ میں مصر کی ایسی حالت تھی کہ لڑکے اور لڑکیوں کو پکڑ لیجا کر وہاں بیچ ڈالنا زیادہ قرین قیاس تھا اور کچھ تعجب نہیں ہے کہ حضرت یعقوب کو بھی یہ خیال ہو کہ کسی شخص نے یوسف کو پکڑ لیا ہو اور مصر میں لیجا کر بیچ ڈالا ہو ۔ تفسیر کبیر میں ایک روایت لکھی ہے گو اُس روایت کا طرز بیان کیسا ہی فضول ہو مگر اُس کی فضولیات چھوڑ کر دو نتیجے اُس سے نکالے جا سکتے ہیں ایک یہ کہ حضرت یعقوب کو یوسف کے زندہ ہونے کا یقین تھا دوسرے یہ کہ اُن کو یوسف کے مصر میں ہونے کا احتمال تھا اور وہ روایت یہ ہے کہ "حضرت یعقوب نے کہا کہ میں خدا کی طرف سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے یعنی مَیں خدا کا وہ احسان اور رحمت جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اور وہ یہ ہے کہ خدا میرے لئے خوشی لائیگا اور مجھے پہلے سے اُس کی کچھ خبر نہ ہوگی پس یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ حضرت یعقوب کو یوسف کے ملنے کی امید رکھتے تھے اور لوگوں نے اس امید کے مختلف وجوہ بیان کئے ہیں ایک یہ کہ ملک الموت اُن کے پاس آئے تو اُن سے یعقوب نے پوچھا کہ تم نے میرے بیٹے کی روح قبض کر لی اُنہوں نے کہا اے خدا کے پیغمبر نہیں ۔ پھر ملک الموت نے مصر کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ اُدھر تلاش کیجئے ✠

قال یعقوب علیہ السلام واعلم من اللہ ما لا تعلمون ای اعلم من رحمتہ و احسانہ ما لا تعلمون وھو انہ تعالیٰ یاتینی بالفرج من حیث لا احتسب فھو اشارۃ الی انہ کان یتوقع وصول یوسف الیہ وذکروا السبب ھذا التوقع امورا احدھا ان ملک الموت اتاہ فقال لہ یا ملک الموت ھل قبضت روح ابنی یوسف قال لا یا نبی اللہ ثم اشار الی جانب مصر وقال اطلبہ ھٰھنا تفسیر کبیر

بلاشبہ حضرت یعقوب نے مصر میں بھی تلاش کی ہوگی مگر وہ عزیز مصر کے ہاتھ بیچے گئے تھے

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ	پھر جب وہ داخل ہوئے یوسف پاس (یعنی تیسری دفعہ) تو اُنہوں نے کہا اے عزیز

اور محلوں میں داخل تھے اور ایک مدت تک قید رہے اُن کا پتا نہیں لگ سکتا ہوگا مگر جب حضرت یوسف کے بھائی مصر میں گئے اور حضرت یوسف بھی اُس زمانہ میں عروج کی حالت میں تھے اور رعایت اور سلوک کہ اُنہوں نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا اور پھر اپنے حقیقی بھائی کے لانے کی بھی تاکید کی تھی اور کچھ حالات بھی اُن کے سُنے ہونگے تو اُن کے بھائیوں اور اُن کے باپ کے دل میں ضرور شبہ پیدا ہوا ہوگا کہ کہیں یہ یوسف ہی نہ ہو مگر جس درجۂ شاہی پر اُس وقت حضرت یوسف تھے یہ شبہ پختہ نہ ہوتا ہوگا اور دل سے نکل جاتا ہوگا ✦

اس بات کا ثبوت کہ یوسف کے بھائیوں کے دل میں بھی شبہ تھا کہ وہ یوسف ہی نہ ہو خود قرآن مجید سے پایا جاتا ہے کیونکہ جب حضرت یوسف نے اُن سے کہا کہ "تم جانتے ہو کہ تم نے یوسف اور اُس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا۔ تو بغیر اس کے کہ حضرت یوسف کہیں کہ میں یوسف ہوں اُن کے بھائی بول اُٹھے کہ ءانك لانت یوسف یعنی کیا سچ مچ تم یوسف ہو۔ اسی طرح حضرت یعقوب کے بیٹوں کے مصر میں آنے جانے اور حالات سننے سے یوسف کی نسبت مصر میں ہونے بلکہ یوسف کے یوسف ہونے کا شبہ قوی ہو جاتا تھا اس امر کی تقویت کے علاوہ اُس پہلی روایت کی موید چند اور روایتیں تفسیر کبیر میں موجود ہیں ✦

ایک روایت یہ ہے کہ "سدی کا قول ہے کہ جب حضرت یعقوب کو اُن کے بیٹوں نے عزیز مصر کے صفات اور اُن کے اقوال و افعال کے کمال سے مطلع کیا تو اُن کو امید ہوئی کہ وہ یوسف ہی ہونگے اور یہ کہا کہ کافروں میں تو ایسا شخص پیدا نہیں ہو سکتا ✦

قال السدی لما اخبرہ بنوہ بسیرۃ الملك وكمال حاله فی اقواله وافعاله طمع ان یکون هو یوسف وقال یبعد ان یظهر فی الکفار مثله۔ (تفسیر کبیر) ✦

ایک یہ کہ "اُنہوں نے قطعاً جان لیا کہ بنیامین چوری نہیں کر سکتا اور یہ سُنا کہ بادشاہ نے اُس کو نہ ستایا نہ مارا پس اُن کو گمان غالب ہوا کہ یہ بادشاہ یوسف ہی ہوگا ✦

علم قطعا ان بنیامین لا یسرق وسمع ان الملك ما اذاہ وما ضربه فغلب علی ظنه ان ذلك الملك هو یوسف۔ تفسیر کبیر

ایک یہ کہ وہ اپنی اولاد کی طرف مخاطب ہوئے اور اُن کے ساتھ مہربانی سے باتیں کیں جیسا کہ خدا نے کہا یا بنی اذهبوا فتحسسوا من یوسف واخیه۔ اور جان تو کہ حضرت یعقوب کو جب اُن نشانیوں کی اُمید بندھی تو اُنہوں نے بیٹوں سے

انه رجع الی اولادہ وتکلم معهم علی سبیل اللطف وهو قوله یا بنی اذهبوا فتحسسوا من یوسف واخیه۔ واعلم انه علیه السلام لما طمع فی وجدان یوسف بناء علی الامارات المذکورۃ قال لبنیه تحسسوا من یوسف۔ (تفسیر کبیر) ✦

مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِى الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾	چھولیا ہم کو اور ہمارے لوگوں کو سختی نے اور ہم لائے ہیں ایک حقیر (یعنی تھوڑی سی) پونجی پھر بھرپور دے ہم کو پیمانہ اور خیرات کر ہم پر بیشک اللہ جزا دیتا ہی خیرات کرنے والوں کو ﴿۸۸﴾

کہا کہ یوسف کا پتہ لگاؤ +

پس جب کہ حضرت یعقوب کا شبہ اس قدر قوی ہوگیا اور جو مہربانی یوسف نے اپنے بھائی کے ساتھ کی تھی اُس کو سُن کر اُن کو گمان غالب ہوگیا تھا کہ وہ نبیامین کا بھائی یوسف ہے تو اُن کو یقین کامل ہوا کہ اب کے جو قافلہ واپس آدیگا تو ٹھیک خبر یوسف کی لادیگا جب کہ تیسری دفعہ یہ لوگ مصر میں گئے تو حضرت یوسف نے سب کے سامنے کہدیا تھا کہ مَیں یوسف ہوں اور حضرت یعقوب کو مع تمام کنبہ کے بُلانے کے لئے کہا تھا اور اُن کے لئے بہت سا سامان مہیا کرنے کو حکم دیا تھا جس کے لئے کچھ عرصہ لگا ہوگا اس عرصہ میں حضرت یوسف کے مصر میں موجود ہونے کی خبر افواہاً حضرت یعقوب کو پہنچ گئی ہوگی اُس افواہ پر اُن کو یقین ہوا اور اُنہوں نے فرمایا کہ "انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون" یعنی مَیں پاتا ہوں خبر یوسف کی اگر تم مجھ کو بہکا ہوا نہ کہنے لگو +

ہم کو نہیں معلوم ہے کہ قرآن مجید میں کہیں ، ریح ، کا لفظ بمعنی بو کے آیا ہو اس مقام پر ریح کا لفظ یوسف کی طرف مضاف ہے تو اب ہم کو دیکھنا چاہئے کہ قرآن مجید میں اور کہیں بھی ریح کا لفظ کسی شخص یا اشخاص کی نسبت مضاف ہو کر آیا ہے یا نہیں اگر آیا ہے تو اس کے کیا معنی ہیں تلاش کے بعد ہم کو یہ آیت ملی واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم (سورۂ انفال آیت ۴۸) یعنی جاتی رہیگی ہوا تمہاری یعنی قوت واتفاق کی جو خبر مشہور ہے اُس کی شہرت جاتی رہیگی +

علاوہ اس کے خود ریاح کو بشرا یعنی خبر پہنچانے والی خدا نے کہا ہے " ھوالذی یرسل الریاح بشرا بین یدی رحمته " (سورۂ اعراف آیت ۵۵) اور ریاح کو مبشرات بھی کہا ہے یعنی خبر دینے والیاں " ومن اٰیاته ان یرسل الریاح مبشرات " (سورۂ لقمان آیت ۴۵) پس 'ریح یوسف' سے صاف مراد اُس افواہی خبر سے ہے جس سے یوسف کا ہونا حضرت یعقوب نے سُنا تھا +

مفسرین کے دل میں یہ کہانی بسی ہوئی تھی کہ جب حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالا ہے تو حضرت جبرئیل نے بہشت سے ایک قمیص لاکر حضرت ابراہیم کو پہنا دیا تھا جس کے سبب سے وہ آگ میں نہیں جلے ۔ وہ قمیص حضرت اسحٰق اور اُن کے بعد حضرت یعقوب پاس آیا حضرت یعقوب نے اس کو بطور تعویذ کے چاندی میں منڈھ کر حضرت یوسف کے گلے میں لٹکا دیا ۔ جب اُن کو اندھے کنوئیں میں ڈالا ہے تو وہ تعویذ اُن کے گلے میں رہ گیا تھا ۔

قال هل علمتم ما فعلتم بيوسف وأخيه إذ أنتم جاهلون ﴿٨٩﴾ قالوا أإنك لأنت يوسف قال أنا يوسف وهذا أخي قد من الله علينا إنه من يتق ويصبر فإن الله لا يضيع أجر المحسنين ﴿٩٠﴾ قالوا تالله لقد آثرك الله علينا وإن كنا لخاطئين ﴿٩١﴾ قال لا تثريب عليكم اليوم يغفر الله لكم وهو أرحم الراحمين ﴿٩٢﴾ اذهبوا بقميصي هذا فألقوه على وجه أبي يأت بصيرا وأتوني بأهلكم أجمعين ﴿٩٣﴾ ولما فصلت العير قال أبوهم إني لأجد ريح يوسف لولا أن تفندون ﴿٩٤﴾ قالوا تالله إنك لفي ضلالك القديم ﴿٩٥﴾ فلما أن جاء البشير ألقاه على وجهه فارتد بصيرا ﴿٩٦﴾ قال ألم أقل لكم إني أعلم من الله ما لا تعلمون ﴿٩٧﴾ قالوا يا أبانا استغفر لنا ذنوبنا إنا كنا خاطئين ﴿٩٨﴾ قال سوف أستغفر لكم ربي إنه هو الغفور الرحيم ﴿٩٩﴾

یوسف نے کہا کہ کیا جانتے ہو تم جو کچھ کہ تم نے کیا یوسف اور اُس کے بھائی کے ساتھ جب کہ تم جاہل تھے (۸۹) وہ بول اُٹھے کہ کیا بیشک تو البتہ تو ہی یوسف ہے یوسف نے کہا کہ میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے بیشک احسان کیا ہے اللہ نے اوپر ہمارے بیشک جو کہ پرہیزگاری کرے اور صبر کرے پھر بیشک اللہ نہیں ضائع کرتا اجر نیک کام کرنے والوں کا (۹۰) اُنہوں نے کہا قسم بخدا بیشک بزرگی دی ہے تجھ کو اللہ نے ہم پر اور بیشک ہم تھے خطا کرنے والے (۹۱) یوسف نے کہا کہ کوئی سرزنش نہیں ہے تم پر آج کے دن بخشے اللہ تعالیٰ تم کو اور وہ بہت بڑا رحم کرنے والا ہے رحم کرنے والوں کا (۹۲) لے جاؤ میرے اس کرتہ کو اور ڈال دو اوپر منہ میرے باپ کے (یعنی اُس کے سامنے) آوے گا بینا ہو کر اور لے آؤ میرے پاس اپنے کنبہ کو سب کو (۹۳) اور جب کہ جدا ہوا قافلہ (یعنی جدا ہوا شہر مصر سے یعنی واپس چلا) کہا اُن کے باپ نے کہ بیشک میں پاتا ہوں ہوا یعنی خبر (عام ترجمہ بُو) یوسف کی اگر تم مجھ کو بہکا ہوا نہ کہو (۹۴) جن سے مخاطب ہو کر یعقوب نے کہا تھا اُن لوگوں نے کہا کہ بخدا بیشک تو اپنی قدیم گمراہی (یعنی غلط خیال اور اُلٹی سمجھ) میں پڑا ہوا ہے (۹۵) پھر جب آیا خوشخبری دینے والا ڈال دیا اُس کو یعنی کرتے کو اُس کے منہ پر (یعنی یعقوب کے سامنے) پھر وہ ہو گیا بینا (۹۶) یعقوب نے کہا کہ میں نے تم سے کہا تھا کہ میں جانتا ہوں اللہ سے وہ جو تم نہیں جانتے (۹۷) اُنہوں نے کہا کہ اے ہمارے باپ ہمارے لئے ہمارے گناہوں کی معافی مانگ بیشک ہم تھے خطا کرنے والے (۹۸) یعقوب نے کہا کہ میں تمہارے لئے معافی مانگوں گا اپنے پروردگار سے بیشک وہ بخشنے والا ہے مہربان (۹۹)

وہی قمیص اُنہوں نے بھیجا تھا جب وہ نکلا تو ہوا لگ کر تمام دنیا میں بہشت کے قمیص کی خوشبو پھیل گئی اوروں نے تو نہ جانا کہ کاہے کی بُو ہے مگر حضرت یعقوب نے بو کو پہچان لیا اور جان گئے کہ بہشت کی یا یوسف کے قمیص کی ہے پس اس خیال پر قرآن مجید میں

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰى يُوسُفَ اٰوٰى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ (۱۰۰) وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا وَقَالَ يٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْۤ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ (۱۰۱) رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ (۱۰۲) ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ وَمَاۤ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ (۱۰۳) وَمَا تَسْــَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ (۱۰۴) وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ (۱۰۵)

پھر جب (یعنی یعقوب معہ تمام خاندان کے) داخل ہوئے یوسف کے پاس تو اُس نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا داخل ہو مصر میں اگر خدا کی رضی ہو امن و امان سے (۱۰۰) اور اُس نے چڑھا لیا اپنے ماں باپ کو تخت پر اور وہ سب جُھک پڑے سجدہ کرتے ہوئے اور یوسف نے کہا اے میرے باپ یہ ہی تعبیر ہے میرے پہلے والے خواب کی بیشک اُس کو کیا میرے پروردگار نے سچ اور بیشک بہت احسان کیا مجھ پر جب کہ نکالا مجھ کو قید خانہ سے اور تم کو لے آیا چٹیل میدان سے بعد اس کے کہ کچوکا مارا شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں بیشک میرا پروردگار وہی جاننے والا ہے حکمت والا (۱۰۱) اے میرے پروردگار تو نے مجھ کو دیا ہے ملک اور تو نے مجھ کو سکھایا ہے علم حوادث عالم کے مآل کا[1] پیدا کرنے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا تو ہی میرا مربی ہے دنیا و آخرت میں مجھ کو مسلمان مار اور ملا دے مجھ کو نیکوں کے ساتھ (۱۰۲) (اے محمد) یہ ہیں خبریں غیب کی ہم وحی بھیجتے ہیں اُس کی تیرے پاس اور تو نہ تھا اُن کے پاس جب اُن سبھوں نے ٹھان لیا اپنا کام کرنا اور وہ مکر کرتے تھے اور نہیں ہیں اکثر آدمی۔ گو کہ تو حرص کرے ایمان لانے والے (۱۰۳) اور تو اُن سے نہیں مانگتا اُس پر کچھ بدلا وہ نہیں ہے مگر نصیحت عالموں کے لئے (۱۰۴) اور بہت سی نشانیاں ہیں آسمانوں اور زمین میں اُن پر گذرتی ہیں اور وہ اُن سے مُنہ پھیرلینے والے ہیں (۱۰۵)

بھی درہم کے معنی بُو قرار دیدئے ۔ یہ قصہ تفسیر کبیر میں بھی مندرج ہے مگر افسوس ہے کہ ہم اُس پر یقین نہیں کر سکتے ۔ جو اپنا کرتا کہ اُنہوں نے بھیجا تھا بلا شبہ وہ ایک شاہانہ کرتا ہوگا اور صرف بطور نشانی کے بھیجا تھا کوئی اور عجیب بات اُس کرتے میں نہ تھی بجز اس کے کہ اُس سے

[1] الحوادث جمع حدیث والحدیث ہو الحادث وتاویلہا مآلہا ومآل الحوادث الی قدرۃ اللہ تعالٰی وتکوینہ وحکمتہ والمراد من تاویل الاحادیث کیفیۃ الاستدلال باصناف الروحانیۃ والجسمانیۃ علی قدرۃ اللہ تعالٰی وحکمتہ وجلالہ (تفسیر کبیر تحت آیت ۶) +

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿١٠٦﴾ اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٠٧﴾ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٨﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿١٠٩﴾ حَتّٰٓى اِذَا اسْتَايْـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿١١٠﴾

اور ایمان نہیں لاتے اُن میں کے اکثر اللہ پر مگر ہاں وہ شریک کرنے والے ہیں ﴿١٠٦﴾ کیا وہ نڈر ہو گئے اس بات سے کہ اُن پر گھٹا ٹوپ آوے عذاب اللہ کا یا آجاوے اُن پر قیامت ناگہاں اور وہ نہ جانتے ہوں ﴿١٠٧﴾ کہدے (اے محمد) یہ ہی میری راہ میں تم کو بلاتا ہوں خدا کی طرف سمجھ کے ساتھ - مَیں اور جس نے میری تابعداری کی ہے (یعنی مَیں بھی سمجھ یا دلیل کے ساتھ خدا کی طرف بُلاتا ہوں اور جنہوں نے میری تابعداری کی ہے وہ بھی سمجھ اور دلیل کے ساتھ خدا کی طرف بلاتے ہیں) اور پاک ہے اللہ اور میں نہیں ہوں (خدا کے ساتھ کسی کو) شریک کرنے والوں میں سے ﴿١٠٨﴾ اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے مگر آدمیوں کو - ہم اُن کے پاس وحی بھیجتے تھے بستیوں کے رہنے والوں میں سے پھر کیا وہ نہیں پھرے زمین (یعنی ملک) میں تاکہ وہ دیکھتے کہ کس طرح ہوا انجام اُن لوگوں کا جو اُن سے پہلے تھے اور بیشک آخرت کا گھر بہتر ہے اُن کے لئے جو ڈرتے ہیں پھر کیا تم نہیں ڈرتے ﴿١٠٩﴾ یہاں تک کہ جب نا اُمید ہو گئے رسول اور اُن لوگوں نے گمان کیا کہ اُن کے (یعنی رسولوں کی) طرف سے جھوٹ بولا گیا تو آئی اُن کے پاس ہماری مدد پھر بچائے گئے وہ جن کو ہم نے چاہا اور نہیں پھیرا جاتا ہمارا عذاب گنہگار قوم سے ﴿١١٠﴾

حضرت یعقوب کو پورا یقین اور اُن کے دل کو تسلی ہو جاوے کہ یوسف زندہ ہے اور ایسے عالی درجہ پر خدا نے اُس کو پہنچا دیا ہے ✦

(لقد کان فی قصصھم عبرۃ) اب ہم کو غور کرنی چاہیئے کہ اس قصہ میں عبرت پکڑنے کی کیا چیزیں ہیں - مفسرین نے جو کچھ لکھا ہو لکھا ہو مگر چند باتیں بلاشبہ اس میں نہایت عبرت پکڑنے کی ہیں ✦

سب سے اول حضرت یوسف کی پاکدامنی ہے - حضرت یوسف جوان تھے اور انسان

بیشک تھی اُن کے قصہ میں نصیحت سمجھ والوں کے لئے	لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ

کا نفس امارہ جوانی کے زمانہ میں ادنےٰ سی بات میں پاکدامنی سے ڈگمگا دیتا ہے۔ حضرت یوسف کو اُس ڈگمگا دینے کی اس قدر زیادہ ترغیبیں تھیں جو بہت کم کسی انسان کو ہوسکتی ہیں۔ عزیز مصر کی عورت جو ایک بادشاہ کی بیگم ہونے کا درجہ رکھتی تھی اُس کی خواستگار تھی۔ وہ خود بھی جوان اور خوبصورت تھی دنیا کی تمام نعمتیں یوسف کو دینے پر موجود تھی۔ وہ اور یوسف ایک محل میں رہتے تھے جب چاہیں تنہائی میں مل سکتے تھے متعدد دفعہ وہ عورت اس طرح پیش آئی کہ اُس حالت میں ایک جوان مرد کا ایک جوان عورت کی خواہش کا نہ پورا کرنا اگر ناممکن نہیں تو حد سے زیادہ مشکل ہے اور باوجود ان باتوں کے حضرت یوسف کا صرف خدا کے ڈر سے اور اس احسانمندی کی وجہ سے کہ اُس کے شوہر نے مجھے خریدا ہے اور پرورش کیا ہے اور اپنے گھر میں رکھا ہے میں کیونکر اُس کی خیانت کرسکتا ہوں پاکدامن رہنا بے انتہا غور کرنے اور نصیحت پکڑنے کے قابل ہے۔ اُدھر خدا کا خوف اور خدا کے احکام کی اطاعت نصیحت دیتی ہے اور ادھر محسن کے احسان کو کبھی نہ بھولنا اور قدرتی جذباتِ انسانی پر بھی احسانمندی کو غالب کرنا انسانوں کے واسطے بہت بڑی نصیحت ہے +

جب عزیز مصر کی عورت نے کہا کہ اگر تو میری بات نہ مانے گا تو میں تجھ کو قیدخانہ میں بھیجدونگی اور ذلیل کردونگی تو یوسف نے اُس مصیبت اور دقت کو گوارا کرکے کس سچے دل اور خلوص نیت سے کہا کہ اے میرے پروردگار قیدخانہ مجھ کو بہت پیارا ہے اُس بات سے جو وہ مجھ سے چاہتی ہے۔ یہ قول حضرت یوسف کا کس قدر دل میں اثر کرنے والا اور عبرت اور نصیحت دینے والا ہے +

باپ سے کم سنی میں مفارقت، بھائیوں کا ظلم۔ اندھے کنوئیں میں ڈالے جانے کی مصیبت بطور غلام کے پکڑے اور بیچے جانے کی ذلت اور پھر عیش و آرام میں آکر قیدخانہ میں ڈالے جانے کی ذلت و مصیبت سب کو صبر سے سہنا اور ہر حالت میں خدا کی مرضی پر راضی رہنا کبھی اُس کی شکایت نہ کرنا کیا انسانوں کے لئے عمدہ سے عمدہ نصیحت نہیں ہے +

اُس کے بعد جب یوسف بادشاہت کے درجہ پر پہنچ گئے اور بھائیوں پر بخوبی قابو پایا تو اُن کے تمام ظلموں کو جو اُن کے ہاتھ سے سہے تھے اور اُن کی تمام بُرائیوں اور بدسلوکیوں کو ایک لخت بھلا دینا اور نہایت اخلاق و محبت سے اُن کے ساتھ پیش آنا اور نہایت مصیبت کے وقت پے در پے اور طرح بطرح سے اُن کے ساتھ سلوک کرنا دُنیا میں اُن کی خطاؤں سے درگذر کرنا اور عاقبت میں اُن کے گناہوں کی معافی چاہنا کیا انسانوں کے لئے اپنے اخلاق درست کرنے کے لئے کچھ کم نصیحت ہے +

ماں باپ کی خدمت اور تعظیم و ادب جو عین بادشاہت کے درجہ پر پہنچ کر حضرت یوسف نے ادا کیا ہمارے لئے کیسی عمدہ نصیحت ہے +

مَاكَانَ حَدِيثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾	اور نہیں تھی بات جھوٹ بنائی ہوئی ولیکن سچا کرنے والی ہے اُس چیز کی جو سامنے ہے اور تفصیل ہے ہر چیز کی اور ہدایت ہے اور رحمت ہے ایمان لانے والی قوم کے لئے ﴿۱۱۱﴾

حضرت یوسف کے بھائیوں نے جو بدسلوکی اپنے بھائی اور اپنے بڈھے باپ کے ساتھ کی اور آخر کار اُس سے نادم اور پشیمان ہوئے کیا ہمارے لئے ایسے یا اُس کی مانند کاموں سے بچنے کے لئے عمدہ نصیحت نہیں ہے +

حضرت یعقوب کو اس واقعہ سے جو رنج پہنچا اور زمانہ دراز تک اُس رنج و مصیبت میں مبتلا رہے مگر ہر حال میں خدا ہی کو یاد رکھا اُسی سے کہا جو کچھ کہا اُسی سے توقع رکھی جو توقع رکھی اور اگر کوئی لفظ زبان سے نکلا تو یہی نکلا کہ انما اشکو بثی و حزنی الی اللہ ۔ تو کیا اُن کی یہ حالت ہم کو خدا کی مرضی پر راضی اور احسان کا شکر ادا کرنے اور اُس کے رحم کے ہر حالت میں متوقع رہنے کے لئے کیسی کچھ نہایت مؤثر نصیحت نہیں ہے +

پھر اس چھوٹی سورۃ اور مختصر الفاظ میں ان واقعات کو ایسی عمدگی سے بیان کیا ہے کہ لفظوں پر غور کرنے سے ہر ایک بات کی تفصیل اور جزئیات اور انسانی جذبات کا نقشہ آنکھوں کے سامنے بندھ جاتا ہے اور وہ واقعات دل میں اثر کرتے ہیں اور خدا کے اس فرمانے پر کہ ۔ ماکان حدیثا یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیہ وتفصیل کل شئ وھدی رحمۃ لقوم یؤمنون ۔ دل سے ایمان آجاتا ہے +

سُوْرَةُ الرَّعْدِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
الٓمّٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ
وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ
الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱﴾
اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ
تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ
الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ﴿۲﴾
وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ
فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا وَمِنْ
كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ
اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ اِنَّ فِيْ
ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۳﴾
وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّ
جَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّ
نَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى
بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَّنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ
فِي الْاُكُلِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
يَّعْقِلُوْنَ ﴿۴﴾ وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ
قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا
لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۵﴾ اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ
وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ
وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ ﴿۶﴾

خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا ہے بڑا مہربان
المر۔ یہ ہیں آیتیں کتاب (یعنی قرآن) کی اور وہ جو
بھیجی گئی ہے تیرے پاس تیرے پروردگار سے ٹھیک
ولیکن اکثر آدمی ایمان نہیں لاتے ① اللہ وہ ہی جس نے
بلند کیا آسمانوں کو بغیر ایسے ستونوں کے کہ تم اُن کو دیکھو
(فی تفسیر ابن عباس یقال بعمد لا ترونہا) پھر قایم ہوا
عرش پر اور حکم کے تابع کیا سورج کو اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے
میعاد معین تک۔ تدبیر کرتا ہے کام کی اور تفصیل کرتا ہے
نشانیوں کی تاکہ تم اپنے پروردگار کے ملنے پر یقین کرو ②
وہ وہ ہے جس نے پھیلایا زمین کو اور پیدا کیا اس میں پہاڑوں
اور نہروں کو اور ہر قسم کے پھلوں کو۔ پیدا کیا اس میں جوڑا
جوڑا ڈھانک دیتا ہے رات سے دن کو اس میں بیشک نشانیاں
ہیں اُن لوگوں کے لئے جو سوچتے ہیں ③ اور زمین میں کے
ٹکڑے ایک دوسرے کے پاس پاس ہیں اور انگور کے باغ
اور کھیتی اور کھجور کے درخت ہیں ایک جڑ سے پھوٹے ہوئے
اور الگ اُگے ہوئے سیراب کئے جاتے ہیں ایک ہی پانی سے
اور فضیلت دیتے ہیں ہم اُن میں سے ایک کو دوسرے پر مزے میں
بیشک اس میں ہیں البتہ نشانیاں اُن لوگوں کے لئے
جو سمجھتے ہیں ④ اور اگر تو تعجب کرے (اُن کی باتوں
میں) تو عجب ہے اُن کا کہنا کہ کیا جب ہم مٹی ہو جاوینگے
تو کیا پھر ہم نئی پیدائش میں ہونگے ⑤ یہی وہ لوگ
ہیں جو منکر ہوئے اپنے پروردگار کے اور یہی لوگ
ہیں کہ طوق ہونگے اُن کی گردنوں میں اور
یہی لوگ ہیں آگ میں پڑنے والے وہ اسی میں
ہمیشہ رہینگے ⑥

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ
وَقَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِمُ الْمَثُلَاتُ
وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ
عَلَىٰ ظُلْمِهِمْ وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيدُ
الْعِقَابِ ﴿٧﴾ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا
لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ
إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ
هَادٍ ﴿٨﴾ اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ
كُلُّ أُنثَىٰ وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ
وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِندَهُ
بِمِقْدَارٍ ﴿٩﴾ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ ﴿١٠﴾ سَوَاءٌ مِّنكُم
مَّنْ أَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَن جَهَرَ بِهِ وَ
مَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ
بِالنَّهَارِ ﴿١١﴾ لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّن بَيْنِ
يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ
أَمْرِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ
حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ وَإِذَا أَرَادَ
اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ
وَمَا لَهُم مِّن دُونِهِ مِن وَالٍ ﴿١٢﴾ هُوَ
الَّذِي يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَ
يُنشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿١٣﴾ وَيُسَبِّحُ
الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ
وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَن يَشَاءُ
وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ وَهُوَ شَدِيدُ الْمِحَالِ ﴿١٤﴾
لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَا
يَسْتَجِيبُونَ لَهُم بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ

اور جلدی چاہتے ہیں تجھ سے بُرائی پہلے بھلائی کے اور بیشک
ہو چکی ہیں اُن سے پہلے سزائیں اور بیشک تیرا پروردگار بخشش
والا ہے انسان کے لئے باوجود اُن کے ظالم ہونے کے، اور بیشک تیرا
پروردگار سخت عذاب دینے والا ہے ﴿٧﴾ اور کہتے ہیں وہ جو
کافر ہوئے کیوں نہیں بھیجی گئی اُس پر کوئی نشانی اُس کے پروردگار
سے۔ بات یہ ہے کہ تو ڈرانیوالا ہے (یعنی قیامت کے عذاب سے)
اور ہر قوم کے لئے ہدایت کرنے والا ہے ﴿٨﴾ اللہ جانتا ہے
جو کچھ کہ اُٹھاتی ہے (یعنی اپنے رحم میں) ہر ایک عورت اور جو
کچھ کہ گھٹا دیتے ہیں رحم اور جو کچھ کہ بڑھا دیتے ہیں (یعنی مدت
حمل میں) اور ہر ایک چیز اُس کے پاس اندازہ پر ہے ﴿٩﴾
جاننے والا ہے ڈھنکی اور کھلی کا بڑا ہے بلند مرتبہ کا ﴿١٠﴾
برابر ہے کہ تم میں سے جو کوئی چھپاوے بات کو یا اُس کو پکار کر کہدے
اور جو شخص کہ وہ رات میں چھپنے والا ہو یا دن میں رستہ چلنے
والا ہے ﴿١١﴾ پے در پے ہیں اُس کے لئے (یعنی محافظ) اُس
کے آگے اور اُس کے پیچھے اُس کی حفاظت کرتے ہیں اللہ کے
حکم سے۔ بیشک اللہ نہیں بدلیتا اُس چیز کو جو اُن کے دلوں
میں ہے۔ اور جب ارادہ کرتا ہے اللہ کسی قوم کے ساتھ برائی کا پھر
اُس کے لئے کوئی پھیر دینے والا نہیں ہے۔ اور کوئی اُن کے لئے
نہیں ہے سوا اُس کے (یعنی خدا کے) حمایت کرنے والوں
سے ﴿١٢﴾ وہ وہ ہے جو دکھاتا ہے تم کو بجلی ڈر جانے کو اور لالچ
کرنے کو اور اُٹھاتا ہے بھاری بادل ﴿١٣﴾ اور تسبیح کرتی ہے
کڑک ساتھ اُس کی تعریف کے اور فرشتے اُس کے (یعنی خدا کے
ڈر سے) اور بھیجتا ہے بجلی کے شعلے پھر اُن کو پہنچا دیتا ہے
جس کو چاہتا ہے اور وہ جھگڑتے ہیں (خدا کی قدرت) میں۔ اور وہ
سخت عذاب والا ہے ﴿١٤﴾ اُسی کے لئے ہے پکارنا سچا۔ اور جو لوگ
پکارتے ہیں اور کسی کو اُس کے سوا وہ اُن کو کچھ بھی فائدہ مند جواب نہیں
دیتے مگر اُن کی مثال ہتیلی پھیلا کر پانی کی طرف جانے والے کی ہے

فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ
اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۵﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ
مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا
وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ
وَالْاٰصَالِ ﴿۱۶﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ
قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ
لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا
ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَ
الْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَ
النُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا
كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ
اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ
الْقَهَّارُ ﴿۱۷﴾ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ
السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ
عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ
زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ
وَالْبَاطِلَ ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا
مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ
يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ؕ لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا
لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؕ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ
لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ
مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ
لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ
وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ
الْمِهَادُ ﴿۱۸﴾

کہ تا پہنچے پانی اُس کے مُنہ میں اور وہ اُس میں پہنچنے والا نہیں
اور نہیں ہے پکارنا کافروں کا بجز گمراہی کے (۱۵) اور خدا ہی
کے واسطے سجدہ کرتے ہیں جو ہیں آسمانوں میں اور زمین میں
خوشی سے اور ناخوشی سے اور اُن کی پرچھائیاں صبح کو اور
شام کو (۱۶) کہدے (اے پیغمبر) کون ہے پروردگار آسمانوں
کا اور زمین کا - کہدے کہ اللہ - کہدے پھر کیا تم پکڑتے ہو اُس کے
سوا حمایتی وہ اختیار نہیں رکھتے خود اپنے لئے نفع کا نہ ضرر کا -
کہدے کیا برابر ہے اندھا اور دیکھنے والا یا کیا برابر ہیں اندھیریاں
اور اُجالا - کیا اُنہوں نے ٹھیرائے ہیں خدا کے لئے شریک کہ اُنہوں نے
پیدا کیا ہو مانند اُس کے (یعنی خدا کے) پیدا کرنے کے کہ پھر مشتبہ
ہوگئی ہو اُن پر پیدائش - کہدے اللہ پیدا کرنے والا ہر چیز کا
ہے وہی یگانہ زبردست ہے (۱۷) برسایا آسمان سے پانی پھر بہ
نکلیں ندیاں اپنے اندازہ کے موافق پھر اُٹھایا رَو نے جھاگ
اُوپر ہی اُوپر اور اُس چیز میں جس کو ڈالتے ہیں آگ میں گہنا
یا اور اسباب بنانے کے لئے جھاگ (یعنی کیت) ہے مثل اُس کی
اسی طرح اللہ بیان کر دیتا ہے حق اور باطل کو - پھر جو کہ جھاگ
ہے وہ جاتا رہتا ہے نکما ہو کر - اور جو کہ وہ چیز ہے جو نفع
دیتی ہے آدمیوں کو ٹھیرتی ہے زمین میں اسی طرح بیان
کرتا ہے اللہ مثالوں کو - اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے قبول کیا ہے
اپنے پروردگار کو (یعنی اُس کی توحید کو) اچھائی اور جن لوگوں
نے نہیں قبول کیا اُس کو (یعنی توحید کو) اگر ہو اُن کے لئے
جو کچھ کہ زمین میں ہے سب کا سب اور اُسی کی مانند اُس کے
ساتھ البتہ بدلا دیں ساتھ اُس کے (یعنی ایسا
ہونا غیر ممکن تو بدلا دینا بھی غیر ممکن ہے)
وہی لوگ ہیں کہ اُن کے لئے ہے بُرائی
حساب کی - اور اُن کی جگہ جہنم ہے اور بُری جگہ
ہے (۱۸)

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۹﴾ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ﴿۲۰﴾ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْۗءَ الْحِسَابِ ﴿۲۱﴾ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾ وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْۗءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿۲۷﴾

کیا پھر وہ شخص جو جانتا ہی کہ یہ بھیجا گیا ہے تیری پاس تیرے پرور دگار سی سچ ہے اُس شخص کی مانند ہی کہ وہ اندھا ہے- بات صرف اتنی ہی ہے کہ نصیحت پکڑتے ہیں عقل والے ﴿۱۹﴾ وہ جو پورا کرتے ہیں اللہ کے عہد کو اور نہیں توڑتے عہد کو ﴿۲۰﴾ اور وہ جو ملاتے ہیں اُس کو جس کے لئے اللہ نے حکم دیا ہے کہ وہ ملائے جاویں اور اپنے پرور دگار سے ڈرتے ہیں اور ڈرتے ہیں بُرے حساب سے ﴿۲۱﴾ اور جن لوگوں نے صبر کیا اپنے پرور دگار کی مُنہ کی (یعنی خاص اُسی کی چاہت سے) اور قائم رکھا نماز کو اور خرچ کیا اُس میں سی جو ہم نے اُن کو روزی دی ہے چھپا کر یا ظاہر کر کر اور دور کر دیتے ہیں اچھی بات سی بُری بات کو وہی لوگ ہیں جن کے لئے ہے پچھلا گھر یعنی اُس کی بھلائیاں ﴿۲۲﴾ بہشتیں ہیں ہمیشہ رہنے کی اُس میں وہ جاوینگے اور وہ جو اچھے ہیں اُن کے باپ دادوں اور اُن کی جوروں اور اُن کی اولاد میں اور فرشتے آوینگے اُن کے پاس ہر دروازے سی ﴿۲۳﴾ (کہتے ہوئے کہ) سلامتی ہی تم پر اس لئے کہ تم نے صبر کیا اور پھر اچھا ہی پچھلا گھر ﴿۲۴﴾ اور وہ جو توڑتے ہیں اللہ کا عہد اُس کے مضبوط کرنے کی بعد اور کاٹتے ہیں اُس کو جس کے لئے اللہ نے حکم دیا ہے کہ ملایا جاوے اور فساد کرتے ہیں زمین میں وہی لوگ ہیں کہ اُن کے لئے لعنت ہی اور اُن کے لئے بُرا گھر ہی ﴿۲۵﴾ اللہ فراخ کرتا ہے روزی کو جس کے لئے چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے۔ اور وہ خوش ہیں دنیا کی زندگی سے اور نہیں ہے دنیا کی زندگی آخرت (کے مقابلہ میں) مگر بہت تھوڑی چیز ﴿۲۶﴾ اور کہتے ہیں وہ جو کافر ہوئے کیوں نہیں بھیجی گئی اُس پر کوئی نشانی اُس کے پروردگار کے پاس سے کہدے کہ بیشک اللہ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور راہ دکھاتا ہے اپنی اُس کو جو رجوع کرتا ہے ﴿۲۷﴾

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ
بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ
الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ طُوبَىٰ لَهُمْ
وَحُسْنُ مَآبٍ (۲۸) كَذَٰلِكَ أَرْسَلْنَاكَ
فِي أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا أُمَمٌ
لِتَتْلُوَ عَلَيْهِمُ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ
وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَٰنِ قُلْ هُوَ
رَبِّي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ
وَإِلَيْهِ مَتَابِ (۲۹) وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا
سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ
الْأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَىٰ
بَلْ لِلَّهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا أَفَلَمْ
يَيْأَسِ الَّذِينَ آمَنُوا أَنْ لَوْ يَشَاءُ
اللَّهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيعًا (۳۰) وَلَا يَزَالُ
الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِيبُهُمْ بِمَا صَنَعُوا
قَارِعَةٌ أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِنْ دَارِهِمْ
حَتَّىٰ يَأْتِيَ وَعْدُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ
الْمِيعَادَ (۳۱) وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ
مِنْ قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا
ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ (۳۲) أَفَمَنْ
هُوَ قَائِمٌ عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ
وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ قُلْ سَمُّوهُمْ
أَمْ تُنَبِّئُونَهُ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ
أَمْ بِظَاهِرٍ مِنَ الْقَوْلِ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِينَ
كَفَرُوا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوا عَنِ السَّبِيلِ
وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ
هَادٍ (۳۳)

جو ایمان لائے اور تسلی ہوتی اُن کے دلوں کو اللہ کی یاد سے
ہاں اللہ کی یاد سے تسلی پاتے ہیں دل - جو ایمان لائے اور اچھے
کام کئے خوش حالی ہے اُن کے لئے اور اچھی ہی جگہ پھر
جائینگے (۲۸) اسی طرح ہم نے تجھ کو بھیجا ہے ایک گروہ
میں کہ گذر گئی ہیں اُن سے پہلے بہت سی گروہیں تاکہ تو اُن کو
پڑھ سُناوے جو کچھ کہ وحی بھیجی ہے ہم نے تیرے پاس اور
وہ کفر کرتے ہیں بڑے رحم کرنے والے (یعنی خدا) کے ساتھ
کہدے وُہی میرا پروردگار ہے نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ اُسی
پر مَیں نے توکل کیا اور اسی کی طرف ہے میرا رجوع (۲۹)
اور اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا کہ اُس سے پہاڑ اُڑائے جاتے
یا اُس سے زمین پھاڑی جاتی یا اُس سے مُردے بلائے جاتے
(تو بھی وہ ایمان نہ لاتے) بلکہ خدا کے لئے ہے تمام کام سب کے
سب کیا پھر نہیں جانتے جو ایمان لائے ہیں کہ خدا چاہتا تو بیشک
ہدایت کرتا لوگوں کو سب کو (۳۰) اور ہمیشہ ہوگا اُن لوگوں
کو جو کافر ہوئے کہ پہنچیگا اُن کو اُس سبب سے جو اُنہوں نے
کیا ہے کچو کا دینے والا عذاب یا آجاویگا اُن کے گھروں کے
پاس جب تک کہ آوے وعدہ اللہ کا بیشک اللہ نہیں خلاف
کرتا وعدہ کو (۳۱) اور ہاں بیشک ٹھٹھا کیا گیا ہے رسولوں
سے تجھ سے پہلے پھر ہم نے مہلت دی اُن کو جو کافر ہوئے
پھر ہم نے اُن کو پکڑا پھر کیسا تھا ہمارا عذاب (۳۲) کیا پھر
وہ جو کھڑا ہے ہر ایک کی جان پر (جانتے ہوئے) اُس کو جو وہ کماتے
ہیں اور وہ کرتے ہیں اللہ کے لئے شریک کہدے (اے پیغمبر) کہ نام رکھو
اُن کے (یعنی اسماء صفات جیسے رزاق محیی ممیت عالم خالق وغیرہ)
یا تم اُس کو بتاتے ہو وہ چیز جس کو وہ نہیں جانتا زمین میں یا ظاہری
باتوں سے - بلکہ بنا ٹھنا دیا ہے اُن لوگوں کے لئے جو کافر ہوئے
اُن کی مکر نے اور روکے گئے ہیں رستہ سے اور جس کو گمراہ کرے
اللہ پھر نہیں اُس کے لئے راہ بتانے والا (۳۳)

لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ
لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ
اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ (۳۴) مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ
وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ
اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ۚ تِلْكَ عُقْبَى
الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ
النَّارُ (۳۵) وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ
يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ
الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ۚ قُلْ اِنَّمَآ
اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ
بِهٖ ۚ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ (۳۶)
وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا
عَرَبِيًّا ۚ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ
بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ
مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ
وَّلَا وَاقٍ (۳۷) وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا
مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا
وَّذُرِّيَّةً ۚ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ
بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ (۳۸)
يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ
وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتٰبِ (۳۹) وَاِنْ مَّا
نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ
نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا
الْحِسَابُ (۴۰) اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي
الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۚ
وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ
سَرِيْعُ الْحِسَابِ (۴۱)

اُن کے لئے ہے عذاب دُنیا کی زندگی میں اور بیشک عذاب
آخرت کا زیادہ سخت ہے اور کوئی نہیں اُن کے لئے اللہ سے
بچانے والا (۳۴) مثال بہشت کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے
پرہیز گاروں سے (یہ ہے کہ) بہتی ہیں اُس کے نیچے نہریں
اُس کے میوے ہمیشہ ہیں اور اُس کی چھاؤں۔ یہ ہے آخری چیز
اُن کی جو پرہیز گار ہوئے اور آخری چیز اُن کی جو کافر ہوئے
آگ ہے (۳۵) اور وہ لوگ جن کو ہم نے دی ہے کتاب خوش
ہوتے ہیں اُس سے جو اُتارا گیا ہے تیرے پاس اور اُن ہی میں سے
بعضے لوگ ہیں جو انکار کرتے ہیں اُس کتاب کی بعض آیتوں کا
کہدے اے پیغمبر کہ بات صرف اتنی ہے کہ مَیں حکم دیا گیا ہوں کہ
عبادت کروں اللہ کی اور نہ شریک کروں اُس کے ساتھ
اُسی کی طرف بُلاتا ہوں اور اُسی کی طرف ہے میرا رجوع (۳۶)
اور اسی طرح ہم نے اُتارا ہے ایک حکم عربی زبان کا اور اگر تو
تابعداری کرے اُن کی خواہشوں کی بعد اس کے کہ آ گیا ہے
تجھ کو علم تو نہیں ہے تیرے لئے اللہ سے کوئی حمایت
کرنے والا اور نہ بچانے والا (۳۷) اور بیشک ہم نے بھیجے
رسول تجھ سے پہلے اور کر دیں ہم نے اُن کے لئے جوروئیں اور
بچے اور یہ نہیں ہے رسول کے لئے کہ لاوے کوئی نشانی
مگر اللہ کے حکم سے ہر ایک کا وقت لکھا ہوا ہے (۳۸)
مٹا دیتا ہے اللہ جو چاہتا ہے اور قایم رکھتا ہے اور اُس کے
پاس ہے ماں کتابوں کی (۳۹) اور اگر ہم تجھ کو دکھا دیں
بعضی وہ چیزیں جن کا ہم اُن سے وعدہ کرتے ہیں یا ہم تجھ کو
موت دیں (یعنی بغیر اُن کے دکھائے) تو (ہر حال میں) بات صرف اتنی ہے
کہ تجھ پر حکم پہنچا دینا ہے اور ہم پر حساب لینا ہے (۴۰) کیا اُنھوں نے نہیں دیکھا
کہ ہم گھٹاتے آتے ہیں زمین کو (یعنی اُس کے کفر کو) اُس کے کناروں سے (یعنی
بسبب اسلام لانے اُن قوموں کے جو اُس کے اطراف میں رہتی ہیں) اور اللہ حکم کرتا
ہے نہیں کوئی پیچھا کرنے والا اُس کے حکم کا اور وہ جلد حساب لینے والا ہے (۴۱)

؎ اس آیت کی تفسیر سورۂ نحل میں زیر آیت واذا بدلنا اٰیۃ میں کی گئی ہے (احمد بابا مخدومی)

وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ وَ سَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿۴۳﴾

اور بیشک مکر کیا اُنھوں نے جو اُن سے پہلی تھے پھر اللہ کے پاس ہے مکر سب کا۔ جانتا ہے جو کماتا ہے (بھلائی یا بُرائی) ہر ایک متنفس اور جلد جان لینگے کافر کہ کس کے لئے ہے پچھلا گھر ﴿۴۲﴾ اور کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہوئے تو نہیں ہے بھیجا ہوا کہدے کہ کافی ہے اللہ گواہ مجھ میں اور تم میں اور وہ جن کے پاس ہے علم کتاب کا ﴿۴۳﴾

سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
الٓرٰ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ⑴ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ⑵ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ⑶ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑷ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ⑸ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ⑹ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ⑺

خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا ہے بڑا مہربان
الٓر۔ یہ کتاب ہے ہم نے اُس کو اُتارا ہے تیرے پاس تاکہ تو نکالے لوگوں کو اندھیرے سے روشنی کی طرف اپنے پروردگار کے حکم سے رستہ پر بڑے عزت والے تعریف کئے گئے کے (۱) اللہ وہ ہے جس کے لئے ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں اور جو کچھ کہ ہے زمین میں پیٹنا ہے کافروں کے لئے سخت عذاب سے (۲) جنہوں نے قبول کی ہے دنیا کی زندگی آخرت پر اور روکا ہے اللہ کی راہ سے اور چاہتے ہیں اُس میں کجی وہ ہیں پرلے درجہ کی گمراہی میں (۳) اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اُسی کی قوم کی زبان میں تاکہ اُن کو سمجھاوے پھر گمراہ کرتا ہے اللہ جس کو چاہتا ہے اور ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور وہ بہت بڑی عزت والا ہے حکمت والا (۴) اور ہاں بیشک ہم نے بھیجا موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ کہ نکال اپنی قوم کو اندھیرے سے روشنی کی طرف اور نصیحت کر خدا کے دنوں سے (یعنی اُن دنوں سے جن میں خدا کی رحمت یا خدا کا غضب لوگوں پر نازل ہوا ہے) بیشک اس میں ہیں نشانیاں ہر صبر کرنے والے شکر کرنے والے کے لئے (۵) اور جب کہ کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو کہ یاد کرو اللہ کی نعمتیں اپنے پر۔ جب نجات دی تم کو فرعون کے لوگوں سے تم کو دیتے تھے بڑا عذاب اور ذبح کر ڈالتے تھے تمہارے بیٹے اور زندہ رکھتے تھے تمہاری عورتیں اور اس میں آزمائش تھی تمہارے پروردگار سے بہت بڑی (۶) اور جب خبردار کر دیا تمہارے پروردگار نے کہ اگر تم شکر کروگے تو البتہ زیادہ دونگا تم کو، اگر تم کفر کروگے تو بیشک میرا عذاب البتہ سخت ہے (۷)

وَقَالَ مُوْسٰۤى اِنْ تَكْفُرُوْۤا اَنْتُمْ وَمَنْ
فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِىٌّ حَمِيْدٌ ⑧
اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ
نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ⑨ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ
لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ
بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْۤا اَيْدِيَهُمْ فِىْۤ اَفْوَاهِهِمْ
وَقَالُوْۤا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِىْ
شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَاۤ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ⑩
قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِى اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ
لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ
اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ⑪ قَالُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ
اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا
عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ
مُّبِيْنٍ ⑫ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ
اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ
وَمَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ ⑬
اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
الْمُؤْمِنُوْنَ ⑭ وَمَا لَنَاۤ اَلَّا نَتَوَكَّلَ
عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰٮنَا سُبُلَنَا وَلَنَصْبِرَنَّ
عَلٰى مَاۤ اٰذَيْتُمُوْنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
الْمُتَوَكِّلُوْنَ ⑮ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَاۤ
اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِىْ مِلَّتِنَا فَاَوْحٰۤى
اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ
الظّٰلِمِيْنَ ⑯

اور کہا موسےٰ نے اگر تم کافر ہو جاؤ تم اور وہ جو زمین میں ہیں
سب کے سب تو بیشک اللہ بے پرواہ ہی تعریف کیا گیا ⑧
کیا نہیں پہنچی تم کو خبر اُن کی جو تم سے پہلے تھے قوم نوح کی اور
عاد کی اور ثمود کی ⑨ اور اُن کی جو اُن کے بعد تھے
نہیں جانتا کوئی اُن کو سوائے اللہ کے ۔ آئے اُن کی پاس
اُن کے رسول دلیلوں سمیت پھر ڈالے اُنہوں نے اپنے ہاتھ اپنے
مُنہوں میں اور کہا بیشک ہم نہیں مانتے اُس کو جس کے ساتھ
تم بھیجے گئے ہو اور بیشک ہم البتہ شک میں ہیں اُس سے
جس کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو زیادہ شک کرنے والی ⑩
اُن کے رسولوں نے کہا کہ کیا اللہ میں شک ہی ۔ پیدا کرنیوالا
آسمانوں اور زمین کا ۔ تم کو بلاتا ہے تاکہ بخشے تمہارے لئے
تمہارے گناہ اور مہلت دے تم کو ایک مدتِ معین تک ⑪
بولے کہ تم نہیں ہو مگر ایک آدمی ہم سے ۔ چاہتے ہو کہ روکو ہم کو
اُس سے کہ جو عبادت کرتے تھے ہمارے باپ دادا پھر ہمارے
پاس اس کی کوئی صاف دلیل لاؤ ⑫ اُن کی رسولوں نے
کہا کہ ہم نہیں ہیں مگر آدمی تم جیسے لیکن اللہ عنایت کرتا
ہے جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے اور ہمارے لئے
نہیں ہے کہ ہم لاویں تمہارے پاس کوئی دلیل (یعنی
معجزہ) ⑬ مگر اللہ کے حکم سے اور اللہ پر چاہیئے بھروسا
کریں ایمان والے ⑭ اور کیا ہے ہماری لئے کہ ہم توکل
کریں اللہ پر اور بیشک اس نے ہم کو بتائے ہیں ہمارے رستے ۔
اور ہاں ہم صبر کرینگے اُس پر جو ایذا دو تم ہم کو اور اللہ پر چاہیئے
کہ بھروسا کریں بھروسا کرنے والے ⑮ اور کہا اُنہوں نے جو کافر
ہوئے اپنے رسولوں کو کہ البتہ ہم تم کو نکال دینگے اپنے ملک
سے یا یہ کہ تم پھر آؤ ہمارے دین میں پھر وحی
بھیجی اللہ نے اُن کے پاس کہ البتہ ہم ہلاک
کرینگے ظالموں کو ⑯

وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ
ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِي وَخَافَ
وَعِيْدِ ﴿۱۷﴾ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ
عَنِيْدٍ ﴿۱۸﴾ مِنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى
مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ﴿۱۹﴾ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا
يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ
كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ وَّمِنْ وَّرَآئِهٖ
عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۲۰﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ
اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ
لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ
ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۲۱﴾
اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ
وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۲۲﴾ وَّمَا ذٰلِكَ
عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۲۳﴾ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ
جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا
اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ
عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ﴿۲۴﴾
قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ
سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا
مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۲۵﴾ وَقَالَ الشَّيْطٰنُ
لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ
الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ
لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ﴿۲۶﴾ اِلَّآ اَنْ
دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ
وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ

اور البتہ تم کو ہم بسا دینگے ملک میں اُنکے بعد- یہ اُس کے لئے ہے
جو ڈرتا ہے میرے سامنے حاضر ہو کر کھڑی ہونے سے اور ڈرتا ہے میرے
عذاب سے ﴿۱۷﴾ اور اُنھوں نے فتح چاہی اور برباد ہو گئے تمام
سرکش اور عناد کرنیوالے ﴿۱۸﴾ اور اس کے بعد جہنم ہے اور پلایا
جاویگا پانی کچ لہو سا ﴿۱۹﴾ گھونٹ گھونٹ اُس کا لیگا اور
یہ نہ ہو سکیگا کہ اُس کو حلق سے اُتار سکے اور اُس کے پاس آویگی
موت ہر جگہ سے اور وہ مردہ نہ ہوگا اور اُس کے بعد عذاب
ہے سخت ﴿۲۰﴾ مثال اُن لوگوں کی جو کافر ہوئے (رب سے) کر
اُن کے اعمال راکھ کی مانند ہیں جس پر شدت سے ہوا چلی ہو
جھکڑ کے دن میں- نہ قابو رکھینگے اپنی کمائے ہوئے میں سے
کسی چیز پر اور یہ ہے وہی پرلے درجہ کی گمراہی ﴿۲۱﴾
کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ نے پیدا کیا آسمانوں کو اور
زمین کو ٹھیک ٹھیک اگر چاہے اُٹھا لے تم کو اور لی آوے
نئی خلقت ﴿۲۲﴾ اور یہ نہیں ہے اللہ پر کچھ مشکل ﴿۲۳﴾
اور حاضر ہونگی اللہ کے سامنے سب پھر کہینگے ضعیف
لوگ اُن سے جو تکبر کرتے تھے کہ بیشک ہم تمہارے
تابع تھے پھر کیا تم ہم سے اُٹھا دینے والے ہو اللہ
کے عذاب سے کچھ بھی ﴿۲۴﴾ کہینگے کہ اگر اللہ ہم کو ہدایت
کرتا تو ہم تم کو ہدایت کرتے- برابر ہے ہم پر کہ ہم تڑپا کریں
یا ہم صبر کریں نہیں ہے ہمارے لئے کوئی جگہ مخلصی کی ﴿۲۵﴾
اور شیطان نے کہا کہ جب فیصل کر دیا گیا کام بیشک اللہ نے
تم کو وعدہ دیا سچا وعدہ اور میں نے تم کو وعدہ دیا پھر میں نے
تم سے وعدہ خلاف کیا اور نہ تھا مجھ کو تم پر کچھ زور ﴿۲۶﴾
مگر یہ کہ میں نے تم کو بلایا (یعنی اپنی تابعداری کرنے کو) پھر تم نے
مجھ کو مان لیا پھر مجھ کو ملامت مت کرو اور ملامت
کرو اپنے آپ کو- اور میں نہیں تمہاری فریاد
کو پہنچنے والا

وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ اِنِّيْ كَفَرْتُ
بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ
لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۷﴾ وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ
تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ﴿۲۸﴾ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ
ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً
كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا
فِي السَّمَآءِ ﴿۲۹﴾ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ
بِاِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ
لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَ
مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ اجْتُثَّتْ
مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۳۱﴾ يُثَبِّتُ
اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ
وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿۳۲﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ
بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ
دَارَ الْبَوَارِ ﴿۳۳﴾ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا
وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۳۴﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ
اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ قُلْ تَمَتَّعُوْا
فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿۳۵﴾
قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ
يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ
وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۶﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

اور نہ تم میری فریاد کو پہنچنے والے۔ بیشک میں نے کفر کیا اس
سے کہ شریک کیا تم نے مجھ کو اس سے پہلے بیشک ظالم اُن کے لئے
ہے عذاب دکھ دینے والا ﴿۲۷﴾ اور داخل ہو وینگے وہ لوگ
جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے جنت میں بہتی ہیں اُس کے نیچے
نہریں ہمیشہ رہینگے اُس میں اپنے پروردگار کے حکم سے اُن کی
دُعا اُس جگہ آپس میں ملنے میں ہے سلام ﴿۲۸﴾ کیا تو نے
نہیں دیکھا کہ کیونکر بتائی اللہ نے مثال۔ اچھی بات اچھے
درخت کی مانند ہے اُس کی جڑ مضبوط ہے اور اُس کی
ٹہنیاں آسمان میں ہیں ﴿۲۹﴾ دیتا ہے اپنا میوہ ہر وقت
اپنے پروردگار کے حکم سے۔ اور بتاتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کو
تاکہ وہ نصیحت پکڑیں ﴿۳۰﴾ اور مثال بُری بات کی بُری درخت
کی مانند ہے کہ جم گیا ہو زمین کے اوپر سے اور اُس کو کچھ پائداری
نہیں ہے ﴿۳۱﴾ مضبوط رکھتا ہے اللہ اُن لوگوں کو جو ایمان
لائے مضبوط بات پر دُنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔
اور گمراہ کرتا ہے اللہ ظالموں کو اور کرتا ہے اللہ جو چاہتا
ہے ﴿۳۲﴾ کیا تو نے غور نہیں کی اُن لوگوں کی طرف
جنہوں نے بدل دیا ہے اللہ کی نعمت کو کفر سے اور گرا دیا
اپنی قوم کو ہلاکی کے گھر میں ﴿۳۳﴾ کہ جہنم ہے پہنچینگے
وہاں اور بہت بُری ہے ٹھیرنے کی جگہ ﴿۳۴﴾ اور
ٹھیرایا اُنہوں نے اللہ کے لئے شریک تاکہ گمراہ کریں
اُس کے رستہ سے پھر فائدہ اُٹھا لو پھر بیشک تمہارا
جانا ہے آگ کی طرف ﴿۳۵﴾ کہدے (اے پیغمبر) اُن
لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں ادا کرتے ہیں نماز کو اور دیتے
ہیں اُس میں سے جو ہم نے اُن کو روزی دی ہے چھپا کر
اور ظاہر کر کر اس سے پہلے کہ آئے وہ دن کہ نہ اُس میں بیچنا
ہے اور نہ دوستی ﴿۳۶﴾ اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں
کو اور زمین کو اور برسایا آسمان سے پانی

فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ
وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ
بِاَمْرِهٖ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ
وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
دَآئِبَيْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ
وَالنَّهَارَ وَاٰتٰكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ
وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا
اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿٣٧﴾
وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا
الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ
نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿٣٨﴾ رَبِّ اِنَّهُنَّ
اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ
تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ
فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣٩﴾ رَبَّنَا
اِنِّيْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ
غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ
الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْ
اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ
لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴿٤٠﴾
رَبَّنَا اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ
وَمَا نُعْلِنُ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ
مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ
وَلَا فِي السَّمَآءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ
وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ
اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ
الدُّعَآءِ ﴿٤١﴾

پھر اس سے نکالی میووں میں سے تمہارے لئے روزی اور تمہاری مرضی
کے مطابق کیا کشتی کو تاکہ چلے دریا میں اور تمہاری مرضی کے
موافق کیا نہروں کو۔ اور تمہاری مرضی کے موافق کیا
سورج اور چاند کو جو اپنا کام یکساں کرتے رہینگے اور تمہاری
مرضی کے موافق کیا رات کو اور دن کو اور دیا تم کو اس ہر
چیز سے کہ تم نے اس کو مانگا اور اگر تم گنو اللہ کی نعمتوں کو۔
نہ سب کو جمع کر سکو گے بیشک انسان البتہ ظالم ہے کفران
کرنے والا ﴿٣٧﴾ اور جب کہا ابراہیم نے اے میرے پروردگار
کردے اس قصبہ (یعنی مکہ) کو امن والا اور الگ رکھ مجھ کو اور میرے
بیٹوں کو اس سے کہ ہم پوجیں بتوں کو ﴿٣٨﴾ اے میرے پروردگار
بیشک انہوں نے گمراہ کیا بہتوں کو لوگوں میں سے پھر جس نے میری
پیروی کی تو بیشک وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی
تو پھر تو بخشنے والا ہے مہربان (یعنی اُن کے گناہ کو بخش کر
سیدھے راہ پر لا) ﴿٣٩﴾ اے ہمارے پروردگار بیشک میں نے
بسایا ہے اپنی اولاد میں سے بن کھیتی کے میدان میں تیری حرمت
والے گھر کے پاس اے ہمارے پروردگار اس لئے کہ ادا کرتے
رہیں نماز (معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ کی نماز حلقہ باندھ کر اور
پھرتے جاکر خدا کا ذکر کرنا تھی جس کو اس زمانہ میں طواف کہتے
ہیں) پھر کردے لوگوں میں سے چند دل ایسے کہ جھکیں اُن
کی طرف اور روزی دے اُن کو پھلوں سے تاکہ شاید
وہ شکر کریں ﴿٤٠﴾ اے ہمارے پروردگار تو جانتا ہے جو
کچھ ہم چھپاتے ہیں اور جو کچھ ہم ظاہر کرتے ہیں اور نہیں
چھپی ہوئی ہے اللہ پر کوئی چیز بھی زمین میں کی اور
نہ آسمانوں میں کی۔ تمام شکر ہے اللہ
کے لئے جس نے بخشا مجھ کو بڑھاپے پر
اسمٰعیل کو اور اسحٰق کو بیشک میرا پروردگار
البتہ سُننے والا ہے دعا کا ﴿٤١﴾

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۲﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ﴿۴۳﴾ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ ﴿۴۴﴾ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ﴿۴۵﴾ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴿۴۶﴾ وَّسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۷﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۸﴾ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۹﴾ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۵۰﴾

اے میری پروردگار مجھ کو کر ہمیشہ ادا کرنے والا نماز کا اور میری اولاد میں بھی اے ہمارے پروردگار اور قبول کر میری دعا۔ اے ہمارے پروردگار بخش دے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور مسلمانوں کو جس دن قایم ہو حساب ﴿۴۲﴾ اور ہرگز مت خیال کر (اے مخاطب) اللہ کو بےخبر اُس چیز سے کہ کرتے ہیں ظالم۔ بات صرف یہ ہے کہ اُن کو پیچھے رکھتا ہے اُس دن کے لئے جس میں پتھرا جاوینگی آنکھیں ﴿۴۳﴾ دیکھتے ہوئے اپنے سروں کو اُونچا کئے ہوئے نہ جھپکیگی اُن کی طرف اُن کی پلک اور اُن کے دل اُڑے جاتے ہیں اور ڈرا لوگوں کو اُس دن سے کہ آویگا اُن کو عذاب ﴿۴۴﴾ پھر کہینگے وہ لوگ جو ظالم ہوئے ای پروردگار اخیر کو رکھ ہم کو تھوڑی مدت تک ﴿۴۵﴾ ہم قبول کریں تیرے بُلانے کو اور ہم پیروی کریں رسُولوں کی (جواب ملیگا) کہ کیا تم قسم نہ کھاتے تھے اس سے پہلے کہ نہیں تمہارے لئے کچھ زوال ﴿۴۶﴾ اور تم رہتے تھے اُن لوگوں کے رہنے کی جگہ میں جنہوں نے ظلم کیا اپنے پر آپ اور ظاہر ہوا تم پر کہ کس طرح کیا ہم نے اُن کے ساتھ اور بتائیں ہم نے مثالیں۔ اور بیشک اُنہوں نے مکر کیا تھا اپنا مکر اور اللہ کے پاس ہے اُن کا مکر۔ اور نہ تھا اُن کا مکر کہ ٹل جاوے اُس سے پہاڑ (یعنی ایسا نہ تھا کہ حق کو باطل کر دے) ﴿۴۷﴾ پھر ہرگز خیال مت کر اللہ کو کہ خلاف کرنے والا ہے اپنے وعدہ کو اپنے رسولوں کے ساتھ۔ بیشک اللہ بڑا ہے بدلا لینے والا ﴿۴۸﴾ اُس دن کہ بدل جاویگی زمین اور طرح اس زمین کے اور (بدل جاوینگے) آسمان اور حاضر ہونگے سامنے اللہ واحد قہار کے ﴿۴۹﴾ اور تو دیکھیگا گنہگاروں کو اُس دن جکڑی ہوئی زنجیروں میں ﴿۵۰﴾

سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ۝ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۵۱ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۵۲

لباس اُن کے قطران کے ڈھانک لیگی اُن کے مُنھوں کو آگ تاکہ بدلا دے اللہ ہر ایک شخص کو جو اُس نے کمایا ہے بیشک اللہ جلد لینے والا ہے حساب کا (۵۱) یہ پہنچا دینا ہے لوگوں کو اور تاکہ وہ اُس سے ڈریں اور جان لیں کہ بات صرف یہ ہے کہ وہی ہے معبود اکیلا اور تاکہ نصیحت پکڑیں عقل والے (۵۲)

سُوْرَةُ الْحِجْرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ⓵
رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا
مُسْلِمِيْنَ ⓶ ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا
وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ⓷
وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا
كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ⓸ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ
اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ⓹
وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ
الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ⓺ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا
بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ⓻
مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا
اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ⓼ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا
الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ⓽
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ
الْاَوَّلِيْنَ ⓾ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ
اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑪ كَذٰلِكَ
نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ⑫ لَا يُؤْمِنُوْنَ
بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ⑬ وَلَوْ
فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ
يَعْرُجُوْنَ ⑭ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ
اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ⑮
وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا
لِلنّٰظِرِيْنَ ⑯

خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا ہے بڑا مہربان
الٓر - یہ ہیں آیتیں کتاب کی اور بیان کرنے والے قرآن
کی (۱) کسی نہ کسی وقت چاہینگے وہ جو کافر ہوئے -
اگر ہم مسلمان ہوتے (تو کیا اچھا ہوتا) (۲) چھوڑ دے اُن کو
کھاویں اور فائدہ اُٹھاویں اور غفلت میں ڈالے اُن کو
دور و دراز اُمید پھر وہ جلد جان لینگے (۳) اور ہم نے ہلاک
نہیں کیا کسی بستی کو مگر اُس کے لئے لکھا ہوا معلوم تھا (۴)
نہیں آگے بڑھ جاتی کوئی گروہ اپنے وقت سے اور نہ پیچھے
رہ جاتی ہے (۵) (کافروں نے) کہا اے وہ شخص جس پر اُتارا
گیا ہے ذکر (یعنی قرآن) - بیشک تو دیوانہ ہے (۶) کیوں
نہیں لاتا ہمارے پاس فرشتے اگر تو سچوں میں سے ہے (۷)
ہم نہیں اُتارتے فرشتے مگر ٹھیک وقت پر اور وہ اُس وقت نہ ہونگے
مہلت دیئے گئے (۸) بیشک ہم نے اُتارا ہے ذکر (یعنی قرآن)
کو اور بیشک ہم اُس کے لئے البتہ حفاظت کرنے والے ہیں (۹)
اور البتہ ہم نے بھیجے تھے (پیغمبر) تجھ سے پہلے اگلے فرقوں
میں (۱۰) اور نہیں آیا تھا اُن کے پاس کوئی پیغمبر مگر وہ اُس کے
ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے (۱۱) اسی طرح ہم راہ دیتے ہیں ٹھٹھے کو
گنہگاروں کے دل میں (۱۲) وہ اُس پر ایمان نہیں لاتے اور
اسی طرح پر چلا گیا ہے طریقہ پہلوں کا (۱۳) اور اگر ہم اُن پر
کھولدیں ایک دروازہ آسمان سے پھر وہ ہوں کہ اُس میں
چڑھ جاویں (۱۴) البتہ کہینگے کہ اور کچھ نہیں بجز اس کے
کہ ہماری آنکھوں پر دھنٹ بندی کی ہے بلکہ ہم ایک گروہ
ہیں جادو کئے ہوئے (۱۵) اور بیشک ہم نے پیدا کئے ہیں
آسمان میں برج اُن کو خوشنما کیا ہے دیکھنے والوں کے لئے (۱۶)

(۱۶) (فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا) بروج صیغہ جمع کا ہے اور برج اس کا واحد ہے برج کے معنی اُس شے

وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾ وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۲﴾

اور ہم نے اُن کو محفوظ رکھا ہے ہر ایک شیطان راندے گئے سے ﴿۱۷﴾ مگر جس نے چُرا یا سننے کو (یعنی کوئی بات معلوم کرلی) تو پیچھے پڑتا ہے اُس کے شعلہ روشن ﴿۱۸﴾ اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور ہم نے ڈالے اُس میں پہاڑ اور ہم نے اُگائی اُس میں ہر ایک چیز موزوں ﴿۱۹﴾ اور ہم نے پیدا کی تمہارے لئے اُس میں معیشتیں اور اُس کے لئے کہ تم نہیں ہو اُس کو روزی دینے والے ﴿۲۰﴾ اور نہیں کوئی چیز مگر ہمارے پاس اُس کے خزانے ہیں اور ہم اُس کو نہیں اُتارتے مگر ایک اندازۂ معلوم سے ﴿۲۱﴾ اور ہم نے بھیجا ہوا کو بوجھل کرنے والی (یعنی بادلوں کو) پھر ہم نے برسایا آسمان سے مینہ پھر ہم نے اُسے تم کو پلایا اور تم نہ تھے اُس کو خزانہ میں رکھنے والے ﴿۲۲﴾

کے ہیں جو ظاہر اور اپنے ہم شکل چیزوں سے ممتاز ہو۔ عمارت کا وہ حصہ جو ایک خاص صورت پر بنایا جاتا ہے گو وہ جزو اُس عمارت کا ہوتا ہے مگر عمارت کے اور جزوں سے ممتاز اور نمایاں ہوتا ہے اُس کو بُرج کہتے ہیں ✦

اہل ہیئت نے جب ستاروں پر غور کی اور اُن کو دیکھا کہ کچھ ستارے ایسی طرح پر متصل واقع ہوئے ہیں کہ باوجودیکہ وہ اَوروں سے بڑے اور اَوروں سے کچھ زیادہ روشن نہیں ہیں مگر ایک خاص طرح پر واقع ہونے سے وہ اور سب سے علیحدہ دکھائی دیتے ہیں اور نمایاں ہیں۔ پھر اُن کے نمایاں ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ ہوئی کہ اُنہوں نے دیکھا کہ سورج دولابی چال پر چلتا ہوا نہیں معلوم ہوتا بلکہ حمائلی طور پر چلتا ہوا معلوم ہوتا ہے اور یہ اُس کا چلنا اُنہیں ستاروں کے نیچے نیچے معلوم ہوتا ہے اِس وجہ سے وہ ستارے اور ستاروں سے زیادہ ممتاز و نمایاں ہوگئے ✦

اس کے بعد اہل ہیئت نے دیکھا کہ اس طرح پر اور ایسے موقع سے جو اوروں سے ممتاز ہوں متعدد مجمعے ستاروں کے واقع ہیں مگر اُن میں بارہ مجمعوں کو اس طرح پر پایا کہ وہ ایسی ترتیب سے واقع ہیں کہ اگر اُن سب پر ایک دائرہ فرض کیا جاوے تو کرہ پر دائرہ عظیمہ ہوگا۔ پھر اُن کو سورج بھی اس طرح پر چلتا ہوا دکھائی دیا اور اُسی طرح پر سورج کے چلنے سے اختلاف فصول اُن کو متحقق ہوا۔ پس اُنہوں نے اُن ستاروں کے بارہ مجمعوں کی تعداد کے موافق آسمان کے بارہ مساوی حصے فرض کئے اور ہر ایک حصہ اُن ستاروں کے ایک ایک مجمعے کے لئے قرار دیا اور ہر حصہ کا نام بُرج رکھا کیونکہ اپنے ستاروں کے خاص مجمع سے وہ علیحدہ ممتاز اور نمایاں تھا ✦

وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْیٖ وَنُمِیْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِیْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ یَحْشُرُهُمْ اِنَّهٗ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ﴿۲۹﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّآ اِبْلِیْسَ اَبٰٓی اَنْ یَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ﴿۳۱﴾

اور بیشک ہم جلاتے ہیں اور ہم مار ڈالتے ہیں اور ہم ہیں وارث ﴿۲۳﴾ اور بیشک البتہ ہم نے جانا ہے تم سے اگلوں کو اور بیشک ہم نے جانا ہے پچھلوں کو ﴿۲۴﴾ اور بیشک تیرا پروردگار اکٹھا کریگا اُن کو بیشک وہ حکمت والا ہے جاننے والا ﴿۲۵﴾ اور بیشک ہم نے پیدا کیا انسان کو کھادر کی مٹی سڑی ہوئی کالی کیچڑ بنی ہوئی ہے ﴿۲۶﴾ اور جان ہم نے اُس کو پیدا کیا اُس سے پہلے آگ سی ہولے گرم کے (یعنی لو کی گرمی سے) ﴿۲۷﴾ اور جب کہا تیرے پروردگار نے میں پیدا کرنے والا ہوں آدمی کو کھادر کی مٹی سڑی ہوئی کالی کیچڑ بنی ہوئی سے ﴿۲۸﴾ پھر جب میں اُس کو ٹھیک کروں اور پھونک دوں اس میں اپنی روح سے تو گر پڑو اُس کے لئے سجدہ کرتے ہوئے ﴿۲۹﴾ پھر سجدہ کیا فرشتوں نے اُن کے ہر ایک نے سب کے سب نے ﴿۳۰﴾ مگر ابلیس نے۔ اُس کو نہ مانا کہ وہ ہو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ﴿۳۱﴾

اس کے بعد اہل ہیئت نے چاہا کہ ہر ایک برج کے جدے جدے نام رکھے جاویں تاکہ اُس نام سے اُس حصے اور ستاروں کے مجمع کو بتا سکیں اُنہوں نے خیال کیا کہ اگر ان ستاروں کے مجمع میں سے جو ستارے کناروں پر واقع ہیں اگر اُن کو خطوط سے ملا ہوا فرض کریں تو کیا صورت پیدا ہوتی ہے اس طرح خیال کرنے سے کسی کی صورت انسان کی بنگئی کسی کی کسی جانور کی وغیرہ وغیرہ اس لئے اُنہی ناموں سے اُنہوں نے اُس حصے کو اور اُس مجمع ستاروں کو موسوم کیا اور اُس کے یہ نام قرار دئے ؛

حمل - ثور - جوزا - سرطان - اسد - سنبلہ - میزان - عقرب - قوس - جدی - دلو - حوت ؛

غالباً یہ تفتیش اوّلاً مصریوں نے کی ہوگی جن کا آسمان ہمیشہ ابر وغیرہ سے صاف رہتا تھا اور ہمیشہ اُن کو ستاروں کے دیکھنے کا اور اُن کو پہچاننے کا بخوبی موقع ملتا تھا مگر یہ نام اور یہ تقسیم تمام قوموں میں اور بہت قدیم زمانہ کے عرب جاہلیت میں عام ہو گئے تھے اور آسمان کے اُس حصہ کو برج سے اور اُس کے کل حصوں کو جو تعداد میں بارہ تھے بروج سے نامزد کرتے تھے اُسی کی نسبت خدا نے فرمایا ولقد جعلنا فی السماء بروجا وزینہا للناظرین۔ مفسرین نے بروجا کی تفسیر قصودا سے کی ہے بلاشبہ یہ ان کا قصور ہے خدا نے تو اُسی چیز کو بروج کہا ہے جس کو اہل عرب بلکہ تمام قومیں بروج سمجھتی تھیں۔ اور نہایت نادانی ہے اگر ان بروج کی تفسیر میں سورہ نسا، کی یہ آیت پیش کی جاوے

قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَالَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳۵﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾

خدا نے کہا اے ابلیس کیا تھا تجھ کو کہ نہ ہوا سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ﴿۳۲﴾ بولا کہ میں نہیں ہوں کہ سجدہ کروں آدمی کو کہ تو نے اُس کو پیدا کیا ہے کھادر کی مٹی سڑی ہوئی کالی کیچڑ بنی ہوئی سے ﴿۳۳﴾ خدا نے کہا کہ نکل جا اُن میں سے پھر بیشک تو راندا گیا ہے ﴿۳۴﴾ اور بیشک تجھ پر پھٹکار ہے روز قیامت تک ﴿۳۵﴾ ابلیس نے کہا اے میرے پروردگار مجھ کو مہلت دے اُس دن تک کہ وہ اُٹھائے جاویں ﴿۳۶﴾ خدا نے کہا بیشک تو مہلت دیئے گئیوں سے ہی ﴿۳۷﴾ وقت معلوم کے دن تک ﴿۳۸﴾ ابلیس نے کہا اے میرے پروردگار اس سبب سے کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں (بُرے کاموں کو) بنا سنوار کر دکھاؤنگا اُن کو زمین (یعنی دنیا) میں اور بیشک اُن کو بھکاؤنگا سب کو ﴿۳۹﴾ بجز تیرے بندوں کے اُس میں سے جو مخلص ہیں ﴿۴۰﴾

کہ - این ما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ +

﴿۱۷﴾ (وحفظناها من کل شیطان رجیم) اس آیت کے تو یہ معنی ہیں کہ ہم نے اُس کو یعنی آسمان کو یا اُن کو یعنی برجوں کو محفوظ رکھا شیطان پھٹکارے گئے سے - اور سورہ صافات میں اسی کی مانند ایک آیت ہے انا زینا السماء الدنیا بزینۃ الکواکب وحفظا من کل شیطان مارد - ۳۶ صافات - ۶ و ۷ + جس کے معنی یہ ہیں کہ - ہم نے خوشنما کیا دنیا کے آسمان کو ستاروں کی خوشنمائی سے اور محفوظ کیا ہر شیطان سرکش سے - شاہ رفیع الدین صاحب نے حفظا کو جو سورہ صافات میں ہے مفعول لہٗ قرار دیا ہے زینا کا اور اس کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ " واسطے حفاظت کے ہر شیطان سرکش سے " - جس کا یہ مطلب ہے کہ ستاروں سے آسمان کو محفوظ کیا ہے - یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے اور ابن عباس کے نام سے جو تفسیر مشہور ہے اُس میں حفظا کی تفسیر کی ہے کہ " حفظت بالنجوم " یعنی میں نے آسمان کی حفاظت کی ستاروں سے - اس تفسیر سے بھی حفظا مفعول لہٗ پایا جاتا ہے یہ تفسیر بھی صحیح نہیں ہے حفظا کے پہلے واو عاطفہ ہے اور عطف جملہ کا جملہ پر ہے مگر باوجود موجود ہونے واو کے حفظا کو مفعول لہٗ قرار دینا درحالیکہ اُس کے ماقبل کوئی مفعول لہٗ جس پر اُس کا عطف ہوسکے نہیں ہے - صحیح نہیں ہوسکتا - پس صاف بات ہے کہ یہ جملہ علٰحدہ ہے اور بقرینہ علٰحدہ ہونے جملہ کے حفظا مفعول ہے فعل محذوف حفظنا کا - پس شاہ ولی اللہ صاحب نے جو فارسی ترجمہ

قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسْتَقِیْمٌ ﴿۴۱﴾ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْغٰوِیْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۴۳﴾ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِکُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿۴۵﴾ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِیْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ﴿۴۷﴾ لَا یَمَسُّهُمْ فِیْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِیْنَ ﴿۴۸﴾ نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۴۹﴾ وَاَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ ﴿۵۰﴾

خدا نے کہا یہ رستہ مجھ پر سیدھا ہے ﴿۴۱﴾ بیشک میرے بندے نہیں ہے تجھ کو اُن پر غلبہ مگر جس نے تیری پیروی کی گمراہوں میں سے ﴿۴۲﴾ اور بیشک جہنم اُن کی وعدہ کی گئی جگہ ہے سب کی ﴿۴۳﴾ اُس کے سات دروازے ہیں اور ہر ایک دروازے کو اُن میں سے حصہ بانٹا گیا ہے ﴿۴۴﴾ بیشک پرہیزگار بہشتوں اور پانی کے چشموں میں ہونگے ﴿۴۵﴾ (اُن کو کہا جاویگا) کہ جاؤ اُس میں سلامتی سے ﴿۴۶﴾ اور نکال لینگے ہم جو کچھ اُن کے دلوں میں ہو ناخوشی سے ایک دوسرے کی بطور بھائی کے ہونگے تختوں پر آمنے سامنے ﴿۴۷﴾ نہ چھوئیگا اُن کو اُس میں کوئی رنج اور نہ وہ ہونگے اُس میں سے نکلنے والے ﴿۴۸﴾ خبر دیدے میرے بندوں کو کہ بیشک میں ہی ہوں بخشنے والا رحم کرنے والا ﴿۴۹﴾ اور بیشک میرا عذاب وہی عذاب ہے دُکھ دینے والا ﴿۵۰﴾

کیا ہے وہ صحیح ہے کہ ،، ونگاہ داشتیم از ہر شیطان سرکش ،، مگر اُنہوں نے اُس کے مفعول کو ظاہر نہیں کیا کہ ،، کرانگاہ داشتیم ۔ پس اگر اُس کا مفعول بتا دیا جاوے تو مطلب صاف ہو جاتا ہے ۔ یعنی ونگاہ داشتیم آسمان را یا کواکب را ۔ مگر جب ہم قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر دوسری آیت سے کریں تو صاف یہ تفسیر ہوتی ہے کہ خدا تعالےٰ نے سورہ حجر کی آیت میں صاف فرمایا ہے کہ ،، وحفظنا ها پس سورہ صافات میں جو الفاظ حفظاً آئے ہیں اُن کی تفسیر اُسی کی مطابق یہ ہے کہ وحفظناها حفظا من کل شیطان مارد ۔ یعنی ہم نے آسمان یا ستاروں کو ہر طرح کی حفاظت میں شیطان سرکش سے محفوظ رکھا ہے +

سورہ ملک میں جو خدا نے یہ فرمایا ہے کہ ،، وزینا السماء الدنیا بمصابیح وجعلناها رجوماً للشیاطین ۔ رجوما کے معنی مارنے یا پتھر مارنے کے اور شیاطین سے جن یا اور کوئی وجود غیر مرئی سمجھ رجماً بالغیب بات کہنی ہے صاف بات یہ ہے کہ شیاطین سے شیاطین الانس مراد ہیں اور رجوم سے اُن شیاطین کا رجما بالغیب یعنی اُن کی اٹکل پچو باتیں بتانا مراد ہے چنانچہ مفسرین نے بھی کہا ہے کہ شیاطین سے مراد شیاطین الانس ہیں جو کہتے تھے کہ ہم کو آسمانی چیزیں مل جاتی ہیں اور ستاروں کے حساب سے اُن کو سعد و نحس ٹھیرا کر پیشین گوئی کرتے تھے ۔ تفسیر کبیر میں بھی اسی کے مطابق ایک

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۵۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿۵۴﴾ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿۵۶﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۶۰﴾	اور خبر دی اُن کو ابراہیم کے مہمانوں سے ﴿۵۱﴾ جب کہ وہ اُس کے پاس آئے پھر اُنہوں نے کہا سلام ابراہیم نے کہا بیشک ہم تم سے ڈرتے ہیں ﴿۵۲﴾ اُنہوں نے کہا کہ مت ڈر بیشک ہم تجھ کو خوشخبری دینگے ایک دانا لڑکے کی ﴿۵۳﴾ ابراہیم نے کہا کہ کیا مجھ کو خوشخبری دو گے اس پر بھی کہ مجھ کو چھو لیا ہے بڑھاپے نے پھر کس چیز کی خوشخبری تم دو گے ﴿۵۴﴾ اُنہوں نے کہا کہ ہم تجھ کو خوشخبری دینگے ٹھیک پھر مت ہو نا اُمید والوں سے ﴿۵۵﴾ ابراہیم نے کہا اور کون ہے جو نا اُمید ہو رحمت اپنے پروردگار سے بجز گمراہوں کے ﴿۵۶﴾ ابراہیم نے کہا پھر تمہارا بڑا کام کیا ہے اے بھیجے ہوؤں ﴿۵۷﴾ اُنہوں نے کہا کہ بیشک ہم بھیجے گئے ہیں ایک قوم گنہگار کی طرف ﴿۵۸﴾ بجز لوط کے کُنبے کے بیشک ہم اُن کو بچا دینگے سب کو ﴿۵۹﴾ مگر اُس کی عورت کو ہم نے مقرر کر دیا ہے کہ بیشک وہ البتہ ہے پیچھے رہنے والوں میں سے ﴿۶۰﴾

رجوما للشياطين اى انا جعلناها ظنونا و رجوما للغيب لشياطين الانس وهم الاحكاميون من المنجمين تفسیر کبیر متعلق سورۃ الملک صفحہ ۳۲۰ ✣

قول نقل کیا ہے کہ ہم نے آسمان کے ستاروں کو ایک ظن اور غیب کی اٹکل پچو بات کہنے کو آدمیوں کے شیطانوں کے لئے بنایا ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو نجوم سے احکام بتلاتے ہیں ✣

پس خدا تعالےٰ کے اس کلام۔ وحفظناها من كل شيطان رجيم وحفظا من كل شيطان مارد کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے آسمان کے برجوں کو یا آسمان کے ستاروں کو شیاطین الانس سے محفوظ رکھا ہے اور اسی لئے وہ اُن سے کوئی سچی یا صحیح پیشین گوئی حاصل نہیں کر سکتے۔ بجز ظن اور رجمًا للغیب کے ✣

یہ اعتقاد جو کفار عرب کا تھا کہ جن آسمانوں پر جا کر ملاء اعلےٰ کی باتیں سُن آتے ہیں اور کاہنوں کو خبر کر دیتے ہیں اُس کی نفی خدا تعالےٰ نے سورۃ صافات میں فرمائی ہے جہاں کہا ہے نہیں سُن سکتے ہیں ملاء اعلےٰ کو اور دھتکارا جاتا ہے اُن پر شہاب ہر طرف سے مردود ہونے کو مگر جس نے اُچک لیا اُچک لینا اُس کے پیچھے پڑتا ہے شہاب روشن ✣

لا يسّمّعون الى الملاء الاعلى ويقذفون من كل جانب دحورا ولهم عذاب واصب الا من خطف الخطفة فاتبعه شهاب ثاقب۔
۳۷ صافات ۸ و ۹ و ۱۰ ✣

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ِۨالْمُرْسَلُوْنَ (۶۱) قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ (۶۲) قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ (۶۳) وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ (۶۴) فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ (۶۵) وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ (۶۶) وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ (۶۷) قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ (۶۸) وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ (۶۹) قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (۷۰) قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ (۷۱) لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (۷۲) فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ (۷۳)

پھر جب آئے لوط کے کنبے کے پاس بھیجے ہوئے (۶۱) لوط نے کہا بیشک تم ہو لوگ بے جانے پہچانے ہوئے (۶۲) اُن لوگوں نے کہا بلکہ ہم آئے ہیں تیرے پاس اُس چیز کے ساتھ کہ اُس میں (تیری قوم والے) شبہ کرتے تھے (۶۳) اور ہم لائے ہیں تیرے پاس ٹھیک بات اور بیشک ہم البتہ سچے ہیں (۶۴) پھر لے چل اپنے لوگوں کو تھوڑی رات رہے سے اور تو بھی چل اُن کے پیچھے اور نہ مڑ کر دیکھے اُن میں سے کوئی اور چلے جاؤ جہاں کہ حکم دیئے جاؤ (۶۵) اور ہم نے حکم پہنچا دیا اُن کے پاس اس بات کا کہ بیشک جڑ اُن لوگوں کی کاٹ دیجاویگی صبح ہوتے ہی (۶۶) اور آئے شہر والے خوشیاں کرتے ہوئے (۶۷) لوط نے کہا کہ یہ لوگ میرے مہمان ہیں پھر تم میری فضیحت مت کرو (۶۸) اور ڈرو اللہ سے اور مجھ کو خوار مت کرو (۶۹) اُن لوگوں نے کہا کہ کیا ہم نے تجھ کو منع نہیں کیا تھا غیر لوگوں سے (۷۰) لوط نے کہا کہ یہ میری بیٹیاں ہیں اگر ہو تم کرنے والے (۷۱) قسم تیری زندگی کی کہ بیشک وہ البتہ اپنے نشہ میں سرگرداں ہیں (۷۲) پھر پکڑ لیا اُن کو ہولناک آواز نے سورج نکلتے ہی (۷۳)

اور اس سورۃ میں فرمایا ہے الا من استرق السمع فاتبعه شهاب مبين یعنی ہم نے محفوظ کیا ہے آسمان کے برجوں کو ہر ایک شیطان رجیم سے مگر جو چُرا لیوے سننے کو پھر پیچھے پڑتا ہے اُس کے شہاب روشن۔ اس آیت کے مطلب میں اور سورہ صافات کی آیت کے مطلب میں کچھ فرق نہیں ہے سورۂ صافات میں آیا ہے خطف الخطفة یعنی اُچک لیا اُچک لینا اور یہ نہیں بتایا کہ کیا اُچکا اُس سے سمع کا اُچک لینا تو نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اُس کی نفی کی گئی ہے نہایت شدت سے سمع کا سین اور میم کو شدّ کر کے پس کسی اور امر کا اُچک لینا سوائے سمع کے مراد ہے ÷

مگر سورہ حجر میں استراق سمع بیان کیا ہے تو ظاہر ہے کہ اُس جگہ لفظ سمع کا کفار کے خیال کی مناسبت سے بولا گیا ہے نہ حقیقی معنوں میں اُس کو یوں سمجھنا چاہیئے کہ مثلاً لوگ کسی کی نسبت کہیں کہ فلاں شخص بادشاہ کے دربار کی باتیں سُن سُن کر لوگوں کو بتا دیا کرتا ہے اُس کے جواب میں کہا جاوے کہ نہیں وہ بادشاہ کے دربار تک کب پہنچ سکتا ہے یوں ہی اِدھر اُدھر سے کوئی بات اُڑا لیتا

فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۷۴﴾	پھر کر دیا ہم نے اُس شہر کی اونچان کو اُس کی نیچان اور برسائے ہم نے اُن پر پتھر ﴿۷۴﴾

ہے یا سُن لیتا ہے تو اُس سے ہرگز یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ شخص درحقیقت دربار کی باتیں سُن لیتا ہے اسی طرح ان دونوں آیتوں میں الفاظ خطف الخطفة اور استرق السمع کے واقع ہوئے ہیں جو کسی طرح واقعی سننے پر دلالت نہیں کرتے خصوصاً ایسی حالت میں کہ سمع سے بتاکید نفی آئی ہے۔ بات یہ ہے کہ کفار پیشین گوئی کرنے کے دو حیلے کرتے تھے ایک یہ کہ جن ملاء اعلےٰ کی باتوں کو سُن کر اُن کی خبر کر دیتے ہیں دوسرے ستاروں کی حرکت اور ہبوط و عروج اور منازل بروج اور کواکب کے سعد و نحس ہونے سے احکام دیتے تھے وہ سب غلط اور جھوٹ تھے مگر بعض صحیح بھی ہوتے تھے مثلاً کسوف و خسوف کی پیشین گوئی یا کواکب کے اقتران اور ہبوط و عروج کی پیشین گوئی اسی امر کو جو درحقیقت ایک حسابی امر مطابق علم ہیئت کے ہے خدا تعالےٰ نے دو جگہ ایک جگہ بلفظ استرق السمع اور دوسری جگہ بلفظ خطف الخطفة سے تعبیر کیا ہے اور اُسی کے ساتھ فاتبعه شہاب ثاقب سے۔ اس سے زیادہ کی پیشین گوئی کو معدوم کر دیا ہے ✤

فاتبعه شہاب مبین۔ شہاب کے معنی ہیں شعلۂ آتش کے اور اُس انگارے کو جو بھڑکتا ہوا ہو اُس کو خدا نے شہاب مبین سے تعبیر کیا ہے جیسا کہ سورہ نمل میں بیان ہوا ہے ✤

شہاب یا شہاب ثاقب یا شہاب مبین کا اُس آتشیں شعلہ پر اطلاق ہوتا ہے جو کائنات الجو میں اسباب طبعی سے پیدا ہوتا ہے اور جو کسی جہت میں دور تک چلا جاتا ہے اور جس کو اردو زبان میں تارہ ٹوٹنا بولتے ہیں ✤

فاتبعه شهاب ثاقب۔ ۳۷۔ صافات۔ ۱۰ ✤

اذ قال موسیٰ لاهله انی اٰنست نارا سااٰتیکم منها بخبر او اٰتیکم بشهاب قبس لعلکم تصطلون۔ ۲۷ نمل ۷ ✤

وانا کنا نقعد منها مقاعد للسمع فمن یستمع الاٰن یجد له شهابا رصدا۔ ۷۲۔ سورہ جن ۹ ✤

وانا لمسنا السماء فوجدنا ها ملئت حرسا شدیدا وشهابا۔ ۷۲۔ جن۔ ۸ ✤

اب یہ بات دیکھنی چاہیئے کہ عرب جاہلیت میں تاروں کے ٹوٹنے سے یعنی جب کائنات الجو میں کثرت سے شہاب ظاہر ہوتے تھے تو اُن سے کیا فال لیتے تھے یا کس بات کی پیشین گوئی کرتے تھے۔ کچھ شبہ نہیں کہ وہ اُسے بدفالی اور کسی حادثۂ عظیم کے واقع ہونے کا یقین کرتے تھے جس طرح کہ تطیر سے بدفالی سمجھتے تھے ✤

تفسیر کبیر میں زہری سے روایت لکھی ہے کہ چند آدمی رسول خدا کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک تارہ ٹوٹا آنحضرت نے پوچھا کہ تم زمانۂ جاہلیت میں اس میں کیا کہتے تھے اُنہوں نے کہا کہ ہم کہتے

روی الزهری عن علی بن الحسین عن ابن عباس رضی الله عنهما بینا رسول الله صلی الله علیه وسلم جالس فی نفر من الانصار اذ رمی بنجم فاستنار فقال

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ ﴿۷۵﴾	بیشک ہیں اس میں نشانیاں پہچاننے والوں کو ﴿۷۵﴾

ما کنتم تقولون فی مثل ھذا فی الجاھلیة فقالوا کنا نقول یموت عظیم او یولد عظیم الحدیث الیٰ اٰخرہ۔
تفسیر کبیر صفحہ ۲۰۲ سورہ جن آیت ۹

ہیں کہ کوئی بڑا شخص مرجاویگا یا حادثۂ عظیم پیدا ہوگا۔ غرضکہ اُس کو زمانہ جاہلیت میں فال بد یا شگون بد سمجھتے تھے۔ اس زمانہ کے لوگ بھی کثرت سے تاروں کے ٹوٹنے کو شگون بد سمجھتے ہیں۔ پس شیاطین الانس کے اعتقاد کی ناکامی کو اُن کے کسی شگون بد سے تعبیر کرنے کے لئے خدا نے فرمایا کہ فاتبعہ شہاب ثاقب جو نہایت ہی فصیح استعارہ ہے منجمین کے وبال کے بیان کرنے کو اور جس کا مقصود یہ ہے کہ فاتبعھم الشوم والخسران والحرمان فیما املوا +

سورہ جن میں انا لمسنا السماء کا لفظ ہے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ مس سے استعارہ طلب

اللمس المس فاستعیر للطلب لان الماس طالب معترف یقال لمسہ والتمسہ تفسیر کبیر

کیا جاتا ہے اور یہ قول منجمین کا ہے پس معنی یہ ہوئے کہ ہم نے ڈھونڈھا آسمان کو اُس کو پایا بھرا ہوا اُحفاظ یعنی موانع شدید اور شہب یعنی وبال سے جن کے سبب ہم اپنے مقصد کو حاصل نہیں کرسکتے۔ پھر انہوں نے کہا کہ ہم ملاء اعلیٰ کی باتوں کے سُننے یعنی دریافت کرنے کو بیٹھتے تھے مگر اب قرآن سننے کے بعد اُس کے لئے جو کوئی سُنے یعنی دریافت کرنا چاہے ہم اس کے لئے شہاب یعنی وبال معین پاتے ہیں۔ پس ان تمام امور کو اجنۂ مظنونہ اور مزعومہ سے منسوب کرنا جن کا وجود بھی قرآن مجید سے ثابت نہیں ہے کس قدر بے اٹکل اور رجما للغیب بات ہے فتدبر +

﴿۲۷﴾ والجان خلقناہ من قبل من نار السموم۔ ہم سورہ انعام میں لفظ جن اور جان اور ابلیس پر بحث کرچکے ہیں اور بیان کیا ہے کہ جان اور جن سے ایک ہی چیز مراد ہے اور ابلیس یعنی شیطان مغوی للانسان کو بھی جن کہا ہے پس ان تینوں لفظوں کا مفہوم واحد ہے +

یہ بھی ہم نے تسلیم کیا ہے کہ مظنونات عرب سے یہ بات تھی کہ عرب جنوں کی ایک خلقت ہوائی ناری غیر مرئی مقابل انسان کے سمجھتے تھے اور اُس مخلوق موہوم کو صاحب قدرۃ متعددہ اور قادر بہ تشکل باشکال مختلفہ اور انسان کو نقصان اور نفع پہنچانے والا سمجھتے تھے اور اُس موہوم مخلوق کی عبادت کرتے تھے +

یہ بھی بیان کیا ہے کہ قرآن مجید سے ایسی کسی مخلوق غیر مرئی کا پیدا ہونا جیسا کہ عرب جاہلیت کا اعتقاد تھا یا جیسا کہ اس زمانہ میں بھی مسلمانوں کا خیال ہے ثابت نہیں ہے +

یہ بھی بیان کیا ہے کہ قرآن مجید میں ابلیس اور اُسی معنی میں شیطان کا لفظ آیا ہے اور جہاں لفظ جن یا لفظ جان جیسا کہ اس سورہ میں بمعنی ابلیس یا شیطان کے آیا ہے اُس سے اور

وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾	اور بیشک وہ نشانیاں ہیں ہمیشہ آمد و رفت قایم رکھنے والے راستہ میں ﴿۷۶﴾ بیشک اس میں نشانی ہے ایمان والوں کے لئے ﴿۷۷﴾

اُن لفظوں سے کوئی وجود خارج از انسان مراد نہیں ہے بلکہ بلحاظ انسان کے قواے بہیمیہ انسانیہ پر اُن کا اطلاق ہوا ہے اس بات کو بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ حکماء و فزیالجسٹ نے خلق مخلوقات کی اصل تین چیزیں قرار دی ہیں۔ مادہ۔ حرارت۔ و حرکت۔ مادہ کی ماہیت وہ نہیں بیان کر سکتے مگر جہاں اُس کا وجود تسلیم کرتے ہیں اُس میں حرارت کا پیدا ہونا مانتے ہیں اور اُس کے سبب سے اجزاے مادہ کی حرکت تسلیم کرتے ہیں۔ بہرحال خدا تعالےٰ نے خلق مخلوقات کے لئے قبل اس کے کہ وہ کسی شکل میں متشکل ہو حرارت کو جس پر نار سموم کا اطلاق ہو سکتا ہے پیدا کیا اور وہی شے انسان میں بھی پائی جاتی ہے جو منشا قواے بہیمیہ ہے اُسی قوت کو کبھی شیطان سے اور کبھی جان سے تعبیر کیا ہے اور اُس کے وجود کو قبل تشکل انسان بتایا ہے جیسا کہ اس سورت میں فرمایا ہے والجان خلقناہ من قبل من نار السموم ❖

یہ بھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ جہاں لفظ جن یا جان کا جب کسی پر اطلاق ہوا ہے اُس کا دو طرح پر اطلاق کیا گیا ہے۔ ایک مظنونات عرب جاہلیت کے مطابق اور اُن کو معبود یا ذی قدرت ہونے کی ابطال کی غرض سے پس اس طرح کے اطلاق سے واقعی اُن کا مخلوق مستقل ہونا ثابت نہیں ہوتا بلکہ اُس مظنونات عرب جاہلیت کا اظہار مقصود ہوتا ہے نہ واقعی مخلوق مستقل کا ہونا ❖

دوسرے یہ کہ جہاں جن کے لفظ کا فی الواقع ایک مخلوق مستقل پر اطلاق ہوا ہے اُس سے جنگلی اور وحشی انسان مراد ہیں جو پوری پوری تمدنی حالت میں نہیں ہیں اگلے زمانہ میں بہت سی قومیں ایسی حالت میں تھیں جو بدوین کہلاتی تھیں بلکہ اُن سے بھی زیادہ وحشی اور غیر تمدنی حالت میں جیسے کہ اس زمانہ میں امریکہ کے اسٹریلیا کے اصلی باشندوں کی حالت ہے ❖

اور اَور ملکوں میں بھی اب تک اس قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں اور جو کہ یہ لوگ ہمیشہ پہاڑوں اور جنگلوں میں چھپے رہتے تھے اس لئے اُن پر جن کا اطلاق ہوا جس کا اطلاق ہر پوشیدہ اور مخفی چیز پر ہوتا ہے ❖

اس کا ثبوت خود قرآن مجید کے اُس بیان سے جو سورہ جن میں ہوا ہے ایسی صاف طرح پر ہوتا ہے جس سے انکار نہیں ہو سکتا ہم اُس کو بالتفصیل اُسی مقام پر بیان کرینگے ہاں لغو اور بیہودہ گوئی کے طور پر بلا دلیل بلکہ بلا مس عقل کوئی یہ کہدے کہ وہ سب حال جنوں ہی کا ہے مگر ایسی بیوقوفی کے کلام سے کوئی حقیقت باطل نہیں ہو جاتی ❖

اور بیشک تھے ایکہ کے لوگ (یعنی قوم شعیب) البتہ ظالم (۷۸) پھر ہم نے بدلا لیا اُن سے اور وہ دونوں (یعنی قوم لوط اور شعیب کی بستیاں) کھلے ہوئے رستہ کے سامنے ہیں (۷۹)	وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ (۷۸) فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ (۷۹)

عرب جاہلیت کا کلام اس قدر قلیل و ستیاب ہوتا ہے کہ وہ تمام محاورات اور استعمالات اور کنایات واشارات کے جو عرب جاہلیت میں تھے دریافت یا استنباط کرنے کو کافی نہیں ہے۔ اہل لغت جنہوں نے لغت عرب کی تدوین کی ایک زمانہ کثیر کے بعد پیدا ہوئے۔ نہایت مشکل ہے اس بات پر یقین کرنا کہ اُس وقت تک اہل عرب کے اصلی محاورات اور استعارات اور کنایات اور اشارات میں کچھ تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ اور اس سبب سے لغت کی کتابوں میں بہت سے معنی اور اصطلاحیں وغیرہ ایسی داخل ہیں جو اُس زمانہ میں مروج و مستعمل نہ تھیں۔ اور نیز اس پر بھی یقین نہیں ہو سکتا کہ موجودہ لغت کی کتابوں میں عرب جاہلیت کا کوئی بھی محاورہ اور کنایہ چھوٹا نہیں ہے۔ اس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ اگر قرآن مجید سے بطور قطعی کسی لفظ کے معنی یا مراد یا اُس کا استعمال کسی طرح پر ثابت ہو تو قرآن ہی اُس کے ثبوت کے لئے کافی ہے اور قرآن کسی لغت یا کسی دوسری سند کا محتاج نہیں۔ مگر علمائے لغت نے ایسا نہیں کیا بلکہ حقیقت الامر مانی القرآن کے برخلاف اُس زمانہ کے مزعومات پر اُس کو محمول کیا ہے +

اس کی مثال سورہ جن کے بیانات سے بخوبی ثابت ہوتی ہے کیونکہ کوئی ذی عقل یہ بات نہیں کہہ سکتا کہ جو بیان مذاہب و عقاید اُن لوگوں کے جنہوں نے چھپ کر قرآن سُنا تھا اُس میں مذکور ہیں وہ سوائے انسانوں کے جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے اور مختلف ادیان رکھتے تھے اور کسی کے ہو سکتے ہیں مگر چونکہ اُس سورۃ میں لفظ جن کا آیا ہے بسبب اُن کے مخفی ہونے کی اس لئے اُن سب کو جن سمجھ لیا اور وہ جن جو مزعومات اور مظنونات باطلہ عرب جاہلیت کے تھے +

زیادہ تر لطف کی بات یہ ہے کہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے چھپ کر رسول خدا کو قرآن پڑھتے سُنا تھا وہ زوبعۃ کی قوم کے لوگ تھے۔ مگر چونکہ سورہ جن میں لفظ جن کا تھا اہل لغت نے زوبعۃ کو بھی جن مظنونہ و مزعومہ کا نام ٹھیرا دیا ہے +

روی عاصم عن ذر قال قدم رھط زوبعۃ و اصحابہ مکۃ علی النبی صلعم فسمعوا قراءۃ النبی علیہ السلام ثم انصرفوا فذلک قولہ واذ صرفنا الیک نفرا من الجن۔
تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۳۷۰ +

اسی طرح جب حضرت سلیمان کے قصہ کا جو توریت اور قرآن مجید میں ہے مقابلہ کیا جاوے

وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۸۱﴾	اور بیشک جھٹلایا حجر کے لوگوں نے (یعنی قوم ثمود نے جن میں صالح پیغمبر ہوئے تھے) رسولوں کو ﴿۸۰﴾ پھر دی ہم نے اُن کو اپنی نشانیاں پھر وہ ہوئے اُن سے مُنہ پھیرنے والے ﴿۸۱﴾

تو معلوم ہوگا کہ اُن وحشی اور جنگلی اور پہاڑی آدمیوں پر جو حضرت سلیمان کی سرکار میں عمارت کے لئے پہاڑ سے پتھر لاتے اور جنگلوں سے لکڑی کاٹنے کا کام کرتے تھے قرآن مجید میں جن کا اطلاق ہوا ہے مگر ہمارے علما اور اہل لغت اُس کے معنی بھی وہی جن مظنونہ و مزعومہ کے سوا نہ لینگے لیکن ہمارے نزدیک قرآن مجید سے جو ثابت ہوا ہے اُس کو تسلیم کرنا ضرور ہے نہ اُن مظنونات اور مزعومات کو جن کی پیروی علما نے یا اہل لغت نے کی ہے۔ لغت خود فی نفسہ ظنی چیز ہے جیسا کہ قاضی ابن رشد نے بیان کیا ہے اور جس کا ذکر ہم اپنی تفسیر میں کر چکے ہیں +

ہمارے ایک اور دوست نے ان دنوں میں ہمارے پاس جذع بن سنان الغسانی کے جو قدیم زمانہ جاہلیت کا شاعر ہے چند شعر کتاب خزانۃ الادب سے جو شیخ عبدالقادر بن عمر بغدادی کی تصنیف ہے اور جس کے مصنف کے پاس اس شاعر کا دیوان موجود تھا۔ نقل کر کے بھیجے ہیں جن سے صاف پایا جاتا ہے نص قاطع کے طور پر کہ اُن اشعار میں پہاڑی آدمیوں پر لفظ جن کا اطلاق کیا ہے مگر اُس جہالت کا کیا علاج ہوسکتا ہے اگر کوئی کہے کہ وہ سب جن ہی تھے اور قاشر جو اُس میں نام ہے وہ جن ہی کا نام ہے اور بنوا بیہ سے اُس جن ہی کے بھائی بھتیجوں کی اولاد مراد ہے ایسا کلام بجز اس کے کہ اُس کے قائل کو مجنون کہا جاوے اور کسی وقعت کے قابل نہیں ہے غرضکہ مجھ کو ذرا بھی شبہ نہیں ہے کہ عرب جاہلیت جس طرح کہ جن کا اطلاق اپنے مظنونات اور مزعومات مخلوق موہوم پر کرتے تھے اسی طرح وحشی اور جنگلی آدمیوں پر بھی کرتے تھے اور کلام مجید میں اُس کا اطلاق بمعنی حقیقی صرف وحشی و جنگلی آدمیوں پر ہوا ہے +

اشعار جذع بن سنان کے یہ ہیں :-

اتوا ناری فقلت منون انتم	فقالوا الجن قلت عموا صباحا
نزلت بشعب وادی الجن لما	رایت اللیل قد نشر الجناحا
اتیتہم غریبا مستضیفا	راوا قتلی اذا فعلوا جناحا
اتونی سافرین فقلت اھلاً	رایت وجوھھم وسما صباحا
نحرت لھم وقلت الا ھلموا	کلوا مما طہیت لکم سماحا
اتانی قاشر و بنوا بیہ	وقد جن الدجیٰ واللیل لاحا

وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ (٨٢)
فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ (٨٣)
فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (٨٤)
وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا
بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ
فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ (٨٥) اِنَّ
رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ (٨٦)
وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ
وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ (٨٧) لَا تَمُدَّنَّ
عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا
مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ
جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ (٨٨) وَ
قُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ (٨٩)
كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ (٩٠)
الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ
عِضِيْنَ (٩١) فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ (٩٢)
عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (٩٣) فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ
وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (٩٤)

اور وہ کھود کر بناتے تھے پہاڑوں سے گھر امن میں رہنے
کو (۸۲) پھر پکڑ لیا اُن کو ہولناک آواز نے صبح ہوتے (۸۳)
پھر نہ کام آیا اُن کے جو کچھ کہ اُنہوں نے کمایا تھا (۸۴)
اور ہم نے نہیں پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ کہ
اُن دونوں میں ہے مگر بالکل ٹھیک اور بیشک قیامت کی
گھڑی آنے والی ہے پھر درگذر کر درگذر کرنا اچھا (۸۵)
بیشک تیرا پروردگار وہی ہے پیدا کرنے والا جاننے
والا (۸۶) اور بیشک ہم نے تجھ کو دی ہیں سات دُہرائی
جانے والی اور قرآن بزرگ (۸۷) اور نہ ٹکٹکی باندھ تو
اپنی آنکھوں کی اُس چیز کی طرف کہ ہم نے فائدہ دیا ہے
اُس سے ایک گروہ کو اُن میں سے (کافروں میں سے)
اور نہ رنج کر اُن پر اور جُھکا دے اپنے بازو مسلمانوں کے
لئے (۸۸) اور کہدے کہ بیشک مَیں صرف مَیں ڈرانیوالا
ہوں کھلم کھلا (۸۹) جس طرح کہ ہم نے ڈالا (یعنی عذاب)
ٹکڑے بانٹنے والوں پر (۹۰) جنہوں نے کیا قرآن کو
ٹکڑے ٹکڑے (۹۱) پھر قسم تیرے پروردگار کی البتہ ہم اُن سے پوچھینگے
سب (۹۲) اُس سے کہ جو وہ کرتے تھے (۹۳) پھر کھول کر بتا دے
اُس چیز کو جس کا تو حکم دیا جاتا ہے اور منہ پھیر لے مشرکوں سے (۹۴)

فنازعنی الزجاجۃ بعد وھن مزجت لھم بہا عسلا وراحا

ان اشعار کے معنی یہ ہیں - میرے الاؤ کے پاس وہ آئے تو مَیں نے کہا کہ تم کون ہو؟
اُنہوں نے کہا کہ جن (یعنی پہاڑی) مَیں نے کہا کہ تمہاری صبح اچھی ہو - یہ عرب کے محاورہ میں جملہ
اور سلام کے طور پر بولا جاتا تھا +
مَیں وادی الجن کی گھاٹی میں اُترا تھا جب کہ رات نے اپنے پر پھیلا دئیے تھے یعنی رات کا اندھیرا
چھا گیا تھا اور اس لئے وہیں اُتر پڑا تھا +
مَیں اُن کے پاس گیا بطور ایک مسافر کے مہمان کے اور اُنہوں نے میرا مار ڈالنا اگر وہ ایسا کرتے
ایک گناہ خیال کیا +
پھر وہ میرے پاس چلکر آئے تو مَیں نے کہا مبارکباد مجھ کو اُن کے چہرے شباہت میں صبح کے -

إِنَّا كَفَيْنَٰكَ ٱلْمُسْتَهْزِءِينَ ﴿٩٥﴾ ٱلَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٩٦﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ﴿٩٧﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُن مِّنَ ٱلسَّٰجِدِينَ وَٱعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ ٱلْيَقِينُ ﴿٩٨﴾	بیشک ہم حامی ہیں تیرے ٹھٹھا کرنے والوں سے (۹۵) جنہوں نے بنایا ہے اللہ کے ساتھ ایک دوسرا معبود پھر جلد جان لینگے (۹۶) اور البتہ ہم خوب جانتے ہیں کہ بیشک تیرا دل تنگ ہوتا ہے اُس سے جو وہ کہتے ہیں (۹۷) پس تسبیح کر ساتھ اپنے پروردگار کی تعریف کے اور ہو سجدہ کرنے والوں میں سے اور عبادت کر اپنے پروردگار کی یہاں تک کہ آوے تجھ کو یقینی امر (یعنی موت) (۹۸)

روشن معلوم ہوئے +

مَیں نے اُن کے لئے اونٹ ذبح کیا اور کہا کہ ہاں آؤ اور جو کچھ مَیں نے تمہارے لئے فراخ حوصلگی سے پکایا ہے اُس کو کھاؤ +

میرے پاس قاشر اور اُس کے باپ کی اولاد آئی اور تاریکی چھاگئی تھی اور رات ظاہر ہوگئی تھی +

اُس نے ذرا ٹھیر کر شراب کے پیالے میں چھینا چھانی کی - اور مَیں نے اُن کے لئے شراب میں شہد ملادیا تھا +

اب یہ کہدینا کہ وہ سب جن ہی تھے اور جنوں ہی نے باتیں کی تھیں اور اونٹ کا گوشت کھایا تھا اور شراب پی تھی کسی ذی عقل کا تو کام نہیں ہے +

سُوْرَةُ النَّحْلِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ سُبْحٰنَهٗ
وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱﴾ يُنَزِّلُ
الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى
مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا
اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ﴿۲﴾
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ
تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳﴾
خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ
فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴﴾ وَالْاَنْعَامَ
خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا
تَاْكُلُوْنَ ﴿۵﴾ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ
تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ﴿۶﴾
وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا
بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ اِنَّ رَبَّكُمْ
لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷﴾ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ
وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً وَيَخْلُقُ
مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸﴾ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ
السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ وَلَوْ شَآءَ
لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹﴾ هُوَ الَّذِيْۤ
اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ
شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ﴿۱۰﴾
يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ
وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۱﴾

خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا ہی بڑا مہربان
آگیا اللہ کا حکم - پھر اُس کو جلدی مت چاہو - وہ پاک ہے
اور برتر ہے اُس سے جس کو اُس کا شریک ٹھیراتی ہیں ﴿۱﴾
اُتارتا ہے فرشتوں کو روح کے ساتھ اپنے حکم سے جس پر
چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے کہ ڈراؤ اس بات سی (کہ خدا
کہتا ہے) بیشک میری سوا کوئی معبود نہیں ہے - پھر مجھ
سے ڈرو ﴿۲﴾ پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو بالکل
ٹھیک برتر ہے اُس سی جس کو اُس کا شریک ٹھیراتی ہیں ﴿۳﴾
پیدا کیا انسان کو نطفے سے پھر اب وہ جھگڑالو ہے حجتیں
کرنے والا ﴿۴﴾ اور مویشی - پیدا کیا اُن کو تمہارے لیے
اُن میں ہی پوشاک اور منفعتیں اور اُن میں سی بعض کو تم کھاتے
ہو ﴿۵﴾ اور تمہارے لئے اُن میں خوشنمائی ہے جب کہ تم
شام کو جنگل سے لاتے ہو اور جب چرنے کو چھوڑتے ہو ﴿۶﴾
اور اُٹھا لیجاتے ہیں تمہارے بوجھ کسی شہر کو کہ تم جان پر
مشقت اُٹھائے بغیر وہاں نہ پہنچ سکتے - بیشک تمہارا پروردگار
البتہ مہربان ہے رحم والا ﴿۷﴾ اور (پیدا کیا) گھوڑوں کو
اور خچروں کو اور گدھوں کو تاکہ تم اُن پر سوار ہو اور خوشنمائی
کے لئے اور پیدا کرتا ہے وہ چیزیں جن کو تم نہیں جانتے ﴿۸﴾
اور اللہ تک ہی (رستوں میں سی) بیچ کا رستہ اور اُنہی میں سی
ٹیڑھا اور اگر خدا چاہتا تو ہدایت کرتا تم سب کو ﴿۹﴾
وہ وہ ہی جس نے برسایا آسمان سی پانی تمہارے لئے اُس میں سے پیا جاتا
ہے اور اُس سی اُگتے ہیں ایک قسم کی درخت جن میں تم چراتی ہو ﴿۱۰﴾
اُگاتا ہے تمہارے لئے اُس سی کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور
اور ہر طرح کے پھل بیشک اس میں البتہ نشانیاں ہیں اُن لوگوں
کے لئے جو فکر کرتے ہیں ﴿۱۱﴾

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌ بِاَمْرِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ مَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّ سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَعَلٰمٰتٍ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۳﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۵﴾

اور تمہارے لئے کارآمد کیا رات کو اور دن کو اور سورج کو اور چاند کو اور ستارے کارآمد کئے گئے ہیں اُس کے حکم سے۔ بیشک اس میں البتہ نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے جو سمجھتے ہیں ﴿۱۲﴾ اور وہ چیز کہ پھیلادی ہے تمہارے لئے زمین میں طرح طرح کے ہیں اُس کے رنگ بیشک اس میں البتہ نشانی ہے اُن لوگوں کے لئے جو نصیحت پکڑتے ہیں ﴿۱۳﴾ اور وہ وہ ہے جس نے کارآمد کیا سمندر کو تاکہ کھاؤ اُس میں سے تازہ گوشت اور نکالو اُس میں سے پہناوا جو تم پہنتے ہو اور تو دیکھتا ہے کشتیوں کو اس میں آتی جاتی اور تاکہ تم تلاش کرو (اپنی روزی) اُس کے فضل سے اور تاکہ تم شکر کرو ﴿۱۴﴾ اور ڈالا ہم نے زمین میں بوجھوں کو کہ تم سمیت جھک نجائے (یعنی تاکہ کشش کرات کی اعتدال پر رہے اور کسی طرف جھکنے نہ پاوے) اور نہریں اور راہیں تاکہ تم ہدایت پاؤ ﴿۱۵﴾ اور اَور نشانیاں۔ اَور ستاروں سے وہ راہ پاتے ہیں ﴿۱۶﴾ کیا جو پیدا کرتا ہے اُس کی برابر ہے جو پیدا نہیں کرتا۔ کیا پھر تم نصیحت نہیں پکڑتے ﴿۱۷﴾ اور اگر تم گنو اللہ کی نعمتوں کو تو تم اُن کو گنتی میں نہ لاسکو گے۔ بیشک اللہ ہے بخشنے والا مہربان ﴿۱۸﴾ اور اللہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو ﴿۱۹﴾ اور وہ جن کو اللہ کے سوا وہ پکارتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کرتے اور خود پیدا کئے جاتے ہیں ﴿۲۰﴾ مردے ہیں۔ زندہ نہیں۔ اور نہیں جانتے ﴿۲۱﴾ کہ کب اُٹھائے جاوینگے ﴿۲۲﴾ تمہارا خدا خدائے واحد ہے۔ پھر جو لوگ ایمان نہیں لاتے آخرت پر اُن کے دل انکار کرنے والے ہیں اور وہ تکبر کرنے والے ﴿۲۳﴾ کچھ شک نہیں کہ اللہ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں ﴿۲۴﴾ وہ ہرگز دوست نہیں رکھتا تکبر کرنے والوں کو ﴿۲۵﴾

ل اس آیت کی تفسیر تہذیب الاخلاق کے مضمون الارض لیست بساکنۃ میں کی گئی ہے (احمد بابا)

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ
قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۶﴾
لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ
وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ
عِلْمٍ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۲۷﴾
قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى
اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ
عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰهُمُ
الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۸﴾
ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ
اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ
فِيْهِمْ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ
وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ
الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا
نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِمَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۰﴾ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۳۱﴾
وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ
قَالُوْا خَيْرًا لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ
الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ
وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۲﴾ جَنّٰتُ
عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ كَذٰلِكَ
يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۳﴾ الَّذِيْنَ
تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ
سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۴﴾

اور جب اُن کو کہا جاتا ہے کہ کیا ہے وہ جو تمہارے پروردگار
نے اُتارا ہے تو کہتے ہیں کہ اگلوں کے قصّے ہیں ﴿۲۶﴾
تا کہ وہ اُٹھا دیں بوجھ اپنے گناہوں کا پورے طور پر قیامت
کے دن اور اُن لوگوں کے گناہوں سے بھی جن کو وہ گمراہ کرتے
ہیں بغیر علم کے ہاں بُرا ہے جو وہ اُٹھاتے ہیں ﴿۲۷﴾
بیشک مکر کیا تھا اُن لوگوں نے بھی جو اُن سے پہلے تھے
پھر آیا عذاب اللہ کا اُکھاڑ دیا اُن کے محلوں کو بنیادوں
سے پھر گر پڑی اُن پر چھت اُن کے اُوپر سے اور آیا اُن کو
عذاب ایسی طرح سے کہ وہ نہ سمجھتے تھے ﴿۲۸﴾ پھر قیامت کے
دن اُن کو ذلیل کریگا اور کہیگا کہاں ہیں میرے وہ شریک
جن میں تم جھگڑتے تھے۔ کہینگے وہ جن کو علم دیا گیا تھا
کہ ذلت اور خرابی ہے آج کے دن کافروں پر ﴿۲۹﴾ جن
کی جان نکالتے تھے فرشتے ایسی حالت میں کہ وہ اپنے آپ پر
ظلم کرنے والے تھے پھر اُنہوں نے سلامت رہنے کی راہ ڈالی
کہ ہم کچھ بُرائی نہیں کرتے تھے۔ کیوں نہیں اللہ جاننے والا ہے
جو کچھ کہ تم کرتے تھے ﴿۳۰﴾ پھر داخل ہو جہنم کے دروازوں میں
ہمیشہ اُس میں رہنے والے۔ پھر بُری ہے جگہ تکبر کرنے والوں کی ﴿۳۱﴾
اور کہا گیا اُن لوگوں کو جو پرہیزگاری کرتے ہیں کہ کیا اُتارا
ہے تمہارے پروردگار نے اُنہوں نے کہا بھلائی جن لوگوں نے
نیکی کی اُن کے لئے اس دنیا میں بھلائی ہے اور بیشک آخرت کا
گھر اچھا ہو۔ اور بیشک اچھا ہے گھر پرہیزگاروں کا ﴿۳۲﴾
بہشت جو ہمیشہ رہنے کیلئے ہے اُس میں داخل ہونگے۔ بہتی
ہیں پاس کے نیچے نہریں۔ اُس میں ہے اُن کے لئے جو کچھ وہ
چاہینگے۔ اسی طرح بدلا دیتا ہے اللہ پرہیزگاروں کو ﴿۳۳﴾
جن کی جان نکالتے تھے فرشتے ایسی حالت میں کہ وہ پاک
عقیدے والے تھے کہینگے فرشتے کہ تم پر سلامتی ہو داخل ہو
بہشت میں بسبب اُس کے جو تم کرتے تھے ﴿۳۴﴾

هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ أَمْرُ رَبِّكَ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٣٥﴾ فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٣٦﴾ وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ نَحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ فَمِنْهُمْ مَنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُمْ مَنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿٣٨﴾ إِنْ تَحْرِصْ عَلَىٰ هُدَاهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ يُضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ﴿٣٩﴾ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مَنْ يَمُوتُ بَلَىٰ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٤٠﴾ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي يَخْتَلِفُونَ فِيهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ كَانُوا كَاذِبِينَ ﴿٤١﴾ إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٤٢﴾ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٤٣﴾

وہ کسی چیز کے منتظر نہیں ہیں بجز اس کے کہ آ دیں اُن کے پاس فرشتے یا آوے حکم تیری پروردگار کا۔ اسی طرح اُن لوگوں نے کیا تھا جو اُن سے پہلے تھے۔ اور اُن پر اللہ نے ظلم نہیں کیا لیکن وہ اپنے آپ پر آپ ظلم کرتے تھے ﴿٣٥﴾ پھر پہنچیں اُن کو برائیاں اُس کی جو وہ کرتے تھے۔ اور گھیر لیا اُن کو اُس نے جس پر وہ ٹھٹھا کرتے تھے ﴿٣٦﴾ اور کہا اُن لوگوں نے جو خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم اُس کے سوائے کسی چیز کی عبادت نہ کرتے۔ نہ ہم اور نہ ہمارے باپ۔ اور نہ حرام ٹھہراتے بغیر اُس کے (حکم کے) کوئی شے۔ اسی طرح اُن لوگوں نے کیا جو اُن سے پہلے تھے۔ پھر رسولوں پر کچھ ذمہ نہیں بجز صاف صاف (حکم) پہنچا دینے کی ﴿٣٧﴾ اور بیشک ہم نے ہر قوم میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور بتوں سے الگ رہو۔ پھر اُن میں سے بعضے وہ ہیں جنکو خدا نے ہدایت دی اور اُن میں سے بعضے وہ ہیں جن پر گمراہی مقرر ہوئی۔ پھر پھرو زمین میں۔ پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیونکر ہوا ﴿٣٨﴾ اگر تو حرص کرے اُن کی ہدایت کی پھر اللہ نہیں ہدایت کرتا اُس کو جس کو وہ گمراہ کرتا ہے اور اُن کے لئے کوئی مددگار نہیں ہے ﴿٣٩﴾ اور اُنہوں نے اللہ کی قسم کھائی اپنی سخت قسم کہ جو مر جاتا ہے اللہ اُس کو نہیں اُٹھاتا کیوں نہیں وعدہ ہو چکا ہے اُس پر ٹھیک و لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ﴿٤٠﴾ تاکہ اُن پر کھولدے اُس چیز کو جس میں وہ اختلاف کرتے تھے اور تاکہ جان لیں جو لوگ کافر ہوئے کہ وہ جھوٹے تھے ﴿٤١﴾ بات یہ ہے کہ ہمارا کہنا کسی چیز کو جب کہ ہم اُس کا ارادہ کرتے ہیں اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ ہم اسکو کہتے ہیں کہ ہو۔ پھر وہ ہو جاتی ہے ﴿٤٢﴾ اور جن لوگوں نے گھر چھوڑا اللہ کے لئے بعد اس کے کہ اُن پر ظلم کیا گیا بیشک ہم اُن کو اچھی جگہ دینگے دنیا میں اور بیشک آخرت کا ثواب بہت بڑا ہے اگر وہ جانتے ہوں ﴿٤٣﴾

الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾
وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ
اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ
لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۭ وَ
اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ
اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾ اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ
مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ
اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾
اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ
بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۴۶﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰي
تَخَوُّفٍ ۭ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۷﴾
اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ
يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَاۗىِٕلِ سُجَّدًا
لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ
مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَاۗبَّةٍ
وَّالْمَلٰۗىِٕكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾
يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ
مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا
اِلٰـهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ
فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ
اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ
فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ
فَاِلَيْهِ تَجْــــَٔــرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ثُمَّ
اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ
اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ
يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾

جن لوگوں نے صبر کیا اور وہ اپنی پروردگار پر توکل کرتے ہیں ﴿۴۲﴾
اور ہم نے نہیں بھیجے تجھ سے پہلے مگر آدمی کہ وحی بھیجتے تھے
ہم اُن پر پوچھو اہل کتاب سے اگر تم نہیں جانتے ﴿۴۳﴾ ساتھ
دلیلوں اور کتابوں کے۔ اور ہم نے تجھ پر کتاب اُتاری تا کہ
تو بیان کرے لوگوں کو جو اُن پر اُتارا گیا ہے اور تا کہ وہ
سوچیں ﴿۴۴﴾ پھر کیا بے خوف ہو گئے ہیں وہ لوگ جو مکر
کرتے ہیں بُرائیوں کا کہ دھنسا دیوے اللہ اُن سمیت زمین کو
یا اُن پر عذاب لے آوے ایسی جگہ سے کہ وہ نہ جانتے ہوں ﴿۴۵﴾
یا اُن کو پکڑے اُن کی چلنے پھرنے میں۔ پھر وہ نہیں ہیں
عاجز کرنے والے ﴿۴۶﴾ یا اُن کو پکڑے ڈرا کر پھر بے شک
تمہارا پروردگار بخشنے والا ہے۔ مہربان ﴿۴۷﴾ کیا اُنہوں
نے نہیں دیکھا اُس کو جس کو پیدا کیا اللہ نے ہر ایک چیز سے
پھرتا ہے اُن کا سایہ دائیں کو اور بائیں کو سجدہ کرنے کو اللہ کے
لئے۔ اور وہ ہیں فرمانبردار ﴿۴۸﴾ اور اللہ کے لئے سجدہ
کرتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں چلنے والوں
میں سے اور فرشتے اور وہ نہیں تکبر کرتے ﴿۴۹﴾ ڈرتے ہیں
اپنے پروردگار سے جو اُن کی اُوپر ہے اور کرتے ہیں وہ
جس کا اُن کو حکم دیا جاتا ہے ﴿۵۰﴾ اور کہا اللہ نے کہ مت
پکڑو دو معبود۔ اس کے سوا کوئی بات نہیں کہ وہ معبود واحد
ہے۔ پھر مجھی سے ڈرو ﴿۵۱﴾ اور اُسی کے لئے ہے جو کچھ
آسمانوں میں ہے اور زمین میں۔ اور اُسی کے لئے ہے بندگی
لازم۔ پھر کیا اللہ کے سوا تم ڈرتے ہو ﴿۵۲﴾ اور جو کچھ
تمہارے پاس ہے نعمت سو اللہ کی طرف سے ہے۔ پھر جب تم کو
چھوتی ہے بُرائی پھر اُس کی طرف فریاد کرتے ہو ﴿۵۳﴾ پھر
جب وہ دُور کر دیتا ہے بُرائی کو تم سے
یکا یک ایک گروہ تم میں سے اپنی پروردگار کے
ساتھ شریک کرتا ہے ﴿۵۴﴾

لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ فَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ
تَعْلَمُونَ ﴿٥٧﴾ وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ
نَصِيبًا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ تَاللَّهِ لَتُسْأَلُنَّ
عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُونَ ﴿٥٨﴾ وَيَجْعَلُونَ
لِلَّهِ الْبَنَاتِ سُبْحَانَهُ
وَلَهُمْ مَا يَشْتَهُونَ ﴿٥٩﴾ وَإِذَا
بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَى
ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ
كَظِيمٌ ﴿٦٠﴾ يَتَوَارَى مِنَ الْقَوْمِ
مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَى
هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ
مَا يَحْكُمُونَ ﴿٦١﴾ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
بِالْآخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ وَلِلَّهِ الْمَثَلُ
الْأَعْلَى وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٦٢﴾
وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ
مَا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَابَّةٍ وَلَكِنْ
يُؤَخِّرُهُمْ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ
لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٦٣﴾
وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ مَا يَكْرَهُونَ وَتَصِفُ أَلْسِنَتُهُمُ
الْكَذِبَ أَنَّ لَهُمُ الْحُسْنَى لَا جَرَمَ أَنَّ لَهُمُ
النَّارَ وَأَنَّهُمْ مُفْرَطُونَ ﴿٦٤﴾ تَاللَّهِ
لَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَى أُمَمٍ مِنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ
لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ
الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٥﴾
وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ
لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ وَهُدًى وَرَحْمَةً
لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٦٦﴾

تاکہ ناشکری کرے اُس چیز کی جو ہم نے دی ہے اُن کو پھر
فائدہ اُٹھا لو۔ پھر بہت جلد تم جانو گے (٥٧) اور ٹھیراتے
ہیں اُس کے لئے جس کو نہیں جانتے ایک حصہ اُس میں سے کہ روزی
دی ہے ہم نے اُن کو۔ قسم ہے اللہ کی کہ ضرور پوچھے جاؤ گے
اُس سے کہ وہ بہتان باندھتے تھے (٥٨) اور ٹھیراتے ہیں
اللہ کے لئے بیٹیاں پاک ہے وہ اور اُن کے لئے ہے جو
کچھ کہ وہ چاہیں (٥٩) اور جب خوشخبری دی جاتی ہے اُن
میں سے کسی کو بیٹی ہونے کی ہو جاتا ہے اُس کا مُنہ کالا اور وہ
غم سے بھرا ہوتا ہے (٦٠) چھپا پھرتا ہے قوم سے اُس کی
بُرائی سے جس کی اُس کو خوشخبری دی گئی ہے۔ کیا اُس کو
رکھ چھوڑے ذلت پر یا اُس کو گاڑ دے مٹی میں جان لو کہ بُرا
ہے جو کچھ وہ فیصلہ کرتے ہیں (٦١) اُن لوگوں کے لئے
جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے بُری مثل ہے اور اللہ کے لئے
بہت اعلےٰ مثل ہے اور وہ ہی سب سے غالب حکمت والا (٦٢)
اور اگر پکڑے اللہ بسبب اُن کے ظلم کے تو نہ چھوڑے زمین پر
کوئی چلنے والوں میں سے و لیکن ڈھیل دیتا ہے اُن کو ایک وقت
معین تک پھر جب آ جاتا ہے اُن کا وقت تو نہ دیر کرینگے
ایک ساعت اور نہ آگے بڑھینگے (٦٣) اور ٹھیراتے ہیں اللہ
کے لئے جو پسند نہیں کرتے اور بیان کرتی ہیں اُن کی زبانیں
جھوٹ کہ اُن کے لئے ہو اچھائی۔ اس میں کچھ شبہ نہیں
کہ اُن کے لئے ہی آگ اور بیشک وہ پہلے بھیجے ہوؤں میں ہیں (٦٤)
خدا کی قسم بالتحقیق ہم نے بھیجا لوگوں کی پاس جو تجھ سے پہلے
تھے پھر بنا ٹھنا دیا اُن کے لئے شیطان نے اُن کی عملوں کو پھر وہ
اُن کا دوست ہی آج تک اور اُن کے لئے ہے عذاب دُکھ دینے
والا (٦٥) اور ہم نے نہیں بھیجی تجھ پر کتاب مگر اس لئے کہ تو بتا دے اُن کو
وہ چیز کہ وہ اختلاف کرتے میں جس میں۔ اور ہدایت اور رحمت اُن
لوگوں کے لئے جو ایمان لائے ہیں (٦٦)

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿٦٨﴾ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿٧٠﴾ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٧١﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿٧٢﴾ وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٤﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿٧٥﴾

اور اللہ نے برسایا آسمان سے پانی پھر زندہ کیا اُس سے زمین کو اُس کے مرجانے کے بعد بیشک اس میں البتہ نشانیاں ہیں اُس قوم کے لئے جو سُنتی ہیں ﴿٦٧﴾ اور بیشک تمہارے لئے مویشی میں البتہ ایک نصیحت ہے ہم تم کو پلاتے ہیں اُس چیز سے جو اُنکے پیٹ میں ہے گوبر اور لہو میں دودھ خالص خوشگوار پینے والوں کو ﴿٦٨﴾ اور کھجور کے پھلوں سے اور انگوروں سے بنالیتے ہو تم اُس سے نشہ کرنے والی چیزیں اور اچھی روزی - بیشک اس میں ہیں البتہ نشانیاں اُس قوم کے لئے جو سمجھتی ہیں ﴿٦٩﴾ اور وحی بھیجی تیرے پروردگار نے شہد کی مکھی پاس کہ بنالیوے پہاڑوں میں گھر اور درختوں میں اور اُس میں جو بلند بناتے ہیں ﴿٧٠﴾ پھر کھا ہر ایک پھل سے پھر چل اپنے پروردگار کی راہوں میں فرمانبردار ہو کر نکلتی ہے اُن کے پیٹوں میں سے وہ چیز پی جاتی ہے مختلف ہیں اُس کے رنگ اُس میں شفا ہے لوگوں کے لئے بیشک اس میں ہیں نشانیاں اُس قوم کے لئے جو سوچتی ہیں ﴿٧١﴾ اور اللہ نے پیدا کیا تم کو پھر مار ڈالیگا تم کو تم میں سے وہ ہے جو دھکیلا جاتا ہے ذلیل ترین عمر تک تا کہ وہ نجانے بعد جاننے کے کسی چیز کو بیشک اللہ جاننے والا اور قدرت والا ﴿٧٢﴾ اور اللہ نے بزرگی دی ہے تم میں سے بعض کو بعض پر روزی میں - پھر نہیں ہیں وہ جن کو بزرگی دی گئی ہے لوٹا دینے والے اپنے رزق کے اُن پر جن پر اُن کے ہاتھ مالک ہوئے - پھر وہ اُس میں برابر ہیں - کیا پھر وہ اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں ﴿٧٣﴾ اور اللہ نے پیدا کیا تمہارے لئے تمہاری قسم سے جوڑی اور پیدا کیا تمہارے لئے تمہاری جوروں میں سے بیٹے اور پوتے اور تم کو رزق دیا پاکیزہ چیزوں سے - کیا پھر جھوٹے (معبودوں) پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں ﴿٧٤﴾ اور عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا اُس کی جو قبضہ نہیں رکھتا اُن کیلئے رزق دینے کا آسمانوں اور زمین میں سے کچھ بھی - اور نہ وہ طاقت رکھتے ہیں ﴿٧٥﴾

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (٧٦) ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا هَلْ يَسْتَوٗنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (٧٧) وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (٧٨) وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (٧٩) وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (٨٠) اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (٨١) وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ (٨٢) وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ (٨٣)

پھر مت بناؤ اللہ کے لئے مثلیں۔ بیشک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (۷۶) اللہ نے مثال بیان کی ایک غلام کی کہ پڑا ہو پرائے ہاتھ میں طاقت نہیں رکھتا کسی چیز پر۔ اور وہ شخص جس کو ہم نے اپنی پاس سے اچھا رزق دیا ہے۔ پھر وہ اُس میں سے خرچ کرتا ہے چھپا کر اور ظاہر کر کر۔ آیا وہ برابر ہیں۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے لیکن اُن میں سے اکثر نہیں جانتے (۷۷) اور اللہ نے ایک مثال بیان کی۔ دو شخصوں کی کہ ایک اُن میں سے گونگا ہے قدرت نہیں رکھتا کسی بات پر اور وہ بوجھ ہے اپنے دوستوں پر۔ جدھر وہ اُس کو متوجہ کریں وہ کوئی بھلائی نہیں لاتا۔ کیا برابر ہے وہ اور وہ شخص جو انصاف کا حکم کرتا ہے اور وہ سیدھی راہ پر ہے (۷۸) اور اللہ کے لئے ہے علم غیب آسمانوں اور زمین کا۔ اور نہیں قایم ہونا قیامت کا مگر پلک جھپکنے کی مانند یا اُس سے بھی زیادہ قریب۔ بیشک اللہ ہر بات پر قدرت رکھتا ہے (۷۹) اور اللہ نے تم کو پیدا کیا تمہاری ماؤں کے پیٹ سے۔ تم کچھ نہیں جانتے تھے اور پیدا کئے تمہارے لئے کان۔ اور آنکھیں۔ اور دل۔ تاکہ تم شکر کرو (۸۰) کیا وہ نہیں دیکھتے پرندوں کی طرف کہ فرمانبردار کئے گئے ہیں آسمان (اور زمین) کے بیچ میں۔ کوئی نہیں تھام رکھتا اُن کو بجز اللہ کے۔ بیشک اس میں البتہ نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں (۸۱) اور اللہ نے بنایا تمہارے لئے تمہارے گھروں کو آرام کی جگہ۔ اور بنایا تمہارے لئے چارپاؤں کی کھالوں سے گھر کو۔ ہلکا پاتے ہو تم انکو اپنے سفر کے دن اور اپنے مقام کے دن اور اُن کی اُون اور اُن کے بالوں اور اُن کی پشمینے سے گھر کا اسباب اور فائدہ اُٹھانا ایک مدت تک (۸۲) اور اللہ نے پیدا کیا تمہارے لئے اُن چیزوں سے جو پیدا کی ہیں چھاؤں کو اور بنایا تمہارے لئے پہاڑوں میں سے کھوہوں کو اور بنائی تمہارے لئے پوشاکیں جو تم کو گرمی سے بچاتی ہیں اور پوشاک جو تم کو بچاتی ہے تمہاری لڑائی میں۔ اسی طرح پوری کرتا ہے اپنی نعمت تم پر تاکہ تم تابعدار ہو (۸۳)

فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ
الْمُبِينُ ﴿۸۴﴾ يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ
يُنكِرُونَهَا وَأَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُونَ ﴿۸۵﴾
وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا
ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ
يُسْتَعْتَبُونَ ﴿۸۶﴾ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ
ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَ
لَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿۸۷﴾ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ
أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا
هٰؤُلَاءِ شُرَكَاؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُوا
مِن دُونِكَ فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ
إِنَّكُمْ لَكٰذِبُونَ ﴿۸۸﴾ وَأَلْقَوْا
إِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَمَ وَضَلَّ
عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۸۹﴾
الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ
اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ
بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ﴿۹۰﴾ وَيَوْمَ
نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم
مِّنْ أَنفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا
عَلٰى هٰؤُلَاءِ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا
لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِينَ ﴿۹۱﴾
إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَائِ
ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ
يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿۹۲﴾ وَأَوْفُوا
بِعَهْدِ اللّٰهِ إِذَا عٰهَدتُّمْ وَلَا تَنقُضُوا
الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ
عَلَيْكُمْ كَفِيلًا إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿۹۳﴾

پھر اگر وہ پیٹھ پھیر لیں تو اس کے سوا کچھ نہیں کہ تجھ پر ہی پہنچا دینا
(حکم کا) صاف صاف ﴿۸۴﴾ پہچانتے ہیں اللہ کی نعمت کو
پھر اُس کا انکار کرتے ہیں اور بہت سے اُن میں سے ناشکرگذار
ہیں ﴿۸۵﴾ اور جس دن ہم اُٹھا وینگے ہر امت سے ایک گواہ۔
پھر اجازت نہ دیجائیگی اُن لوگوں کو جو کفر میں پڑے اور نہ
اُن کے عذر قبول کئے جاوینگے ﴿۸۶﴾ اور جب دیکھینگے وہ لوگ
جو ظلم کرتے تھے عذاب کو۔ پھر نہ اُن پر ہلکا کیا جائیگا اور نہ
اُن کو مہلت دیجائیگی ﴿۸۷﴾ اور جب دیکھینگے وہ لوگ جو
شریک ٹھیراتے تھے اپنے شریکوں کو تو کہینگے ای ہمارے پروردگار
یہ ہیں ہمارے (مقرر کئے ہوئے) شریک یعنی معبود جن کو ہم پکارتے
تھے تیرے سوا۔ پھر وہ (معبود) اُن کی بات میں بات ڈالینگے
(یعنی اُن کی بات کاٹ کر کہینگے) کہ تم بیشک جھوٹے ہو ﴿۸۸﴾
اور وہ (یعنی معبود مقرر کرنیوالے اور اُن کے معبود) راہ ڈالینگے
اللہ کی طرف اُس دن سلامت رہنے کی اور کھوئی جائیگی اُن سے
وہ جو افترا پردازی کرتے تھے ﴿۸۹﴾ جو لوگ کافر ہوئے اور
اَوروں کو اللہ کی راہ سے روکا ہم زیادہ کرینگے اُن کو عذاب
پر عذاب اس بات پر کہ وہ فساد کرتے تھے ﴿۹۰﴾ اور اُس دن
ہم اُٹھا وینگے ہر امت میں ایک گواہ اُن پر انہی میں سے۔ اور
لائینگے تجھ کو گواہ اُن پر اور اُتاری ہے ہم نے تجھ پر کتاب
بیان کرنیوالی ہر چیز کی اور ہدایت اور رحمت اور خوشخبری
مسلمانوں کیلئے ﴿۹۱﴾ بیشک اللہ حکم کرتا ہے ساتھ عدل اور نیکی
کے اور قرابت مندوں کے ساتھ سلوک کی اور منع کرتا ہے بیحیائی
اور بُرائی اور سرکشی سے۔ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت
پکڑو ﴿۹۲﴾ اور پورا کرو اللہ کا عہد جب تم نے عہد کیا
اور مت توڑو قسموں کو اُن کو پکا کرنے کے بعد اور
بیشک تم نے کیا ہے اللہ کو اپنے پر ضامن۔ بیشک اللہ
جانتا ہے جو تم کرتے ہو ﴿۹۳﴾

وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ
بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا تَتَّخِذُونَ
أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُونَ
أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ
اللَّهُ بِهِ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿۹۴﴾
وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً
وَلَٰكِنْ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي
مَنْ يَشَاءُ وَلَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ
تَعْمَلُونَ ﴿۹۵﴾ وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ
دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا
وَتَذُوقُوا السُّوءَ بِمَا صَدَدْتُمْ عَنْ
سَبِيلِ اللَّهِ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۹۶﴾
وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا إِنَّمَا
عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ
تَعْلَمُونَ ﴿۹۷﴾ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ
وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ
صَبَرُوا أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا
يَعْمَلُونَ ﴿۹۸﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ
ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ
حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ
بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۹۹﴾
فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ
بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ﴿۱۰۰﴾
إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى
الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ
يَتَوَكَّلُونَ ﴿۱۰۱﴾

اور مت ہو تم ایسی عورت کی مانند جس نے توڑ ڈالا اپنا کاتا
مضبوطی کرنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے۔ (مت ہو تم) کہ
بنا لیتے ہو تم اپنی قسموں کو ایک دھوکا درمیان اپنے کہ ہو جائے
ایک گروہ وہی بڑھی ہوئی دوسری گروہ سے۔ اس کے سوا کچھ
نہیں کہ مصیبت میں ڈالیگا تم کو خدا اُس کے سبب سے اور ضرور
بتا دیگا تم کو قیامت کے دن وہ جس میں تم تھے اختلاف
کرتے ﴿۹۴﴾ اور اگر چاہتا اللہ تو ضرور تم کو کر دیتا ایک گروہ
ولیکن گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ہدایت کرتا ہے
جس کو چاہتا ہے اور ضرور پوچھے جاؤ گے اُس سے جو تم کرتے
تھے ﴿۹۵﴾ اور مت بناؤ اپنی قسموں کو دھوکا درمیان اپنے
پھر ڈگمگا جاویگا قدم بعد اُس کے قایم ہونے کے اور چکھوگے بُرائی
کو بسبب اُس کے کہ رُکے تم اللہ کے رستے سے اور
تمہارے لئے عذاب ہے بہت بڑا ﴿۹۶﴾ اور مت لو اللہ
کے عہد کے بدلے مول تھوڑا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ
جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہت اچھا ہے تمہارے لئے
اگر تم جانتے ہو ﴿۹۷﴾ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ہو چکیگا
اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ ہمیشہ رہنے والا ہے
اور ہم بدلا دینگے اُن کو جنہوں نے صبر کیا اُن کا بدلا
اُس سے اچھا جو وہ کرتے تھے ﴿۹۸﴾ جس نے اچھے کام کئے
مردوں میں سے یا عورتوں میں سے اور وہ ایمان والا ہو
پھر البتہ ہم اُس کو زندگی دینگے زندگی پاکیزہ اور البتہ
ہم اُن کو بدلا دینگے اُن کا بدلا اُس سے اچھا جو وہ کرتے
تھے ﴿۹۹﴾ پھر جب تو قرآن پڑھے تو پناہ مانگ اللہ
کی شیطان پھٹکارے ہوئے سے ﴿۱۰۰﴾ بیشک
اُس کو نہیں ہے حکومت اُن پر جو ایمان لائے
ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسا کرتے
ہیں ﴿۱۰۱﴾

إِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَإِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ وَّاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا إِنَّمَآ أَنْتَ مُفْتَرٍ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۵﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾

اِس کے سوا کچھ نہیں کہ اُس کی حکومت اُن لوگوں پر ہے جو اُس سے یارانہ کرتے ہیں اور وہ وہی ہیں جو اُس کے یعنی خدا کے ساتھ شریک کرتے ہیں ﴿۱۰۲﴾ اور جب ہم بدل ڈالتے ہیں کوئی آیت (یعنی کوئی حکم اگلے نبیوں کا) بجائے کسی آیت (یعنی کسی حکم کے) اور اللہ جانتا ہے اُسکو جو اُتارتا ہے تو کہتے ہیں کہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ تو بہتان باندھنے والا ہے بلکہ اُن میں کے بہت سے نہیں جانتے ﴿۱۰۳﴾ کہدے اے پیغمبر کہ اُتارا ہے اُس کو روح القدس نے تیرے پروردگار کی طرف سے بالکل ٹھیک تاکہ ثابت قدم رکھے اُن کو جو ایمان لائے ہیں اور ہدایت اور خوشخبری مسلمانوں کے لئے ﴿۱۰۴﴾ اور ہاں بیشک ہم جانتے ہیں کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ سکھاتا ہے اُس کو (یعنی آنحضرت کو) کوئی شخص۔ زبان اُس کی جس کی طرف غلط نسبت کرتے ہیں گونگی ہے یعنی غیر فصیح ہے اور یہ تو عربی زبان ہے نہایت واضح یعنی فصیح ﴿۱۰۵﴾ بیشک جو لوگ ایمان نہیں لاتے اللہ کی نشانیوں یعنی احکام پر ہدایت نہیں کرنے کا اُن کو اللہ اور اُن کے لئے ہی عذاب دکھ دینے والا ﴿۱۰۶﴾

﴿۱۰۳﴾ ہم نے اپنی تفسیر کی پہلی جلد میں جہاں ناسخ و منسوخ کی بحث ہے امام فخرالدین رازی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا سے قرآن مجید میں ناسخ و منسوخ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ اور دو آیتیں ہیں اُن سے ثابت ہوتا ہے پہلی آیت تو "یمحوا الله مایشاء ویثبت عنده امّ الکتاب" ہے۔ دوسری آیت "اذا بدلنا اٰیة مکان اٰیة" ہے۔ اور ہم نے لکھا تھا۔ کہ ان دونوں آیتوں سے بھی قرآن مجید میں ناسخ و منسوخ ہونا ثابت نہیں ہوتا اور وعدہ کیا تھا کہ ہم ان دونوں آیتوں کی تفسیر میں بیان کرینگے۔ اور اس لئے اب اُن پر بحث کرتے ہیں +

پہلی آیت سورہ رعد کی ہے اس میں خدا فرماتا ہے۔ کہ بیشک ہم نے تجھ سے پہلے رسول ولقد ارسلنا رسلا من قبلك وجعلنا لهم بھیجے ہیں اور اُن کو بیبیاں اور اولاد دی ہے

اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۸﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۱﴾

اِس کے سوا کچھ نہیں کہ جھوٹ بہتان باندھتے ہیں وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے اللہ کی آیتوں یعنی حکموں پر اور وہی لوگ ہیں جھوٹے ﴿۱۰۷﴾ جس نے کفر کیا اللہ کے ساتھ اپنے ایمان لانے کے بعد بجز اُس شخص کی جس پر جبر کیا گیا اور اُس کے دل کو ایمان سے تسلی ہے ولیکن جس کا دل کھل گیا ہے کفر کرنے پر تو اُن پر ہی غضب اللہ کا اور اُن کے لئے ہے عذاب بہت بڑا ﴿۱۰۸﴾ یہ اس لئے کہ انہوں نے پیار اسمجھا دنیا کی زندگی کو آخرت پر اور بیشک اللہ نہیں ہدایت کرتا کافر لوگوں کو ﴿۱۰۹﴾ یہ لوگ وہ ہیں کہ مہر کردی ہے اللہ نے اُن کے دلوں پر اور اُن کے کانوں پر اور اُن کی آنکھوں پر اور یہ لوگ وہی ہیں بیخبر لاچار وہ ہیں آخرت میں وہی نقصان اُٹھانے والے ﴿۱۱۰﴾ پھر بیشک تیرا پروردگار اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے وطن چھوڑا بعد اس کے کہ ایذا دئے گئے۔ پھر جہاد کیا اور صبر کیا۔ بیشک تیرا پروردگار بعد اُس کے البتہ بخشنے والا ہے مہربان ﴿۱۱۱﴾

ازواجاً وذریۃ وماکان لرسول ان یاتی بآیۃ الا باذن اللہ لکل اجل کتاب یمحو اللہ مایشاء ویثبت وعندہ امّ الکتاب ✣

اور کوئی رسول نہیں کر سکتا۔ کہ بغیر حکم خدا کوئی حکم لے آئے اور ہر ایک چیز کا وقت لکھا ہوا یعنی مقرر ہے۔ خدا جو چاہے مٹائے اور جو چاہے قایم رکھے اور اس کے پاس اصل کتاب ہے ✣

اس آیت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جو کچھ اس آیت میں بیان ہوا ہے وہ انبیائے سابق کی شریعت سے متعلق ہے نہ قرآن مجید کی آیتوں سے۔ نتیجہ اس تمام آیت کا یہ ہے کہ انبیائے سابق کی شریعت میں سے جن احکام کو خدا چاہتا ہے۔ قایم رکھتا ہے اور جن احکام کو چاہتا ہے اُٹھا دیتا ہے۔ اور اُس آیت سے کسی طرح سے یہ بات نہیں نکلتی کہ قرآن مجید کی ایک آیت دوسری آیت سے منسوخ ہو جاتی ہے۔ پس یہ آیت قرآن مجید میں ناسخ و منسوخ ہونے پر کسی طرح دلالت نہیں کرتی۔ مگر یہ بحث باقی رہتی ہے کہ ام الکتاب کیا چیز ہے۔ اور اگر ام الکتاب سے لوح محفوظ مراد لی جائے تو لوح محفوظ کیا چیز ہے۔ یہ ایک بہت بڑی بحث ہے جس کو ہم اپنی تصنیفات میں متعدد جگہ لکھ چکے ہیں۔ مگر اس مقام میں اس کی بحث سے کچھ تعلق نہیں۔ بلکہ صرف

يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَفْسِهَا
وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ
لَا يُظْلَمُوْنَ (۱۱۲) وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً
كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا
مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا
اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا
يَصْنَعُوْنَ (۱۱۳) وَلَقَدْ جَآءَهُمْ
رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَ
هُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ (۱۱۴)
فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا
طَيِّبًا وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ
اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (۱۱۵) اِنَّمَا حَرَّمَ
عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ
الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ
بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ
فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ (۱۱۶)

اُس دن آویگا ہر کوئی جھگڑتا ہوا اپنے لئے اور بدلا دیا جاویگا
ہر شخص کو اُس چیز کا جو اُس نے کیا تھا اور اُن پر ظلم نہ کیا
جاویگا (۱۱۲) اور بیان کی اللہ نے مثال ایک گانو کی کہ
تھا امن چین سے- آتا تھا وہاں اس کا رزق بافراغت
ہر جگہ سے- پھر اُس نے ناشکری کی اللہ کی نعمتوں کی- پھر
اللہ نے مزا چکھایا اُس کو بھوک کو اور خوف کو اوڑھنا
بچھونا کر دینے کا بسبب اُس کے جو وہ کرتے تھے (۱۱۳)
اور البتہ آیا اُن پاس ایک رسول اُن ہی کا- پھر انہوں نے
اُس کو جھٹلایا- پھر اُن کو پکڑا عذاب نے ایسے حال میں کہ
وہ ظلم کرنے والے تھے (۱۱۴) پھر کھاؤ اس میں سے جو رزق دیا
تم کو اللہ نے حلال پاکیزہ اور شکر کرو اللہ کی نعمت کا
اگر تم اُسی کی عبادت کرتے ہو (۱۱۵) اس کے سوا کچھ
نہیں کہ حرام کیا تم پر مردار- اور خون اور سؤر کا گوشت اور
وہ جس پر پکارا جاوے اللہ کے سوا اور کسی کا نام اُس کے
ذبح کرنے کے وقت پھر جو کوئی تڑپتا ہو مارے بھوک کے-
نہ نافرمانی کرنے والا اور نہ حد سے گذرنے والا اور
بقدر سد رمق کھالے) تو اللہ بخشنے والا ہی مہربان (۱۱۶)

یہ بات ثابت کرنی تھی کہ "یمحو اللہ ما یشاء و یثبت" سے مقصود محو ہونا یا ثابت رہنا احکام شریعت انبیاے سابق کا ہے- نہ محو ہونا یا ثابت رہنا قرآن مجید کی آیتوں کا- اس لئے ہم اسی قدر بیان پر اکتفا کرتے ہیں +

دوسری آیت سورہ نحل کی ہے جس میں خدا فرماتا ہے- کہ جب ہم ایک حکم کی جگہ دوسرا

واذا بدلنا آیة مکان آیة واللہ اعلم بما ینزل قالوا انما انت مفتر بل اکثرهم لا یعلمون +

حکم بدلتے ہیں اور خدا جو حکم نازل کرتا ہے اُس کو خوب جانتا ہے تو کہتے ہیں کہ تو تو افترا ہی کرنے والا ہے- حالانکہ اُن میں کے بہت سے نہیں جانتے- اس آیت کی نسبت سوال یہ ہے کہ قالوا سے کون لوگ مراد ہیں- مفسرین لکھتے ہیں کہ قالوا کی ضمیر سے کفار مکہ مراد ہیں مگر یہ صحیح نہیں ہوسکتا- اس واسطے کہ کفار مکہ نہ اُس پہلی آیت کو جو بدلی گئی- مُنزل من اللہ جانتے تھے اور نہ دوسری آیت کو جس نے پہلی آیت کو بدلا مُنزل من اللہ سمجھتے تھے +

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿١١٧﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ ﴿١١٨﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿١١٩﴾ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَأَصْلَحُوْا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٢٠﴾ إِنَّ إِبْرٰهِيْمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٢١﴾ شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهِ اجْتَبٰهُ وَهَدٰهُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٢٢﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّإِنَّهُ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٢٣﴾ ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٢٤﴾

اور مت کہو اُس چیز کو جس کو ٹھیراتی ہیں تمہاری زبانیں جھوٹ کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام تاکہ بہتان باندھو اللہ پر جھوٹ۔ بیشک جو لوگ بہتان باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹ مراد کو نہیں پہنچنے کے ﴿١١٧﴾ فائدہ ہے تھوڑا سا اور اُن کیلئے عذاب ہے دُکھ دینے والا ﴿١١٨﴾ اور اُن لوگوں پر جو یہودی ہوئے ہم نے حرام کیا اُن چیزوں کو جن کا ذکر کیا تجھ پر اس سے پہلے۔ اور نہیں ظلم کیا ہم نے اُن پر ولیکن وہ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے تھے ﴿١١٩﴾ پھر بیشک تیرا پروردگار اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے کی بُرائی بے جانے پھر توبہ کی اُس کے بعد اور نیکی کی بیشک تیرا پروردگار اُس کے بعد البتہ بخشنے والا ہے مہربان ﴿١٢٠﴾ بیشک ابراہیم پیشوا تھا اللہ کی فرمانبرداری کرنے والا حنیف مذہب کا (یعنی خالص خدا کی عبادت کرنے والا) اور وہ نہ تھا شرک کرنیوالوں میں سے ﴿١٢١﴾ شکر کرنے والا اُس کی نعمتوں کا۔ اُس کو برگزیدہ کیا اور اُس کو ہدایت کی سیدھی راہ کی طرف ﴿١٢٢﴾ اور دی ہم نے اُس کو دنیا میں نیکی اور بیشک وہ آخرت میں البتہ نیکوکاروں میں ہے ﴿١٢٣﴾ پھر ہم نے وحی بھیجی تجھ پر کہ پیروی کر ابراہیم کے دین کی جس کا دین حنیف ہے (یعنی جس میں خالص خدائے احد کی عبادت ہے) اور وہ یعنی ابراہیم مشرکوں میں سے نہ تھا ﴿١٢٤﴾

بلکہ صرف یہود و نصاریٰ جو اُن احکام قرآن مجید کو جو برخلاف احکام سابق توریت و انجیل کے تھے پیغمبر کا افترا سمجھتے تھے۔ پس قالوا کی ضمیر انہیں یہود و نصاریٰ کی طرف پھرتی ہے نہ عام کفار کی طرف جو عموماً بت پرست تھے۔ اور وہ نہ احکام سابق کو مانتے تھے نہ احکام لاحق کو۔ پس صاف ظاہر ہے کہ بدلنا آیۃ مکان آیۃ سے تبدیل شرائع انبیاء سابق مراد ہے نہ تبدیل آیۃ قرآنی کی۔ دوسری آیت سے *

تفسیر کبیر میں بھی ابومسلم اصفہانی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت میں شرائع سابق انبیا کا تبدیل ہونا مراد ہے۔ نہ قرآن مجید کے احکام میں ایک سے دوسرے کا منسوخ ہونا۔ اور امام صاحب نے لکھا ہے کہ ابومسلم اصفہانی برخلاف دیگر مفسرین کے مذہب اسلام میں ناسخ و منسوخ کا بالکل قائل نہیں ہے *

إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۱۲۵﴾ ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿۱۲۶﴾ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ ﴿۱۲۷﴾ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ ﴿۱۲۸﴾

اس کے سوا کچھ نہیں کہ مقرر کیا گیا تھا سبت کا دن اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے اختلاف کیا اُس میں (یعنی شریعت ابراہیم میں) اور بیشک تیرا پروردگار البتہ فیصلہ کریگا اُن میں قیامت کے دن اُس میں جس میں وہ اختلاف کرتے تھے ﴿۱۲۵﴾ بلا اپنے پروردگار کی راہ کی طرف حکمت اور نیک نصیحت کے ساتھ اور بحث کر اُن سے اُس بات میں کہ وہی سب سے اچھی ہے بیشک تیرا پروردگار وہ خوب جاننے والا ہے اُس کو جو گمراہ ہوا اُس کی راہ سے اور وہ خوب جاننے والا ہے راہ پانیوالوں کو ﴿۱۲۶﴾ اور اگر تم بدلا لو تو بدلا لو برابر اُس کے جو تم کو ایذا دیگئی ہو اور البتہ اگر صبر کیا تم نے تو بیشک وہ بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لئے ﴿۱۲۷﴾ اور صبر کر اور نہیں تیرا صبر مگر اللہ کی مدد سے اور مت غم کھا اُن پر۔ اور مت ہو تنگدل اُس سے جو وہ مکر کرتے ہیں۔ بیشک اللہ اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو پرہیزگار ہیں اور اُن لوگوں کے ساتھ جو نیکی کرنے والے ہیں ﴿۱۲۸﴾

اور اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ اگر اُن تمام آیتوں کو جن سے مفسرین اور فقہا نے قرآن مجید میں ناسخ و منسوخ ہونے کا دعوے پیش کیا ہے مجموعی طور پر سامنے رکھ لیا جاوے اور اُن پر غور و تعمق کی نظر ڈالی جاوے اور اُن کے سیاق و سباق کو مدنظر رکھا جاوے تو اُن سے صاف طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ آیتیں شرائع سابقہ انبیا کے بعض احکام کے تبدیل ہونے سے تعلق رکھتی ہیں۔ نہ قرآن مجید کی آیتوں کے باہم ناسخ و منسوخ ہونے سے +

سورة النحل-۱۶

مکمل مجموعہ لکچرز و اسپیچز سر سید احمد خاں صاحب بہادر مرحوم و مغفور

مصنف مرحوم علیہ الرحمۃ کا نام ہی اس مجموعہ کی خوبیوں اور اوصاف کیواسطے کافی شہادت ہے اور اس کی توصیف و تعریف میں کچھ بھی کہنا سراسر بے ادبی اور اس کی کسرشان ہے۔ سرسید مرحوم علیہ الرحمۃ کے مبارک نام اور اس کے مشن (مدعا) سے شاید ہی کوئی تعلیم یافتہ مسلمان ایسا ہو جو واقف نہ ہو جو بے بہا کارنامے اُس مرحوم و مغفور نے اسلامی پبلک کی ترقی تعلیم اور ہر قسم کی بہبودی کی خاطر اپنی گرانبہا پر در زندگی میں کئے واقعی اس قابل ہیں کہ فی زمانہ ہر ایک قسم کے قومی کاموں کی تمہید اُس کے مبارک نام سے تبرکاً و تیمناً شروع ہو۔ چنانچہ عموماً مرحوم و مغفور کا ذکر خیر کسی نہ کسی طرح سے اس قسم کے قومی جلسوں میں آنا شروع ہو گیا ہے +

اس کتاب مکمل مجموعہ لکچرز و اسپیچز میں سرسید مرحوم کی تمام عرق ریزی شروع سے لیکر اختتام تک بھری پڑی ہے جیسا کہ اُنہوں نے مختلف طریقہ سے مسلمانوں کی حالت گمنام کو رو بہ اصلاح کرنے کی کوشش کی۔ ویسے ہی یہ لکچرز بھی بینظیر اور دماغ کے طرح طرح کے نتیجوں سے مملو ہیں جو شخص اُس مرحوم ہیرو کی اولوالعزمی، استقلال، صبر و تحمل، بردباری، انکسار، اور عالی حوصلگی، نیز گلہے گلہے بوسیوں کا جو وقتاً فوقتاً منہ دکھاتی رہی ہیں اندازہ کرنا چاہے۔ قوم اور قوم کی ہمدردی اور ملک کی بہتری، اسلام کی حمایت، سچی دلسوزی، صاف بیانی، اعلےٰ درجہ کی زبان اردو کی تقریر و تحریر، تہذیب اخلاق کا بے مثل نمونہ بننے کے لئے اپنی آیندہ زندگی میں اس سے اچھا سبق سیکھنا چاہے، اُس کے واسطے اس مجموعہ لکچرز و اسپیچز سے بڑھ کر کوئی ناصح مشفق اور رہبر کامل نہیں ہو سکتا۔ لقمان کی حکمت، ارسطو کا فلاسفہ، اور شکسپیر کی فصاحت، اس کے آگے معمولی قرار دیجا سکتی ہیں +

یہ بے بہا ذخیرہ زمانہ حال کی دینی اور دنیوی بہتری کے لئے ہی عزیز تر نہ ہوگا بلکہ جوں جوں ضروریات آنے والی نسلوں کو پیش آئینگی خود بخود یہ مجموعہ عزیز تر ہوگا، ملکی و قومی لائبریریوں کی زیب و زینت ہوگا۔ عام پبلک جلسوں میں اُس کے تذکرے نہایت شوق سے ہوا کرینگے۔ بڑے بڑے لکچرار اس مجموعہ سے مدد لینگے۔ اردو نثر لٹریچر کے سیکھنے والے اس سے سند لیا کرینگے۔ غرضکہ یہ بینظیر مجموعہ بینظیر ہے بینظیر ہے اس کے شروع میں سرسید کی رنگین تصویر ہے۔ اور ۱۸۵۸ء سے لیکر ۱۸۹۸ء تک کے کل لکچرز اس میں نہایت محنت سے جمع کردئے ہیں اور وہ لکچرز بھی اس میں جن کا اکثر سرسید مرحوم کے دوستوں نے آج تک نام تک نہ سنا ہوگا۔۔ صفحے نہایت اعلےٰ درجہ کا کاغذ، عمدہ چھپائی، خوشخط لکھائی۔ نیز اس سے پہلے جس قدر مجموعے لکچرز لوگوں نے چھاپے ہیں وہ باُلکل نامکمل ہیں + قیمت مجلد ۳ + قیمت بلاجلد ۲ +

خلق الانسان

نئے فلسفہ دانوں نے انسان کی پیدایش کے متعلق آج کل نئی تحقیقات سے یہ ثابت کیا ہے کہ انسان کیڑے سے پیدا ہوتا ہے لیکن آج سے تیرہ سو برس پہلے مسلمانوں کی پاک کتاب الہامات کو دنیا پر روشن کر چکی ہے اسی مضمون کو سرسید نے قرآن سے لیکر نہایت وضاحت کے ساتھ لکھا ہے اور نئے فلسفہ دانوں کا خوب جواب دیا ہے اس کا مطالعہ ہر بشر کے لئے ضروری ہے + قیمت .. - - - ۲ر

الجن و الجان علےٰ ما فی القرآن

اس کتاب میں لفظ جن و انس پر بحث کی گئی ہے کہ آیا قرآن شریف میں جو یہ لفظ استعمال ہوئے ہیں اُن کی کیا معنی لئے جانے چاہئیں اس مضمون کے متعلق قرآن شریف کی تمام آیات جمع کر کے اور نہایت لفظوں کے موقع بموقع اور جابجا استعمال اور صرف نحو کے لحاظ سے نہایت مدلل بحث کے بعد اصل حالات لکھے ہیں + قیمت .. - - .. - - .. ۵ر

ازالۃ الغین عن ذکر ذو القرنین

سکندر ذوالقرنین کے حالات کے متعلق اور یاجوج ماجوج اور سدّ یاجوج ماجوج اور سد گریٹ وال اور حالات چے وانگ ٹی۔ ذکر تاریخ چین جس کا ان اور باب دیوار وغیرہ وغیرہ کے متعلق ہے سرسید احمد خاں نے یہ مضمون قرآن سے لیکر نہایت ہی اصلی حالات لکھے ہیں اس کتاب کے متن میں آیات قرآنی اور حاشیہ پر تفسیر کبیر عربی ہے + قیمت .. - - - - - ۵ر

فضائل الامام من رسائل حجۃ الاسلام

یعنی مکاتبات حضرت امام محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ کہ جو اُن کی وفات کے بعد امام صاحب کے چھوٹے بھائی امام احمد الغزالی نے جمع کئے اور جن کو سرسید مرحوم نے نہایت کوشش سے ترتیب دیا اور صحت کے ساتھ مرتب کیا اور بعض مقامات پر نہایت دلچسپ بحث بھی کی ہے + قیمت - - - ۸ر

